واذکر فی الکتاب ابراھیم

سیرتِ ابراہیم علیہ السلام

DATA ENTERED

حافظ میاں محمد جمیل بی، اے، فاضلِ اردو
فاضلِ علومِ اسلامیہ

ناشر:- نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار
لاہور-۲

۲۹۷۹۹۲
م س س ۸۳
a7986

جملہ حقوق بحقِ مصنّف محفوظ ہیں

نام کتاب ——— سیرتِ ابراہیم علیہ السّلام
صفحات ——— تین سو (۳۴۰) چالیس
نام مصنّف ——— حافظ میاں محمد جمیل بی اے فاضل اُردو / فاضل علوم اسلامیہ
طابع ——— بشیر احمد نعمانی
سن طباعت ——— ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء
ملنے کا پتہ ——— نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اُردو بازار لاہور
کاتب ——— حسین احمد گیلانی حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور
تعداد ——— ایک ہزار
قیمت ——— ۲۷/-
مطبع ——— جاوید ریاض پرنٹرز، لاہور

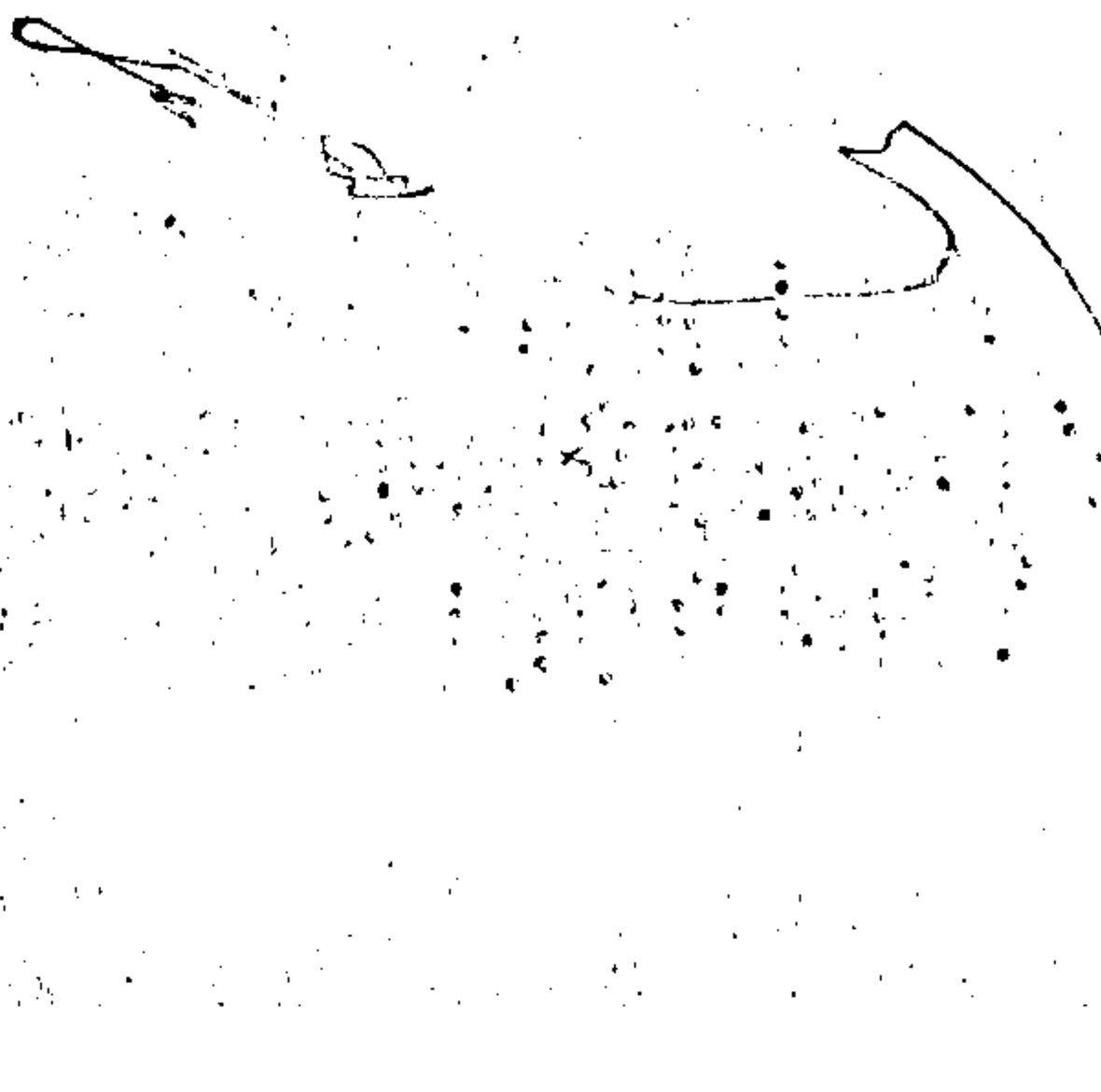

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ
سخن آغاز	۱۲
اظہارِ تشکر	۱۴
انبیائے کرامؑ کے واقعات کا مقصد	۱۷
نبوت کے اغراض و مقاصد	۲۰
اصلاحِ معاشرہ	۲۱
بد دیانتی کے خلاف جہاد	۲۲
ہر نبی مصدق ہوتا ہے۔	۲۳
نبی فضول رسموں سے نجات دلاتا ہے	۲۴
نبوت کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ	۲۵
انبیاء کے تقرر کی وجہ	۲۶
نبیوں کا دستور العمل	۲۶
دعوت میں حسن اخلاق	۲۶
داعی حق کا بلا معاوضہ کام کرنا	۲۸
نبی دار و غہ نہیں ہوتا صرف مبلغ ہوتا ہے۔	۲۹
نبی صرف مبلغ نہیں ہوتا بلکہ کائنات کے لیے نمونہ ہوتا ہے۔	۳۰
تذکرۂ خلیل کا منشار	۳۱
حضرت ابراہیمؑ خود اعلان فرماتے ہیں۔	۳۳
تدبر و تفکر	۳۶
آپؑ کے والد کا نام اور کام	۳۷
ولادت باسعادت	۴۰
آپؑ کے آبائی شہر کے تمدنی حالات	۴۰
مذہبی حالات	۴۱
اللہ کا فضل و کرم	۴۲
حضرت ابراہیمؑ کا چہرۂ مبارک	۴۳
حضرت عائشہؓ کا خراج تحسین	۴۴
حضرت جابرؓ کے جذبات	۴۴
آپؑ کا جلال و جمال	۴۵

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضور اکرمؐ کا فرمان	۴۶
فانظروا الیٰ صاحبکم	۴۶
آپؐ اور ابراہیمؑ کی قدّ و قامت میں فرق	۴۶
حضرت ابراہیمؑ کا ماحول	۴۷
حضرت ابراہیمؑ کی عظمت	۴۸
ابراہیم علیہ السلام کی اپنے رب کے حضور اطمینانِ قلب کیلیے درخواست	۴۹
میدان تبلیغ میں پہلا قدم باپ کے سامنے	"
دعوتِ حق	۵۱
باپ کا جواب	۵۲
خلاصۂ خطاب	۵۳
عبادت بمعنی اطاعت	۵۴
عبادت بمعنی پرستش	۵۵
حضرت کا طریقِ کار	۵۷
دعوتِ حق دوسرے مرحلہ میں	۵۸
ارشادِ ابراہیمؑ۔	۵۹
تقلید آبائی	۶۳
تقلید کا انجام	۶۵
حضرت ابراہیمؑ کی گفتگو میں کمال درجے کا ادب	۶۶
قلبِ سلیم	۶۸
چاند سورج اور ستارہ پرستوں سے خطاب	۶۹
چاند سورج کی حقیقت	۷۶
اس نظام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا	۷۷
حضرت ابراہیمؑ کی تحریک، آخری مرحلہ میں۔	۷۸
حضرتؑ جلال میں آتے ہیں۔	۸۰
امّت محمدیہؐ کے لیے بھی یہی طریقہ ہے	۸۲
ایماندار دل کو حکم	۸۴
اتفاق کی بات دیکھیے۔	۸۶
ابراہیمؑ جو کہتے تھے وہ کر گزرتے تھے	۸۷
ابراہیمؑ بڑے ذہین تھے۔	۸۹
زبردست ہنگامہ	۹۰
ابراہیمؑ زبردست بہادر تھے۔	۹۱
حضور اکرمؐ بھی زبردست بہادر تھے	۹۲

عنوان	صفحہ
جرگہ ابراہیمؑ سے سوال کرتا ہے	۹۳
ابراہیم کے خلاف کاروائی کا آغاز	۹۵
مشرک تشدد پر اُتر آئے	۹۶
مشرکین کی شروع سے یہی روش رہی ہے	۹۷
ابراہیم کے خلاف حکومت حرکت میں آتی ہے۔	۹۸
حاکمِ وقت سے گفتگو	۹۹
امنِ عامہ کے تحت گرفتاری	۱۰۱
شاہی کونسل کا فیصلہ	۱۰۲
شاہی آرڈیننس	۱۰۲
ابراہیمؑ کی منفرد آزمائش	۱۰۳
آزمائش کے آخری لمحات	۱۰۶
خلیلِ خداؑ کامیاب مشرک ناکام و نامراد	۱۰۸
ابراہیمؑ کو باپ کا جواب	۱۱۱
ابراہیم گھر بار چھوڑتے ہیں	۱۱۲
دوستی کے حق دار	۱۱۵
مشرک کے لیے کسی کو دعائے مغفرت کرنے کی اجازت نہیں۔	۱۱۶
ابراہیمؑ کا باپ کے حق میں دعا کرنا تمہارے لیے نمونہ نہیں۔	۱۱۷
قیامت کے روز آپ کے باپ کا انجام	۱۱۸
سب سے بڑا ظلم شرک ہے،	۱۲۰
حضرت ابراہیمؑ پر صرف ایک نوجوان ایمان لایا۔	۱۲۱
خلیل خدا ہجرت فرماتے ہیں۔	۱۲۲
ہجرت کا مقصد	۱۲۳
ہجرت معمولی کام نہیں	۱۲۴
نبی اپنی مرضی سے ہجرت نہیں کر سکتا	۱۲۵
تمام انبیاء نے ہجرت فرمائی	۱۲۶
جان جائے تو جائے ایمان نہ جائے	۱۲۸
کن حالات میں ہجرت کا حکم	۱۲۹
موت کے ڈر سے نکلنے والے مہاجر نہیں ہوا کرتے۔	۱۳۰

Marfat.com

عنوان	صفحہ
کسی دنیوی مفاد کے لیے نکلنا ہجرت نہیں	۱۳۱
مہاجرین کے لیے ہدایات	۱۳۲
مہاجرین کو بسانا حکومت اور عوام کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔	۱۳۴
مہاجرین دونوں جہان میں کامیاب ہوں گے۔	۱۳۶
ہجرت ایمان کی کسوٹی ہے۔	۱۳۷
ہجرت کی دعا	۱۳۸
ہجرت نہ کرنے والے کا انجام	۱۳۹
مجبوروں کو معاف کیا جائے گا۔	۱۴۰
صحابہؓ کی ہجرت کے سبق آموز واقعات	۱۴۰
ابراہیمؑ کی ہجرت	۱۴۱
پہلی منزل	۱۴۲
نیک بچے کے لیے دعا	۱۴۳
فلسطین میں قیام	۱۴۴
حضرت کی نازک ترین آزمائش	۱۴۴
حضرت ہاجرہ ابراہیمؑ کی زوجیت میں	
حضرت اسماعیل کی ولادت مبارکہ	۱۴۹
ابراہیمؑ کی آزمائش	۱۵۰
اذًا لا یضیعنا اللہ	۱۵۱
وادٍ غیر ذی زرع	۱۵۲
اُمِّ اسمٰعیل پر بھاری آزمائش	۱۵۳
حضرت اسمٰعیل اور اُمِّ اسمٰعیل کو درخت کے نیچے بٹھایا۔	۱۵۵
ابراہیمؑ واپس ملک شام کو چل دیئے	۱۵۶
حضرتؑ نے کہا اللہ ہماری حفاظت فرمائے گا۔	۱۵۷
تاریخ سعی و مروہ	۱۵۹
جبریل نے ہاجرہ کو تسلی دی	۱۶۱
حضرت ابراہیمؑ کا خواب	۱۷۱
بیٹے سے اظہار	
اسماعیل کا جواب آداب فرزندی	
کی معراج	۱۷۲
شیطان کا اضطراب	۱۷۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ابراہیمؑ کی اپنے رب کے حضور قربانی	۱۷۴
مقصود امتحان تھا نہ کہ جان	۱۷۶
ابراہیم کو خدا نے اپنا دوست بنالیا	۱۷۷
ساری دنیا کی امامت	۱۷۸
قربانی کی وجہ تسمیہ	۱۸۰
ہر امت کے لیے قربانی	۱۸۱
امت محمدیہ کے لیے قربانی	۱۸۲
سنۃ ابیکم ابراہیمؑ	۱۸۳
جذبہ قربانی کو عام کیجیے۔	۱۸۴
صحابہؓ پر جذبۂ قربانی کے اثرات	۱۸۵
ایثار کا عجیب واقعہ	۱۸۶
نیت قربانی	۱۸۷
قربانی کے متفرق مسائل	۱۸۸
حضرت اسحٰقؑ کی ولادت باسعادت	۱۹۵
بچے کی بشارت سن کر حضرت سارہ مسکرائیں	۱۹۶
ابراہیمؑ کے معزز مہمانان گرامی	۱۹۷
اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔	۱۹۸
حضرت اسحاق کا قیام و وفات	۲۰۰
حضرت اسحاق کو اللہ نے بڑی برکت دی۔	۲۰۱
حضرتؑ کو اللہ نے عزت و عظمت سے نوازا	۲۰۲
ابراہیمؑ نے فرشتوں سے استفسار کیا۔	۲۰۳
فرشتوں نے عرض کیا اب جانے بھی دیجیے۔	۲۰۴
حضرت لوط کے حالات و واقعات	۲۰۷
مقام پیدائش۔	۲۰۷
حضرت لوط کا قوم سے پہلا خطاب	۲۰۸
قوم لوط کے جرائم	۲۰۹
بدکردار گندے لوگ	۲۱۰
دنیا میں پہلی بے حیائی	۲۱۱
قوم کا ظالمانہ مذاق	۲۱۲
لوطؑ کی اپنے رب کے حضور آرزو	۲۱۳
قوم لوط دوڑتی ہوئی آئی۔	۲۱۵

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرت پریشان ہو گئے	۲۱۷
فرشتے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں	۲۱۸
فرشتوں نے لوطؑ کو تسلی دی	۲۲۰
الیس الصّبح بقریب	۲۲۱
قومِ لوط کو تہس نہس کر دیا گیا۔	۲۲۱
جناب لوط علیہ السّلام کی بیوی عذاب میں گرفتار ہو گئی۔	۲۲۳
ایمان کے بغیر کوئی رشتہ فائدہ مند نہیں ہوتا۔	۲۲۴
قومِ لوط پر صبح کے وقت عذاب آیا	۲۲۶
حضرت لوطؑ نے ضغر میں قیام فرمایا	۲۲۷
واقعۂ لوطؑ کا مقصد	۲۲۹
تعمیر کعبہ کا حکم	۲۲۹
تاریخ کعبۃ اللہ	۲۳۰
بنائے ابراہیمؑ	۲۳۱
حضرت ابراہیمؑ اسماعیلؑ کی خبر گیری کے لیے آیا کرتے تھے۔	۲۳۲
ابراہیم نے کہا چوکھٹ کی حفاظت کرنا	

عنوان	صفحہ
مقام ابراہیمؑ	۲۳۴
فضائل مکہؑ	۲۳۵
کائنات میں محبوب بستی	۲۳۸
مرکز ملّت	۲۴۰
دارالامن	۲۴۱
روحانی برکت	۲۴۲
تکمیل کعبہ کے بعد ذمہ داریاں	۲۴۲
ولایت کعبہ کا مشرک کو کوئی حق نہیں۔	۲۴۳
جنگ و جدال سے پاک رکھا جائے	۲۴۴
تعمیر کعبہ کے بعد ابراہیم کی دعائیں۔	۲۴۵
اے اللہ ہمیں اور ہماری اولاد کو مسلمان رکھنا۔	۲۴۶
الٰہی لوگوں کو ان کا مشتاق بنا دے	۲۴۷
میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نمازی رکھنا۔	۲۴۸
خدا قیامت کے روز سب مومنوں کو معاف فرما دے گا۔	۲۴۹

Marfat.com

عنوان	صفحہ
خدایا دعاؤں کو قبول فرما۔	۲۴۹
مؤذّن حج اور پہلا حاجی	۲۵۰
اعلانِ حج	۲۵۱
فرضیتِ حج	۲۵۲
فضیلت حج	۲۵۳
میقات احرام تلبیہ	۲۵۵
طواف کعبہ	۲۵۶
مقام ابراہیمؑ	۲۵۸
زمزم وسعی صفا مروہ	۲۵۸
اسلامی انقلاب کی تکمیل	۲۶۰
وقوف عرفات	۲۶۰
مزدلفہ میں قیام	۲۶۲
واپس منیٰ میں قیام وکام	۲۶۳
جدّ انبیاءؑ کا انتقال پر ملال	۲۶۵
حضرت ابراہیمؑ کو امت محمدیہ سے محبت	۲۶۶
اتباع ابراہیمؑ کا انکار بے وقوفی ہے	۲۶۷
آپ صاحبِ کتاب نبی تھے۔	۲۶۸
حضرت کی زبان عربی یا عبرانی	۲۶۸
ملّتِ حنیف	۲۶۹
ملّت ابراہیم کی اساس	۲۷۱
حضرت یوسفؑ نے ملّت کی یوں تعریف کی۔	۲۷۱
سرورِ کائناتؐ ملّت حنیفؑ کی وضاحت فرماتے ہیں۔	۲۷۲
حضرتؑ کی زبردست شخصیت	۲۷۳
صاحبِ قلبِ سلیم	۲۷۴
حوصلہ مند مشفق تھے	۲۷۵
ابراہیمؑ صدیق	۲۷۷
صداقت ابراہیم	۲۷۸
لفظ کذب کے معنے	۲۷۹
دوسرا موقف	۲۸۱
تیسرا نظریہ	۲۸۴
بتوں کو زیر وزبر کرنا	۲۸۵
حضرت کی بیماری	۲۸۷
اِنّکَ اُخْتِیْ	۲۸۹
آپ کا جھوٹ سے زبردست اجتناب	۲۸۹

Marfat.com

عنوان	صفحہ
روزِ محشر لفظ کذب استعمال کرنا	۲۹۰
ابراہیم علیہ السلام کی منفرد خوبی	۲۹۳
یہود و نصاریٰ کا کردار	۲۹۴
بادشاہوں کی عبادت کرنے والی قوم۔	۲۹۵
گائے پرستی	۲۹۷
اللہ تعالےٰ سے مذاق کرنے والے	۲۹۸
اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا	۲۹۹
ذاتِ کبریا کے شریک بنانے والے	۳۰۰
خدا کے بیٹے ٹھہرانا	۳۰۱
حضرت موسیٰؑ کو پریشان کرنے والے	۳۰۲
انبیاء کے گستاخ	۳۰۳
انبیائے کرامؑ پر الزام لگانے والے	
حضرت موسیٰؑ پر سنگین الزام لگانے والے	۳۰۴
حضرت سلیمانؑ پر الزام	۳۰۴
حضرت ہارونؑ پر بت پرستی کا الزام	۳۰۵
نبیوں کے قاتل	۳۰۶
نصاریٰ کا اقبالِ جرم	۳۰۷
کتاب اللہ کو فروخت کرنا	۳۰۸
حق و باطل کا التباس نہ کرو	۳۰۸
کتاب اللہ کے ساتھ ان کا سلوک	۳۰۹
کتابِ الٰہی سے بے پرواہی کرنا	۳۰۹
کتاب اللہ کے کچھ حصے کو معطل کرنا	۳۱۰
کتاب میں اضافے کی جسارت	۳۱۰
ملائکہ کے ساتھ عداوت رکھنے والے۔	۳۱۱
تارکِ نماز قوم	۳۱۲
ملّتِ حنیف میں نماز کی اہمیت	۳۱۲
آخرت کے بارے میں خوش فہم	۳۱۴
بلکہ آخرت کے منکر	۳۱۵
حرام خور	۳۱۶
عبادات و اخلاقیات سے عاری قوم	۳۱۶
ابراہیمؑ سب سے کٹ گئے	۳۱۹
حضرتؐ کے ساتھ صرف اُمّت محمّدیہ کا تعلق ہے	۳۱۹

عنوان	صفحہ
بڑے مہمان نواز	۳۲۰
حضرتؑ صاحب قوت و معرفت تھے۔	۳۲۱
آپ اپنی ذات میں انجمن، جامع صفات تھے۔	۳۲۲
دنیاوی عزت و عظمت	۳۲۳
دینی عظمت و فضیلت	۳۲۳
ساری دنیا کی قیادت سیادت	۳۲۴
آپؑ کی ازواجِ مطہرات	۳۲۵
حضرت سارہ اور ان کے لختِ جگر	۳۲۵
حضرت سارہ کو فرشتوں نے تسلی دی	۳۲۶
حضرت اسحٰق علیہ السلام	۳۲۷
آپؑ کی وفات، اولاد	۳۲۸
حضرت ہاجرہ آپ کے فرزندِ ارجمند	۳۲۸
بڑے صاحبزادے اسماعیل کا مسکن	۳۲۹
حضرت اسماعیلؑ کے مناقب	۳۳۰
ذبیح اللہ	۳۳۱
معمارانِ کعبہ	۳۳۲
خدامِ کعبہ	۳۳۳
نبی اکرمؐ کا اسماعیل کو خراجِ تحسین	۳۳۳
اولادِ اسمٰعیلؑ	۳۳۵
حضرت کی تیسری بیوی	۳۳۶
حضرت قطورا سے اولاد	۳۳۶
عظیم خانوادۂ نبوت	۳۳۶
آخری التجا۔	۳۳۵

Marfat.com

آغازِ سخن

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ

قرآن مجید نے خلیلِ خُدا جدِّ انبیاء کے حالات و واقعات اس لیے بیان فرمائے تاکہ دینِ حنیف کا کام کرنے والوں کے لیے ان کی مساعی جلیلہ و جمیلہ روشنی کا مینار ثابت ہو۔ اس لیے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے متبعین کو حکم دیا گیا۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(النحل ۱۲۲ پ ۱۴)

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ (ممتحنہ ۴، پ ۲۸)

مقصود بیان یہ کہ جس طرح حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں نے شدید ترین مشکلات و مصائب کے باوجود اپنے کام کو جاری و ساری رکھا

Marfat.com

نتیجتاً دنیا کی قیادت و سیادت عزّت و عظمت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ط قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝

(بقرۃ ۱۲۴ پ۱)

اگر آپ اور آپ کے رُفقاء اسی راستے پر گامزن رہے تو باطل قوتیں اور سازشیں بالآخر ناکام و نامراد ہو جائیں گی۔ اور کلاہِ افتخار و امتیاز سے آپ کو نوازا جائے گا۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

(آل عمران ۱۱۰ پ۴)

Marfat.com

اِظہارِ تشکّر

سب تعریف و توصیف ربِّ لم یزل کے لیے جس نے جدِّ انبیاؑ خلیلِ خُدا نبیوں کے پیشوا کی سیرتِ طیّبہ مجھ جیسے گناہ گار سیاہ کار کو لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

الحمد اللہ علیٰ ذالک

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

محترم و مکرّم جناب ڈاکٹر محمّد راشد صاحب زندھاوا

میں ڈاکٹر صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ جنہوں نے اپنی عادتِ صالحہ کے مطابق نہ صرف اخلاقی حوصلہ افزائی فرمائی۔ بلکہ لائبریری سے مطلوبہ کُتب بھی مطالعہ کے لیے عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال و اقبال میں اضافہ فرمائے۔

Marfat.com

مُخلص رُفقاء

ربِّ کریم کے انعامات میں سے مُخلص رُفقاء بھی بہت بڑا انعام ہوتے ہیں۔ اس لیے ، !

برادرم چوہدری محمّد سعید صاحب گہلن، لاہور

جناب چوہدری محمّد انور صاحب آف میانخنوں (لاہور)

میں اِن برادران کا دل کی گہرائیوں کے ساتھ شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جنہوں نے کاروباری شراکت کے باوجود مجھے اوقاتِ کار میں سے وقت پڑھنے کا موقعہ عنایت فرمایا۔ ربّ العزّت ان ساتھیوں کو دنیا و آخرت میں اجرِ عظیم کے ساتھ عزّتوں سے ہم کنار فرمائے۔ آمین ثُمّ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ رحمت بھیج (حضرت) محمدؐ پر اور محمدؐ کی آلِ پر

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

جس طرح تونے رحمت بھیجی (حضرت) ابراہیمؑ پر اور آلِ ابراہیمؑ پر

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

یقینا تو ہی تعریف کیا گیا اور بزرگی والا ہے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ برکت کر (حضرت) محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

جس طرح تونے برکت دی ابراہیمؑ کو اور آلِ ابراہیمؑ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

یقینا تو ہی تعریف والا اور بزرگی والا ہے

Marfat.com

انبیائے کرام کے واقعات کا مقصد

انبیائے کرام کے واقعات بیان کرنے کا مقصد خود قرآن حکیم نے واضح اور نمایاں کر دیا ہے۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ	اے نبیٔ معظم صلی اللہ علیہ وسلم جو نبیوں
مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا	کے واقعات ہم آپ کے سامنے بیان
نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ	کرتے ہیں۔ ان سے ہمارا مقصد آپ
وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ	کے دل کو ڈھارس دینا ہے۔ اور آپ
الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّ	کے پاس ان میں حق پہنچ چکا۔ اس میں
ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔	مومنوں کے لیے بھی نصیحت و عبرت
(ھود ۱۲۰ پ ۱۲)	ہے۔

پہلی حکمت کا تعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے آپ خلوص و محبت سے جب لوگوں کو سمجھاتے لوگ سمجھنے کی بجائے اعراض و انکار اور بے جا تکرار کرنے لگتے تو آپ کا دل مضطرب ہو جاتا۔ جیسا کہ دوسرے مقام میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء پ ۱۹)

شاید آپ اپنی جان کھو دیں گے کہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اِس لیے فرمایا کہ ہم آپ کو پہلی اقوام کے واقعات سنائے دیتے ہیں۔ تاکہ آپ پر واضح ہو جائے کہ پہلے انبیائے عظام کے ساتھ بھی لوگوں نے یہی سلوک کیا تھا۔ لیکن عزت و عظمت فتح و نصرت انبیاء علیہم السلام اور ان کے مخلص ساتھیوں کو ہی نصیب ہوئی ذلت و رسوائی ناکامی و نامرادی حق سے اعراض کرنے والوں کو پہنچی۔

دوسری حکمت مومنین کے لیے، کہ وہ اِن واقعات میں عبرت و موعظت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر ایمان کی تازگی محسوس کریں۔ جیسا کہ کلامِ مجید میں ارشاد ہوا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ (انفال ۲ پ ۱۹)

سچے ایمان دار تو وہ لوگ ہیں۔ جن کے دل اللہ کا ذکر سُن کر لرز جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے رب کے فرمودات بیان کیے جاتے ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے، اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔

Marfat.com

ہر قوم کے لیئے نبی

لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ج	ہر امّت کے لیے رسول
یونس ۴۷ پ۱۱)	بھیجا گیا۔
اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ	آپ ان کو ڈرانے والے (انجام
قَوْمٍ هَادٍ۔	بد سے) ہیں اور ہر قوم کے لیے
(رعد ، پ۱۳)	راہنما مقرر کیا گیا تھا۔

کچھ انبیاء کا ذکر کیا اور کچھ کا ذکر نہیں کیا

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ	اے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم
قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ	ہم آپ سے پہلے بہت سے رسول
قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ	بھیج چکے ہیں۔ جن میں سے بعض
مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ	کے حالات تو بیان کر دیئے اور
عَلَيْكَ ط وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ	کچھ کے نہیں بتائے۔ کسی رسول
اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا	کو بھی یہ طاقت نہ تھی کہ اللہ
بِاِذْنِ اللّٰهِ ج فَاِذَا جَاءَ	تعالےٰ کے اِذن کے بغیر خود
اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ	کوئی نشانی (معجزہ) لے آتا۔
وَخَسِرَ هُنَالِكَ	پھر جب اللہ کا حکم آگیا تو حق

Marfat.com

المبطلون۔ (مومن ۷۸ پ۲۴)

کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اس وق
نقصان (تباہی) میں رہے بدکار۔

نبوّتؑ کے اغراضؑ و مقاصد

ایک اللہ کی بندگی کی دعوت اور دوسرے معبودان کا انکا کیا جائے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط

(اعراف ۵۹ پ۸)

ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے کہا اے میری قوم ایک اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کو معبود نہیں ہے۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔

(اعراف ۶۵ پ۸)

اور قومِ عاد کی طرف ان کے بھا ہود علیہ السلام کو روانہ کیا۔ انہو نے کہا اے میری قوم صرف ایک اللہ کی اطاعت و بندگ کرو۔ اس کے بغیر تمہارا کو معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں

Marfat.com

اصلاحِ معاشرہ

انبیائے کرام نے دعوتِ توحید کے ساتھ اصلاحِ معاشرہ کا فریضہ بھی سرانجام دیا ہے۔ چنانچہ لوط علیہ السلام نے دعوتِ توحید کے بعد فرمایا۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝

(اعراف ۸۰، ۸۱، ۸۲۔ پ۸)

ہم نے لوط علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا۔ پھر یاد کرو۔ جب حضرت لوط علیہ السلام نے کہا۔ اے میری قوم کیا تم ایسے بے حیا ہو گئے ہو۔ کہ بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو۔ جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔ تم تو بالکل حد سے گذر جانے والی قوم ہو۔ مگر اس قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں تھا۔ نکال دو ان لوگوں کو اپنی بستی سے یہ بڑے پاک باز بنتے ہیں۔

Marfat.com

بد دیانتی کے خلاف جہاد

حضرت شعیب علیہ السلام نے شرک اور لین دین میں بد دیانتی کے خلاف جدّ وجہد فرمائی۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ

اہلِ مدین کی طرف ہم نے شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ اس نے کہا اے میری قوم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے بغیر تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی صاف ہدایت آچکی ہے۔ لہٰذا وزن اور پیمانے پورے کرو۔ لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دو زمین میں فساد برپا نہ کرو۔ جب کہ اس کی (عذاب لوطؑ کے بعد) اصلاح ہو چکی ہے۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ اگر تم مومن ہو۔ اور (زندگی کے) ہر راستے پر (رہزن بن کر) نہ بیٹھو

تَبْغُونَهَا عِوَجًا
وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ
قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ
وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝

(اعراف ۸۵، ۸۶)

(پ ۸)

کہ لوگوں کو خوف زدہ کرنے اور
ایمان لانے والوں کو خدا کے
راستے سے روکنے لگو۔ اور سیدھی
راہ کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش
کرو۔ یاد کرو جب تم بالکل
تھوڑے تھے۔ پھر اللہ نے
تم کو بہت زیادہ کر دیا۔ آنکھیں
کھول کر دیکھو۔ مفسدین کا کیا حشر ہوا

ہر نبی مصدّق ہوتا تھا

ہر آنے والا نبی پہلے نبی کی تصدیق کرتا تھا۔ تاکہ سلسلۂ نبوّت کی کڑی سے کڑی ملتی جائے۔ اور بنیادی (اُمور میں) کام کا تسلسل قائم رہے۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ
مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ
إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم
مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ

یاد کرو، عیسیٰؑ ابن مریم کی وہ بات
جو آپ نے کہی تھی۔ اے بنی
اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ
کا رسول ہوں۔ تصدیق کرنے والا
ہوں۔ اُس تورات کی، جو مجھ سے

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ
يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي
اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا
جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ
مُّبِيْنٌ ۝
(پ ۲۸ الصّف ۶)

پہلے اتری تھی۔ اور بشارت دینے
والا ہوں، ایک رسول کی جو میرے
بعد آئے گا۔ جس کا نام احمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) ہوگا۔ مگر وہ جب ان
کے پاس واضح نشانیاں لے
کر آیا تو کہنے لگے یہ تو صریح
سحر ہے۔

نبی فضول رسموں سے نجات دلاتا ہے

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ
النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ
يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا
عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ
وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ
الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ
الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ

(پس آج رحمت انہیں کا حصّہ ہے)
جو اِس نبیٔ اُمّی کی پیروی کریں
جس کا ذکر اِن کو تورات اور انجیل
میں لکھّا ہوا مِلتا ہے۔ وہ ان کو
نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا
ہے۔ ان کے لیے پاک چیزیں حلال
اور ناپاک حرام کرتا ہے۔ اور
اِن سے بوجھ اتارتا ہے۔ جو اُن
پر لادے ہوئے تھے۔ وہ طوق

Marfat.com

اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ
كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَ
اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ
مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف ۱۵۷ پ۹)

کھولتا ہے جن میں یہ جکڑے
ہوئے تھے۔ لہٰذا جو لوگ اِس
پر ایمان لائیں اور اِس کی حمایت
اور مدد کریں اور اس روشنی کے
پیچھے چلیں۔ جو اس کے ساتھ نازل
ہوئی۔ وہی فلاح پانے والے ہیں۔

نبوّت کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ

(۱) كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ
رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ
وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ
مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا
تَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرۃ ۱۵۱ پ۲)

اسی طرح ہم نے تم سے ہی تم
میں رسول بھیجا۔ جو تم کو ہماری
آیات سناتا ہے۔ تمہاری
زندگیوں کو (کا تزکیہ کرتا) سنوارتا
ہے اور تمہیں کتاب و حکمت
کی تعلیم سے آراستہ کرتا ہے
اور تمہیں وہ کچھ سکھا رہا ہے۔ جو
تم نہیں جانتے تھے۔

انبیاء علیہم السلام کے تقرر کی وجہ

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

(النسا ۱۶۵، پ ۶)

یہ سارے رسول خوشخبری دینے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ تعالے کے مقابلے میں دلیل (عذر) باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ (ہر حال میں) غالب رہنے والا اور حکیم ہے۔

نبیوں کا دستور العمل

۱ دعوت میں حسن اخلاق کو ملحوظ رکھنا

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ

اور اُس آدمی کی بات سے اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے۔ جس نے اللہ کی طرف بلایا۔ نیک عمل کیا اور کہا میں مسلمان ہوں۔

اے نبی نیکی اور بدی برابر نہیں

Marfat.com

وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ
هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ
بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ
كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝

(سجدۃ ۳۴، ۳۳ - پ ۲۴)

ہے۔ تم بدی کا جواب نیکی سے دو
جو بہترین ہو۔ دیکھو گے۔ تمہارے
ساتھ جس کی عداوت ہے۔ وہ
تمہارا گہرا دوست ہو جائے گا۔

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ
اِنَّهٗ طَغٰى ۝
فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا
(طٰہٰ ۴۴، ۴۳ پ ۱۶)

اے موسیٰؑ آپ دونوں فرعون
کی طرف جائیں یقیناً بڑا سرکش
ہے لیکن آپ اس کے ساتھ بات
نرمی سے کرنا۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ
بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ
الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ
اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ
عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ
اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝
(النحل ۱۲۵، پ ۱۴)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
رب کے راستے کی طرف دعوت
دو۔ حکمت اور عمدہ طریقے (نصیحت)
کے ساتھ۔ اور لوگوں سے بہترین
انداز میں بحث کرو۔ تمہارا رب
خوب جانتا ہے، کون اس کے راستے
سے بھٹک گیا ہے اور کون صراطِ
مستقیم پر گامزن ہے۔

Marfat.com

۲۔ داعیِ حق کا بلا معاوضہ کام کرنا

دعوتِ حق دینے والے میں اس خوبی کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ وہ غیر مبہم طریق سے اعلان کرے۔ کہ

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۝
(انعام ۹۰، پ۷)

اے نبی کہہ دو کہ میں تبلیغ کے کام پر کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ یہ تو نصیحت ہے تمام دنیا والوں کے لیے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝
ص ۸۶، ۸۷، پ۲۳

اے نبی آپ کوئی اس کی مزدوری (تنخواہ) تو نہیں مانگ رہے یہ تو نصیحت ہے اس دنیا کے لیے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ط اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝
(سبا ۴۷، پ۲۲)

اے (پیارے) رسول آپ فرما دیں۔ میں تم سے کسی اجر کا خواہاں نہیں ہوں۔ وہ تمہارے ہی لیے ہے۔ میرا اجر تو اللہ پاک کے ذمّہ ہے وہ ہر چیز پر شاہد ہے۔

Marfat.com

نبی داروغہ نہیں ہوتا بلکہ صرف مبلّغ ہوتا ہے

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنِ اھْتَدٰی فَاِنَّمَا یَھْتَدِیْ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ ۝

(یونس آیت ۱۰۸، پ ۱۱)

اے پیارے نبی آپ فرما دیں لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آچکا ہے۔ اب جو صحیح راستہ اختیار کرے گا اس ٹھیک راستے کا اُسی کو فائدہ ہوگا اور جو گمراہ ہوگیا۔ اُسی کو گمراہی کا نقصان ہے۔ میں تمہارے اوپر کوئی حوالہ دار نہیں بنایا گیا۔

وَمَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ۔

فَذَکِّرْ ق اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ ع لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ لا ۝

(الغاشیہ ۲۱، ۲۲۔ پ ۳۰)

آپ نصیحت کیے جائیں۔ آپ تو بس نصیحت ہی کرنے والے ہیں۔ آپ کو ان پر جبر کرنے والا نہیں بنایا گیا۔

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قف لا۔

دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔ (غیر مسلموں کیلیے)

(پ ۳ بقرہ ۱۶۵)

Marfat.com

نبی صرف مبلّغ نہیں بلکہ کائنات کے لیے نمونہ ہوتے ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

(احزاب ۲۱ - پ۲۱)

تمہارے لیے اللہ کے رسول کی ذاتِ گرامی بہترین نمونہ ہے۔

بے داغ زندگی

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

(یونس ۱۶ - پ۱۱)

میں نے نبوّت سے پہلے تم میں کافی زندگی گزاری ہے (تم نے مجھ میں کوئی عیب نہیں پایا) کچھ عقل تو کرو۔

تذکرۂ خلیل علیہ السلام کا منشاء

قرآنِ مجید کا حضرتِ خلیل علیہ السّلام کی حیاتِ طیّبہ کے مختلف گوشوں پر تفصیلی روشنی ڈالنے کا مقصد و منشاء یہ ہے۔ کہ اہلِ عرب بالعموم اور قریش بالخصوص حضرتِ والا کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ اپنا تعلق بڑے فخریہ انداز میں بیان کرتے اور ان کے متّبع ہونے پر بڑے نازاں تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ دعویٰ بھی کہ صرف ہم ہی ملّتِ حنیف کے فدائی اور شیدائی ہیں۔ مشرکینِ عرب کے علاوہ یہود و نصاریٰ بھی اپنی اپنی جگہ ان کو اپنا پیشوا گردانتے تھے۔

کلامِ مجید نے پکارا کہ تم جھوٹے ہو۔ اور ربّ کائنات سچ فرماتے ہیں۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ	آپ اعلان فرما دیں اللہ تعالےٰ
فَاتَّبِعُوْا مِلَّۃَ	نے سچ فرمایا ہے۔ آپ یکسو
اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا ط	ہو کر عبادت کرنے والے حضرت ابراہیمؑ
وَمَا کَانَ مِنَ	کے طریقہ کی اتباع کرتے جائیں
الْمُشْرِکِیْنَ۔	جنابِ ابراہیم علیہ السلام شرک

Marfat.com

(آل عمران ۹۵، پ۴)

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰنِیْ
رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا
قِیَمًا مِّلَّةَ
اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ
وَمَا كَانَ مِنَ
الْمُشْرِكِیْنَ ۝

(انعام ۱۶۱-پ)

کرنے والوں میں نہ تھے۔

آپ کہہ دیں میرے رب
نے یقیناً مجھے ٹھیک راستے پر
چلا دیا ہے۔ بالکل صحیح راستہ
جس میں کوئی عیب نہیں ہے!
ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ
جس کو اُس نے یکسو ہو کر اختیار
کیا تھا اور اُن کا مشرکوں کے
ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔

(وہ تو ساری زندگی شرک کے خلاف برسرِپیکار رہے)

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَ
الَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ
قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ
اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ
وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ز
كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا

تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام
اور ان کے ساتھی بہترین نمونہ
ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی قوم
سے صاف صاف کہہ دیا۔ ہم
تم سے اور تمہارے باطل معبودوں
سے سخت بیزار ہیں۔ ہم تمہارا اور
تمہارے معبودوں کا انکار کرتے ہیں ہمارے اور
تمہارے درمیان ہمیشہ ہمیشہ
کے لیے لڑائی اور عداوت ہو

Marfat.com

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ

گئی ہے۔ جب تک تم ان کو چھوڑ کر ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت نہ کرو۔

(الممتحنہ ۴، پ۲۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام از خود اعلان کرتے ہیں

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

(الانعام ۷۸، ۷۹۔ پ۷)

اے برادرانِ قوم! میں اِن سے بیزار ہوں۔ جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو۔ میں نے تو ہمہ تن گوش ہو کر اپنا چہرہ اُسی ہستی کی طرف کر لیا ہے۔ جس نے زمین و آسمان پیدا فرمائے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں کا ساتھی نہیں ہوں۔

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ

اُس کی قوم اس سے جھگڑنے لگی تو اس نے قوم سے فرمایا۔ کیا تم لوگ اللہ تعالےٰ کے معاملے میں مجھ سے جھگڑتے

Marfat.com

مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ
اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ
رَبِّيْ شَيْئًا ط وَسِعَ
رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ط
اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ہ
وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ
اَشْرَكْتُمْ وَلَا
تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ
اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ
مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ
عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ط
فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ
اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ج
اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۔

(الانعام ۸۰، ۸۱ پ ۷)

ہو۔ حالانکہ اُس نے مجھے راہِ
مستقیم دکھا دی ہے اور میں
تمہارے ٹھہرائے ہوئے معبودوں
سے نہیں ڈرتا۔ اِلّا یہ کہ میرا
رب کچھ کرنا چاہے تو ضرور
ہو جائے گا۔ میرے رب کا
علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ کیا پھر
بھی تم نصیحت حاصل کرتے
کے لیے تیار نہیں ۴ آخر میں
تمہارے معبودانِ باطل سے
کس طرح ڈروں۔ جبکہ تم
اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو
شریک بناتے ہوئے نہیں
ڈرتے جن کے لیے تمہارے
پاس اُس اللہ نے کوئی دلیل
نہیں اتاری۔

Marfat.com

اہلِ کتاب تم نے کمال کر دیا

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

(اٰل عمران ۶۵ - پ ۳)

اے اہلِ کتاب تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہم سے جھگڑ رہے ہو۔ حالانکہ تورات اور انجیل دونوں آپ (ابراہیم علیہ السلام) کے بعد نازل ہوئی ہیں۔ کیا تم یہ بھی بات سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہاں تم لوگ جھگڑ چکے جس میں تمہیں کچھ علم تھا۔ اب اس معاملہ میں کیوں جھگڑتے ہو۔ جس کا تمہارے پاس علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو جانتے ہیں۔ لیکن تم علم نہیں رکھتے۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی۔ وہ سچے مسلمان تھے۔ اور ان کا مشرکوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(اٰل عمران، پ ۳)

Marfat.com

آپ کے ساتھ تعلق

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝

آلِ عمران آیت ۶۸ ع پارہ ۳۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ نسبت رکھنے کا حق تو ان لوگوں کو ہے جو ان کے متبع تھے اور پھر اس نبی (محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو آپ کے صحابہ کرام (ماننے والے) ان کے ساتھ نسبت رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ اللہ ان کا حامی و مددگار ہے۔ جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

تدبّر و تفکّر

یعنی جو دین حضرت ابراہیم علیہ السلام لے کر آئے تھے۔ مگر ان کا باپ اور قوم ماننے کی بجائے مخالف ہو کر ذلیل و خوار ہوئے۔

بالکل اُسی دین کی دعوت تمہارے عزیز حضرتِ محمد صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم تمہیں دے رہے ہیں۔ تم بھی تسلیم ورضا کی بجائے جنگ وجدال پر اتر آئے ہو۔ کہیں تمہارا حشر بھی وہ نہ ہو۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مخالفین کا ہوا۔

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ (الانبیاء ۷۰ پ۱۷)	وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذلیل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ہم نے ان کو ناکام (ذلیل) کر دیا۔
بلکہ	
وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (النحل ۱۲۲ پ۱۴)	ہم نے اس کو دنیا میں عزت و عظمت سے نوازا اور آخرت میں وہ نیک لوگوں کا ساتھی ہوگا۔

والد کا نام اور کام

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (انعام ۷۵، پ۷)	جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا۔ کیا آپ بتوں کو الٰہ (معبود) بناتے ہیں میں آپ کو اور آپ کی قوم کو واضح گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔

مورخین اور تورات نے آپ کے والد کا نام تارخ بتایا ہے۔ اور کلام مجید نے آزر کے نام سے پکارا۔ اس لیے قرآن مجید اور مورخین کے خیالات میں فرق ختم کرنے کے لیے مختلف راہیں اختیار کی گئیں۔

ایک مفسّر کا خیال ہے۔ حضرت کے والد آپ کی پیدائش کے بعد جلد دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی تربیت آپ کے چچا نے کی۔ چچا کیونکہ بمنزلہ باپ کے ہے۔ اسی لیے قرآن حکیم نے آزر کو اَبِیْہِ کے نام سے پکارا۔

دوسرے صاحب قلم کا عندیہ ہے کہ آپ کے والد کا اصلی نام تارخ تھا۔ لیکن وہ محبِّ صنم ہونے کی وجہ سے آزر کہلایا۔ کیونکہ عبرانی میں محبِّ صنم کو آزر کہا جاتا ہے۔

تیسرے مورّخ نے تطبیق کا راستہ تلاش کرتے ہوئے لکھا آپ کے باپ کا اصلی نام تارخ اور وصفی (پیشہ ور) نام آزر تھا۔ تاہم قرآن مجید اِن تکلفات سے پاک اور بانگِ دہل آپ کے والد کو آزر کے نام سے یاد کر رہا ہے۔ لہٰذا ہم ان کے باپ کو آزر ہی کے نام سے یاد کریں گے۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ابراہیمؑ کے والد بُت تراش کر بازاروں میں فروخت کیا کرتے تھے۔ حالانکہ جدید تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے والد صرف مذہبی راہنما ہی نہیں بلکہ حکومتِ وقت کے سینئر وزیر بھی تھے۔

Marfat.com

البقرہ	۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷	صٓ	۴۵
	۱۳۰-۱۳۲-۱۳۳	الزخرف	۴۳
	۱۳۵-۱۳۶-۱۴۰	النجم	۳۷
	۱۵۸-۱۶۰	الممتحنہ	۴
آلِ عمران	۳۳-۳۵-۶۷-۶۸	یوسف	۶-۳۸
	۸۴-۹۵-۹۷	الحجر	۵۱
النساء	۵۴-۱۲۵-۱۶۳	مریم	۴-۴۶-۵۸
الانعام	۷۴-۷۵-۸۳-۱۵۱	الحج	۲۶-۶۳-۷۸
التوبہ	۷۰-۱۱۴	العنکبوت	۱۶-۳۱
ہود	۶۹-۷۴-۷۵-۷۶	الصّافات	۸۳-۱۰۴-۱۰۹
ابراہیم	۳۶	الشوریٰ	۱۳
النحل	۱۲۰، ۱۲۳	الذّاریات	۲۴
الانبیاء	۵۱-۶۰-۶۲-۶۹	الاعلیٰ	۱۹
الشعراء	۶۹		
الاحزاب	۷۰	مجموعہ	۶۳
الحدید	۲۶		

Marfat.com

ولادت باسعادت

توراۃ کے نسخہ سبجینہ کا جو ترجمہ عبرانی سے یونانی میں تین سو سال قبل مسیح کیا گیا۔ جس میں بہتّر یہودی دانشور شریکِ تحقیق ہوئے۔ اس کے حوالہ سے ماہر اثریات سر چارلس مارسٹن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سنِ ولادت باسعادت ۲۱۶۰ قبل مسیح تحریر کیا ہے آپ کی عمر مبارک ۱۷۵ سال تھی چنانچہ مذکورہ تحقیق کے مطابق آپ کی وفاتِ پُر ملال ۱۹۸۵ قبل مسیح قرار پائی۔

(حوالہ از انبیائے قرآن)

جدید اثری مہم میں نہ صرف وہ شہر معلوم ہو گیا ہے جس میں حضرتؑ کی ولادت ہوئی بلکہ دورِ ابراہیمی علیہ السلام کے حالات واقعات تفصیل کے ساتھ سامنے آئے ہیں۔

آپ جنوبی عراق میں دریائے فرات کے کنارے پر واقع شہر اُر میں پیدا ہوئے۔ جس کو موجودہ جغرافیہ کی زبان میں تل العبید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔[1]

آپ کے آبائی شہر کے تمدّنی و مذہبی حالات

آپ کے پیدائشی شہر کی آبادی کا ڈھائی لاکھ سے لے کر

---

[1] ہسٹری آف عراق

Marfat.com

پانچ لاکھ تک اندازہ کیا گیا ہے۔ آثارِ قدیمہ کے کھنڈرات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی زندگی کا مقصد دولت کمانا زیادہ سے زیادہ آرام تلاش کرنا تھا اور سود خواری مقدمہ بازی ان کا مشغلہ تھا۔

مذہبی حالات

مذہبی حالات کا آپ اندازہ لگائیں آپ کے شہر اُر (ہلا) میں پانچ ہزار خداؤں کے نام دریافت کیے گئے ہیں۔ دوسرے شہروں اور قصبات کے الگ الگ خدا مقرّر تھے۔ ہر شہر کا ایک خاص خُدا ہوتا، جس کو ربّ البلد یعنی خدائے شہر۔ ظاہر ہے اس کا احترام دوسرے خداؤں سے زیادہ کرتے تھے—!

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پیدائشی شہر اُر کا بڑا خُدا نار تھا۔ (چاند دیوتا) اسی وجہ سے بعض مؤرخین نے اس شہر کا نام قمرینہ بھی لکھا ہے۔ نار کا بت شہر میں سب سے اونچی جگہ رکھا گیا تھا۔ جس کے ساتھ ہی اس کی بیوی (نن گل) کا معبد تھا۔

نار کے معبد کی شان شاہی محل سرا کی تھی۔ یہاں ہر وقت نئی عورت آکر ٹھہرتی۔ یہاں بہت سی عورتوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔ وہ عورت بڑی محترم سمجھی جاتی تھی جو اپنی چادرِ عفت کو اس پر قربان کر دیتی ..... اس بت (یعنی مزار) کے نام بہت سے

رقبے وقف تھے۔ [1]

تاریخ کے اوراق اس بات کے گواہ ہیں۔ کہ مشرک اپنے اعمال اور افکار کے لحاظ سے ہر زمانے میں یکساں رہے ہیں۔

بت پرستی، ستارہ، چاند، سورج پرستی کے علاوہ شاہ پرستی بھی تھی اسی لیے بادشاہ بھی اپنے آپ کو رب کہلاتا تھا۔

اللہ کا فضل و کرم

اس شرک و بدعات کی یلغار اور بھرمار میں ربّ کریم کا فضل و کرم جوش میں آیا۔ اِسی مرکز شرک و خرافات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اس کی قدرت کا کرشمہ اور سنّتِ قدیمہ ہے کہ جب بھی بُرائی حد سے گزرنے لگتی ہے تو وہ ربِّ کبریا حق و باطل کا معرکہ دنیا کے سامنے نمودار فرماتے ہوئے اعلان کرتے ہیں۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل ۸۱)

اعلان فرما دیجیے! حق آگیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ (پ۲۲۔ سبا ۴۹)

فرما دیں حق پہنچ گیا۔ اب باطل نہ نکل سکتا ہے اور نہ پلٹ سکتا ہے۔

---

[1] تفہیم القرآن

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چہرۂ مبارک

واقعۂ معراج ذکر کرتے ہوئے نبیٔ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھے جبریلؑ ساتویں آسمان پر لے گئے۔ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک بزرگ شخصیّت بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما ہے۔ جبریلؑ نے تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ	یہ آپ کے والد گرامیٔ قدر
فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ	ابراہیم ہیں آپ آگے بڑھ کر سلام
عَلَيْهِ۔ [1]	عرض کریں۔

حضورؐ فرماتے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام پیش کیا۔ جواباً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کہتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

قَالَ مَرْحَبًا۔	خوش آمدید (جی آیاں نوں)
بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَ	نیک بیٹا بھی اور نبی
النَّبِيِّ الصَّالِحِ۔ [2]	صالح بھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا ذوق وشوق دیکھتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا۔ کہ جس نے ابراہیمؑ کے رُخ زیبا کا

---

[1] مشکوٰۃ باب المعراج۔ [2] ایضاً

Marfat.com

اندازہ لگانا ہو وہ مجھے دیکھ لے۔

معزز قارئین! پہلے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اق
کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے تاثرات و مشاہدات سماعت فرما

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا خراجِ تحسین

حضرت عائشہؓ نے ایک دن بے تکلفی کے انداز میں حضو
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے بارے میں کہا تھا۔

وَاِذَا نَظَرْتَ اِلٰی اَسِرَّةِ وَجْهِهٖ
بَرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

جب تم اس کے رُخِ تاباں پہ نظر ڈالو تو اس کی
شانِ رخشندگی کا عالم یہ کہ جیسے لکھ[1] ابر میں بجلی کوند رہی ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے جذبات

حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات چاند کی روشنی
میں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سُرخ جوڑے میں ملبوس
پایا۔ کبھی چاند کی چاندنی اور کبھی آقائے گرامیؐ کو بار بار دیکھتا ہوں۔
بالآخر میں نے یہ فیصلہ کیا۔

فاذا هو احسن عندی من القمر[1]

کہ نبیؐ پاک کا پاک چہرہ چاند سے
کہیں زیادہ حسین و جمیل ہے۔

---

[1] ترمذی

Marfat.com

حضرتِ حسّان رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے

خلقت مبرأ من کل عیب
کانك قد خلقت کما تشاء [1]

اے اللہ کے حبیبؐ آپ کو اِس طرح ظاہری اور باطنی نقائص سے منزّہ پیدا کیا گیا۔ جیسے کہ آپؐ کی خواہش کے مطابق آپؐ کو بنایا گیا ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال و جمال

وھو خاتم النبیین اجود الناس صدراً
واصدق الناس لھجة
والینھم عریکة واکرمھم عشیرة [2]

آپ خاتم النبیین ہیں۔ تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی اور سب لوگوں سے زیادہ بات کے سچے۔ طبیعت کے نرم قبیلے میں مکرّم۔ جب آپؐ کو کوئی پہلی دفعہ دیکھتا مرعوب ہو جاتا۔ جب آپ کے قریب ہوتا تو گرویدہ ہو جاتا۔

لم ار قبلہ و
لا بعدہٗ مثلہ [3]

میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا

---

[1] ابن ہشام [2] ترمذی [3] ایضاً

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک

حسن و زیبائی کا مرقع اور صدق و صفا کا پیکر خود فرما رہا ہے کہ اگر تم ابراہیم کو دیکھنا چاہتے ہو تو۔

فانظروا الی صاحبکم [1] (مجھے) اپنے صاحب کو دیکھ لو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قد و قامت میں فرق

سلسلۂ گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میری اور ابراہیم کی قدامت میں فرق تھا۔ یعنی ابراہیمؑ قد و قامت میں مجھ سے دراز تھے۔

فَاَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ طَوِیْلٍ لَا اَکَادُ اَرَی رَاْسَہٗ طُوْلًا وَاِنَّہٗ اِبْرَاھِیْمُ [2]

پھر جبریل مجھے ایسے لمبے شخص کے پاس لے گئے۔ قریب تھا کہ میں آپ کی (سر کی چوٹی) دیکھ سکوں۔ وہ تھے جناب ابراہیم علیہ السلام۔

---

[1] بخاری جز ۱۲ کتاب بدء الحق [2] ایضاً

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام

کا

ماحول (سوسائٹی)

آپؑ نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی۔ جو شرک و خرافات میں مدہوش، اور جس گھر میں جنم لیا۔ وہ شرک و خرافات کا محور و مرکز تھا۔ اس پر اکتفا نہیں۔ بلکہ اس ساری خرافات کو حکومتِ وقت اور آپ کے والد کی معاونت اور سرپرستی حاصل تھی۔ حکمران نے جہالت زدہ ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، خود خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ اور خُدا بن بیٹھا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ	کیا آپ نے اس شخص کے حال
حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ	پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیمؑ
رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ	سے جھگڑا کیا تھا۔ جھگڑا اس بات
الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ	پر کہ ابراہیم کا رب کون ہے؟ اس
رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ	بنا پر کہ اللہ نے اس کو حکومت سے
یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ	نوازا تھا۔ جب ابراہیمؑ نے کہا
وَاُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ	میرا رب وہ ہے۔ جس کے قبضہ
فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ	قدرت میں موت و حیات ہے

Marfat.com

بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

(البقرہ ۲۵۸، پ۳)

بادشاہ کہنے لگا۔ زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا۔ اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ تو اس کو مغرب سے نکال۔ یہ دلیل سُن کر بادشاہ حیران وششدر رہ گیا۔ اللہ ظالموں کو راہِ حق نہیں دکھایا کرتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی سنّتِ قدیمہ ہے کہ جن حضرات کو نبوّت کا منصب عطا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو ابتدا سے ہی اپنی نگرانی و حفاظت میں رکھتے ہوئے اس منصبِ جلیلہ پر فائز فرما دیتے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو نبوّت عطا کرنے سے پہلے ان کی پیدائش سے لے کر دربارِ فرعونی تک اپنی حفاظت میں رکھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھیے کہ کس طرح قدم قدم پر حفاظت فرماتے ہوئے تختِ مصر پر بٹھایا۔ بھائیوں کا حسد اور ارادہ قتل بیگماتِ مصر کی گناہ میں آلودہ کرنیکی سازشیں کوئی بھی چیز ان کے قدم پھسلا نہ سکی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح حفاظت فرمائی کہ آپؐ کبھی بھی شرک وخرافات کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ یہاں

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بارے میں یہی ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝

ہم نے ابتدا ہی سے ابراہیم علیہ کو رشد و ہدایت سے نوازا اور ہم اس کو خوب جانتے تھے۔

(اَلْاَنْبِيَآء ۵۱، پ۱۷)

حضرت ابراہیمؑ کی اپنے ربّ کے حضور اطمینانِ قلب کیلئے درخواست

انبیائے کرام کے مشن کے لیے نہایت ضروری ہے۔ کہ وہ علم سے آگے عین الیقین بلکہ حق الیقین تک پہنچ جائیں۔ کیونکہ انہوں نے ایسے زوردار انداز میں جاہل اُجڈ قوم کو اپنا نقطہ نظر پیش کرنا ہوتا ہے، کہ اگر وہ حق کو قبول نہیں کرتے تو ان کو کم از کم حق کے سامنے بولنے کی سکت باقی نہ رہے۔ اسی لیے انبیاء عظام کو مختلف طریقوں سے مشاہدات کروائے جاتے ہیں۔ تاکہ پورے اطمینانِ قلب کے ساتھ وہ حق کو واضح کر سکیں۔ یہی وہ درخواست ہے جو حضرت خلیل اللہؑ نے اپنے رب کے حضور پیش کی

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ

اے میرے پروردگار مجھے دکھا دے آپ مردوں کو کس طرح زندہ

Marfat.com

تُحْيِ الْمَوْتٰى۔ قَالَ
اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط
قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ
لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ط
قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً
مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ
اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ
عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ
مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ
ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ
سَعْيًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ
اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

فرمائیں گے۔ اے ابراہیمؑ کیا
تو ایمان نہیں لایا۔
کہا کیوں نہیں میرے اللہ لیکن میں دیکھنا
چاہتا ہوں، اس لیے کہ میرا دل مطمئن
ہو جائے۔ فرمایا اچھا چار پرندے لے
لو اور ان کو اپنے سے مانوس
کر دو پھر ان کا ایک ایک جزء ایک
ایک پہاڑ پر رکھ دو۔ اس کے
بعد ان کو پکارو وہ تیرے پاس
دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ خوب
جان لیجیے اللہ نہایت بااختیار
اور حکیم ہے۔

(البقرۃ ۲۶۰ پ ۳)

گویا مشاہدہ میں یہ بات نمایاں فرما دی اسی طرح مرنے کے بعد انسانوں کو چاہے، منتشر ہی کیوں نہ ہوں۔ چاروں طرف سے جمع کر لیا جائے گا۔ جس طرح انہوں نے آپ کو پہچان لیا ہے اسی طرح وہ اپنے مالکِ حقیقی کو اور اپنے آپ، اہل و عیال اور اپنے اعمال کو پہچان لیں گے۔

میدانِ تبلیغ میں پہلا قدم باپ کے سامنے

دعوتِ حق

حضرت ابراہیم علیہ السّلام دیکھ رہے تھے۔ کہ شرک کا سب سے بڑا مرکز ان کا گھر بنا ہوا ہے۔ لہٰذا حق کا تقاضا تھا کہ پیغامِ حق کی ابتدا اپنے ہی گھر سے کی جائے۔ چنانچہ مؤثر دلائل اور پوری دل سوزی کے ساتھ یہ بات باپ کی خدمت میں پیش فرمائی۔ آج سے ہزاروں برس قبل باپ اور اس کے عظیم بیٹے کے درمیان جو مکالمہ ہوا، کلامِ مجید کے مبارک الفاظ میں سماعت فرمائیں!

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ	اے نبیٔ مکرّم اس کتاب میں
اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِنَّهٗ كَانَ	ابراہیمؑ کا واقعہ بیان کریں۔
صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۘ	بے شک وہ راست باز انسان
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ	اور نبی تھے۔ جبکہ اسؑ نے اپنے
لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا	باپ سے کہا کہ ابّا جان آپ
يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ	کیوں ان چیزوں کی عبادت
وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۘ	کرتے ہو جو نہ سنتی ہیں اور نہ
يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ	دیکھ سکتی ہیں اور نہ ہی آپ کے
مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ	کام آسکتی ہیں۔ ابّا جان میرے

Marfat.com

يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝

(مریم ۴۱ تا ۴۵، پ ۱۶)

پاس ایسا علم آیا ہے۔ جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ آپ میری بات مانیں (اتباع کریں) میں آپ کو ٹھیک راہ بتاؤں گا۔ اے ابا جان آپ شیطان کی بندگی نہ کریں۔ شیطان تو رب کا نافرمان ہے۔ اے ابا جان! مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ رحمان کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اور شیطان کے ساتھی نہ بن جائیں۔

باپ کا جواب

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۔

اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے؟ اگر تو ایسی تبلیغ سے باز نہ آیا تو میں تجھے پتھر مار مار کر جان سے مار دوں گا پس تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے دُور ہو جا۔

مریم ۴۶ پ ۱۶

Marfat.com

خلاصۂ خطاب

عبادت کا معنیٰ ہے (۱) غلام ہونا۔ (۲) بندگی (اطاعت) کرنا (۳) حکم ماننا۔

عبادت بمعنی غلامی

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۝ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝

پھر ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی ہارونؑ کو اپنے دلائل اور معجزات دے کر فرعون اور اس کے ساتھیوں (وزیروں) کے پاس بھیجا۔ مگر انہوں نے تکبّر کیا، کیونکہ وہ سرکش لوگ تھے کہنے لگے، کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں کی پیروی کریں۔ جبکہ ان کی قوم ہماری عابد (غلام) ہے۔

(مومنون ۴۵، ۴۶، ۴۷ پ۱۸)

جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس پہنچ کر سمجھانے لگے تو اس نے بطور طعن کہا، کیا ہم نے تجھے بچپن میں نہیں پالا ہے۔ کیا تو اس کا صلہ یہ دے رہا ہے۔ (یعنی میری خدائی کا انکار اور لوگوں کو بھی انکاری بنا رہا ہے۔)

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا۔

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ ۝

کیا مجھ پر اس نیکی کا مطلب یہ ہے کہ تو میری پوری قوم کو غلام بنا رکھے ۔!

(شعرا ۲۲ پ ۱۹)

یہاں دونوں مقامات پر عبادت بمعنی غلامی استعمال کیا گیا ہے

عبادت بمعنی اطاعت

عبادت کا دوسرا معنیٰ ہے۔ کسی کو یہ سمجھ کر اس کی پیروی کرنا کہ وہ شریعت بنانے حلال، حرام کرنے کا اختیار اپنے پاس رکھتا ہے۔ صرف ایک آیت مبارکہ سے اندازہ فرمالیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا۔

انہوں نے علماء اور پیروں فقیروں کو اللہ کی بجائے اپنا رب بنالیا اور اسی طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رب بنایا۔ حالانکہ ان کو ایک خدائے حقیقی کے علاوہ کسی کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔

(توبہ ۳۱ پارہ ۱۰)

حاتم طائی کے صاحبزادے حضرت عدیؓ نے جب اسلام قبول کیا تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اے اللہ کے رسولؐ اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے بارے میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ وہ علما اور مشائخ کو خدا بناتے تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ اس وقت آپؐ نے حضرت عدی سے پوچھا کیا تمہارے علما اور بزرگ کسی چیز کو حرام ٹھہراتے تھے اور تم بغیر دلائل ان کے حلال کو حلال اور ان کے حرام کردہ اشیاء کو حرام نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت عدیؓ عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے نبیؐ ہماری حالت تو یہی تھی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا یہی تو عبادت ہے۔ یعنی بغیر شرعی دلائل کے اندھی تقلید ہی عبادت من دون اللہ ہے۔

عبادت بمعنی پرستش

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ	وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت
اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ	کرتے ہیں جو نہ نفع اور نہ نقصان
وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ	پہنچا سکتے ہیں اور وہ کہتے ہیں
يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ	ہم تو ان کی عبادت اس لیے
شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ	کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے
اللّٰهِ ط (یونس ۱۸-پ۱۱)	ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔
وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا	جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ	دوسروں کو اپنا ولی بنا رکھا ہے۔

Marfat.com

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔

(زُمر ۳، پ ۲۳)

وہ کہتے ہیں ہم تو ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالےٰ کے قریب کر دیتے ہیں۔ (وسیلہ ہیں قرب کا)

قیامت کے روز ایسے افعال کرنے والے تمام لوگوں کو شیطان کی عبادت کرنے والوں میں شریک کر کے ان الفاظ سے پکارا جائے گا۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ

(یٰسٓ ۶ پ ۲۳)

اے آدم کی اولاد کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تو تمہارا بڑا نمایاں دشمن ہے۔

اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السّلام ان تمام افعال کو شیطانی عبادت سے تعبیر کر رہے ہیں اور اپنے باپ کے سامنے عرض کر رہے ہیں۔ ابّا جان یہی تو شیطان کی عبادت ہے آپ اسے چھوڑ دیں۔ لیکن باپ نے جو جواب دیا وہی مشرکین مکّہ حضورؐ کو جوابات دے رہے ہیں۔ شاید قیامت تک اہلِ توحید کو اسی متشددانہ جواب اور انہی بے ہودہ دلائل سے واسطہ پڑتا رہے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ کا طریقِ کار

سب سے پہلے رشتہ دار

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ تبلیغ کی فطری ترتیب اور صحیح و مؤثر طریقہ یہی ہے کہ تبلیغ اپنوں سے شروع کی جائے۔ اسی لیے نبیٔ گرامی صلی اللہ علیہ وسلّم کو حکم ہوا۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ	آپ اپنے قریبی رشتہ داروں
الْاَقْرَبِيْنَ ۙ	کو ڈرائیں۔

(الشعراء، ۲۱۴، پ۱۹)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا	مومنو! اپنے آپ کو اور عزیز و
اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ	اقرباء کو جہنّم کی ہولناکیوں سے بچاؤ
نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ	جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں جس
وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا	پر نہایت تندخو اور سخت فرشتے
مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ	مقرّر ہوں گے۔ جو کبھی بھی اپنے
شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ	رب کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور
اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ	جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے وہ
يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝	کر گزرتے ہیں۔

(تحریم ۶، پ۲۸)

Marfat.com

رشتہ داروں کے بعد اہلِ شہر اور اہلِ ملک

لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا۔

شوریٰ، پ۲۵

تاکہ تم بستیوں کے مرکز (شہر مکہ) اور اس کے گرد و پیش رہنے والوں کو خبردار کر دو۔

پھر تمام دنیا کے لوگ

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ۨ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

اعراف ۱۵۸، پ۹

اے نبیٔ معظمؐ آپ اعلان فرما دیں کہ انسانو! میں تم سب کے لیے نبی بنایا گیا ہوں۔ اس خدا کی طرف سے جو زمین اور آسمانوں کا بادشاہ ہے۔

دعوتِ حق دوسرے مرحلہ میں

پہلے مرحلہ میں صرف اپنے والدِ گرامی کو مخاطب کیا تھا۔ اس بار انہوں نے باپ کے ساتھ قوم کو بھی متوجہ فرمایا۔

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ ۘ

اور ان کو ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ سنائیے۔

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ

جب انہوں نے اپنے باپ

Marfat.com

وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝
(پ ۱۹ الشعرآء ۷۰)

اور قوم سے پوچھا تھا، کیا ہیں جن کو تم پوجتے ہو۔

جواب:-

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِيْنَ ۝
(الشعرآء ۷۱)
(پ ۱۹)

انہوں نے کہا۔ ہم بتوں (پتھر، اینٹ، لکڑی کے بنے ہوئے) کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر انہی کے سامنے ہم اعتکاف (مراقبے) کرتے ہیں۔

سوال

قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝ (۷۲، ۷۳)

فرمایا کیا یہ تمہاری بات سنتے ہیں جب ان کو پکارتے ہو۔ یا تم کو نفع اور نقصان پہنچاتے ہیں۔

جواب

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ ۷۴

انہوں نے کہا بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے ہی کرتے پایا۔

ارشادِ ابراہیم

قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

کیا تم نے کبھی غور بھی کیا، جن کی عبادت کرتے ہو۔ تم بھی اور تمہارے بزرگ بھی وہ۔ میرے تو سب دشمن ہیں۔ سوائے رب العلمین کے۔

Marfat.com

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ
یَهْدِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ هُوَ
یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۝ وَ
اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ
یَشْفِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ
ثُمَّ یُحْیِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ
اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ
یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ رَبِّ هَبْ
لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ
بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ وَاجْعَلْ
لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی
الْاٰخِرِیْنَ ۝ وَاجْعَلْنِیْ
مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ
وَاغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّهٗ کَانَ
مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ وَلَا
تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۝
یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝
اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ
سَلِیْمٍ ۝ وَاُزْلِفَتِ

اسی ایک اللہ نے مجھے پیدا فرمایا
اور پھر ہدایت بخشی ۔ وہی مجھے
کھلاتا اور پلاتا ہے ۔ اور جب میں
بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا
ہے ۔ وہی مجھے موت دے گا ۔ اور
وہی مجھے دوبارہ زندہ کرے گا ۔ اسی
سے میں امید کرتا ہوں کہ روزِ قیامت
وہ میری خطاؤں کو معاف فرما دے گا
اے میرے ربّ مجھے حکم عطا فرما
دے اور مجھے نیکوں کے ساتھ ملا
دے ۔ میرے بعد آنے والے مجھے
اچھے الفاظ سے یاد کریں ۔ مجھے
نعمتوں والی جنت کا وارث بنا دے ۔
میرے باپ کو معاف کر دے ۔
کیونکہ وہ گمراہوں میں ہو گیا ہے ۔
اور مجھے اس دن رسوا نہ کرنا ، جس
دن لوگوں کو اٹھایا جائے گا ۔
جس دن نہ مال اور نہ اولاد فائدہ
مند ہوں گے ۔ سوائے اس کے

Marfat.com

الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ۝ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۝ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ۝ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

جو قلب سلیم لے کر اللہ کے حضور حاضر ہوا۔ اور جنت متقیوں کے قریب لائی جائے گی اور جہنم گمراہوں کے سامنے ظاہر کی جائے گی۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا، کہاں ہیں جن کی تم عبادت کرتے تھے۔ اپنے اللہ کو چھوڑ کر کیا وہ تمہاری مدد کر رہے ہیں یا اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں۔ پھر دھکیلا جائے گا۔ جہنم میں، معبودوں اور گمراہوں کو۔ اور ابلیس کے سارے ساتھی بھی جہنم میں داخل ہوں گے۔ وہاں یہ سب کے سب آپس میں جھگڑیں گے۔ اور کہیں گے، اللہ کی قسم ہم تو کھلی گمراہی میں تھے۔ جب تم کو برابر ٹھہراتے تھے، رب العلمین کے مجرموں نے ہی ہم کو گمراہ (مجرم) بنا دیا۔ اب ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ کوئی دلی دوست، کاش ہمیں ایک دفعہ پھر پلٹنے کا موقع مل جائے۔ اور

Marfat.com

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ — ہم مومن ہو جائیں گے۔ یقیناً اس
لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ — میں سامانِ عبرت و نصیحت ہے لیکن
اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ — ان کی اکثریت نہیں مانے گی۔ تیرا
وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ — رب یقیناً زبردست حکمت والا
الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ — ہے اور رحیم ہے۔

(الشعراء ۶۹ تا ۱۰۴، پ ۱۹)

اسی لیے قرآن مجید نے بڑے غضبناک لہجے میں ان کو مخاطب کیا۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ — رب کریم کے نزدیک پوری مخلوق
اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ — میں سب سے بُرے (بدتر) ان لوگ
الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ — وہ ہیں جو (حق کے معاملہ کے بارے میں)

(الانفال ۸)

گونگے، بہرے ہیں۔ جو عقل سے
(پ ۹)
کام نہیں لیتے۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَھَنَّمَ — حقیقت تو یہ ہے، بہت سے جن
کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ — اور انسان ایسے ہیں، جن کو جہنم کے
وَالْاِنْسِ لَھُمْ قُلُوْبٌ — لیے پیدا کیا گیا ہے۔ (وجہ یہ ہے)
لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا ۫ وَ — ان کے سینے میں دل ہیں۔ مگر ان سے
لَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا — سوچتے نہیں۔ ان کی آنکھیں ہیں۔ مگر وہ
یُبْصِرُوْنَ بِھَا ۫ وَ — ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے کان بھی
لَھُمْ اٰذَانٌ لَّا — ہیں مگر ان سے سنتے ہی نہیں (حق بات کو)

Marfat.com

يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝

وہ جانوروں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے ہوئے ہیں۔

چاہے ایسی تقلید علماء کی ہو یا کسی امام کی، علماء کے متعلق آپ نے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اطہر سے صفحہ ۵۵ پر پڑھ لیا ہے۔ جو آپ نے حاتم طائی کے صاحبزادے کو فرمایا تھا کہ

"علماء کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام بلا دلیل گردانا ہی غیر اللہ کو رب بنانے کے مترادف ہے۔"

علامہ اقبال نے کہا تھا

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی!
رستہ بھی ڈھونڈ، خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

چند فقرات کی تفصیل

تقلیدِ آبائی

دنیا میں جتنے بھی انبیائے عظام تشریف لائے۔ سب کو اسی رکاوٹ کا مقابلہ کرنا پڑا۔ قوموں اور افراد کیلئے اپنے پرانے باطل نظریات کو چھوڑنا شروع ہی سے مشکل رہا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے مذکورہ

Marfat.com

مقام اور دوسرے متعدد مقامات پر اس بات کا تذکرہ فرمایا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

(البقرہ ۱۷، پ۲)

جب کبھی ان کو کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کی اتباع کرو تو جواب میں کہتے ہیں، ہم تو صرف باپ دادا کے طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اچھا اگر ان کے باپ دادا نے عقل سے کام نہیں لیا اور راہِ حق کی پیروی نہیں کی تو پھر اسی راستے پر چلتے جائیں گے

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(الاعراف ۲۸، پ۸)

یہ لوگ جب کوئی شرمناک کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں، ہم نے اپنے باپ دادا (بزرگوں) کو اسی طریقہ پر پایا اور اللہ نے بھی یہی حکم دے رکھا ہے۔ ان سے کہہ دیں اللہ تعالیٰ بے حیائی کا کبھی بھی حکم نہیں دیا کرتے کیا تم اللہ کا نام لے کر وہ باتیں کہتے ہو۔ جن کا تمہیں علم تک نہیں ہے۔

Marfat.com

تقلید کا انجام

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝

جب وہ پیشوا اور راہنما جن کی دنیا میں پیروی کی گئی اپنے پیروکاروں سے بے تعلقی ظاہر کر دیں گے۔ اور اللہ کے عذاب کو دیکھیں گے اور ان کے تمام اسباب و وسائل کٹ جائیں گے

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ

اور وہ لوگ جو دنیا میں پیروی کرتے تھے کہیں گے کاش ہم کو ایک بار پھر دنیا میں جانے کا موقعہ دیا جائے تو جس طرح آج یہ (پیرا راہنما) ہم سے بیزار ہوئے، ہم بھی دنیا میں جا کر ان سے بیزاری کا اظہار کریں۔

(البقرۃ ۶۶، ۶۷، پ۲)

قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ۔

پیروی کرنے والے اپنے راہنماؤں سے کہیں گے، تم سیدھے راہ ہمارے پاس آئے تھے۔

قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ۔

وہ جواب دیں گے تم خود بے ایمان، ماننے والے نہ تھے۔

(الصّٰفّٰت ۲۸، ۲۹، پ۲۳)

Marfat.com

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ
اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ .
الصّٰفّٰت ۲۹ تا ۳۱
پ ۲۳

ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا۔ بلکہ تم
خود ہی سرکش تھے۔ اللہ کی بات
ہم پر سچ ہوگئی کہ ہم عذاب کا مزہ
چکھنے والے ہوئے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ
اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ
كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا
رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ
مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ
لَعْنًا كَبِيْرًا ۝

عرض کریں گے اے ہمارے رب
ہم ان لیڈروں اور بڑوں کے پیچھے
چلے۔ پس انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا
اے ہمارے رب ان پر دُہرا عذاب
کر دے اور ان پر سخت لعنت
فرما۔

(الاحزاب ۶۷، ۶۸ - پ ۲۲)

حضرت ابراہیمؑ کی گفتگو میں کمال درجے کا ادب

آپؑ باری تعالےٰ کی ذاتِ بابرکات کی صفات کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ
یَهْدِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ هُوَ

اس نے مجھے پیدا فرمایا اسی نے
مجھے ہدایت سے نوازا۔ وہی

يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَ
اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ
يَشْفِيْنِ ۝

مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور
جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے
شفا دیتا ہے۔

(الشعرآء ۷۸، ۷۹، ۸۰ - پ ۱۹)

لیکن کمال ادب دیکھیے جناب خلیل اللہ علیہ السلام کا بیماری کی نسبت اپنی طرف اور تندرستی کی نسبت خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف فرمائی حالانکہ قضا و قدر اسی کی قدرت کا کرشمہ ہیں، یہی ادب اہل ایمان کو سورۃ فاتحہ میں سمجھایا گیا — انعام و ہدایت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی اور ضلالت و گمراہی بندے کی طرف منسوب کی گئی یعنی فاعل یہاں حذف کر دیا گیا۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝
اٰمِيْنَ۔

ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان
لوگوں کا راستہ جن پر تو نے
انعام فرمایا جو مغضوب نہیں ہوئے
اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔
آمین۔

(فاتحہ، ۵ تا ۷)

سورۂ جن میں جنّات کے قول (گفتگو) کا ذکر کیا۔ وہاں جنات نے بھی اسی ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

وَاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ
یہ کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ	کہ زمین والوں کے ساتھ کوئی بُرا
اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ	معاملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یا
رَشَدًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا	ان کے رب نے بھلائی کا ارادہ
الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا	فرمایا ہے۔ ہم سے کچھ لوگ (جنات
دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا	نیک ہیں اور کچھ دوسرے (بد) ہیں
طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝	اور ہم مختلف طریقوں میں بٹے ہوئے ہیں

(جن۔ ۱۰، ۱۱۔ پ ۲۹)

گویا اہلِ توحید کا مؤدّب ہونا انتہائی ضروری ہے۔

قلبِ سلیم کا فائدہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا پر ربّ العزّت نے اضافہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ	قیامت کے روز آدمی کو صرف
وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ	اسی صورت میں مال اور اولاد
اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ	فائدہ دے سکتے ہیں۔ جب وہ خود
سَلِیْمٍ ۝	قلبِ سلیم کے ساتھ اللہ کے
(الشّعرآء ۸۸-۸۹، پ ۱۹)	حضور حاضر ہو۔

بصورت دیگر مال اولاد کچھ فائدہ نہیں دے سکیں گے قلبِ سلیم کی تفسیر کرتے ہوئے علاّمہ ابن کثیر نے اسی آیتِ کریمہ کے

Marfat.com

تحت لکھا ہے۔ جو دل شرک وکفر بدعات وخرافات سے پاک ہو۔ یعنی بالفاظِ دیگر اس کا عقیدہ ٹھیک قرآن وسنّت کے مطابق ہوگا۔ تو اسی کا وہی قلبِ سلیم بھی ہے اور اسے ہی اللہ کے دربار میں دوسرے اسباب بھی فائدہ دے سکتے ہیں۔

وَاغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّہٗ	میرے باپ کو معاف کردے
کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝	بے شک وہ گمراہوں میں ہے۔
وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ	جب ساری دنیا کو آپ زندہ کریں
یُبْعَثُوْنَ ۝	گے اس دن مجھے رسوا نہ کرنا۔

(الشعرآء ۸۶، ۸۷، ۸۸۔ پ۱۹)

ان آیات کی تفسیر انشاء اللہ آگے آرہی ہے۔

چاند سورج اور ستارہ پرستوں سے خطاب

جیسا کہ ہم نے ابتداء میں ذکر کیا تھا، حضرتِ خلیل علیہ السلام کی قوم اصنام پرستی کے ساتھ ساتھ ستارہ پرستی کے بھی قائل تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مناسب جانا اب وقت آگیا ہے، کہ معبودانِ ارضی کے ساتھ معبودانِ فلکی (چاند، سورج، ستاروں) کی پُرزور تردید کردی جائے۔ لیکن اسلوب بیان ایسا اختیار فرمایا۔ کہ شرک کا مریض، یکایک بدک نہ جائے، کیونکہ مریضِ شرک بہت جلد باز اور ہلکی طبیعت کا واقع ہوا ہے۔ جب بھی اس کو محسوس ہو جائے، کہ

Marfat.com

جامِ توحید کے ساتھ میرا علاج ہونے والا ہے تو پہلے ہی بھاگنا اور منہ بسورنا شروع کر دیتا ہے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت کے منکروں کے دِل کڑھنے لگتے ہیں۔ جب اس کے علاوہ دوسروں کا تذکرہ ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل جاتے ہیں۔

(الزّمر ۶۵، پ ۲۴)

بلکہ قرآن ہی نہ سنو۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝

منکرین حق کہتے ہیں، اس قرآن مجید کو ہرگز نہ سنو، جب یہ سنایا جائے تو تم شور و غوغا کرو، شاید تم غالب آجاؤ۔

(حٰمٓ سجدہ ۲۶، پ ۲۴)

حضرت نوح علیہ السّلام کے زمانے میں مریض شرک کی عجیب حالت تھی۔

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا

جب بھی میں نے ان کو (تیری طرف) بلایا تاکہ تو ان کو معاف

Marfat.com

اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ	فرما دے، تو انہوں نے کانوں میں
اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا	انگلیاں ڈال لیں اور اپنے کپڑوں
ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا	سے چہروں کو ڈھانپ لیا اور اپنے
وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝	کیے پر اکڑ گئے اور بہت بڑی،
نوح ۷۔ پ۲۹۔	سرکشی اور تکبر کیا

اسی لیے حضرت خلیلؑ نے نہایت اچھے اور دلچسپ انداز
ں ان کو توحید سمجھانے کی کوشش فرمائی یہ اندازِ بیان ان کی زبردست
حجزانہ فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے۔ جب شام ہوئی تو پردۂ
لمت سے ستارے درخشاں ہوئے تو اپنی قوم کا عقیدہ نقل کرتے
وئے ارشاد فرمایا۔ یہ میرا ربّ ہے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد
یکتے ہوئے تارے ڈوب گئے۔ فرمایا ڈوبنے والے رب نہیں ہو
سکتے، کیونکہ وہ محکوم ہیں، محکوم و مجبور کبھی خدا نہیں ہو سکتے، یعنی رب
ڈوبنے والا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ہوتا ہے جو ڈبوتا ہے اور جسے چاہتا
ہے ڈوبنے سے بچا کر کنارے لگا دیتا ہے۔

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ	کون ہے جو خشکی اور سمندروں کے
ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ	اندھیروں میں تمہاری راہنمائی کرتا
وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ	ہے اور کون خوشخبری دینے والی ہواؤں
بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ	کو بھیجتا ہے، جو اس کی رحمت کو لیے
رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ	ہوتی ہیں، کیا کوئی اللہ کے ساتھ

اللّٰہُ تَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ (النّمل ۶۳، پ ۲۰)

ہے (ایسا کرنے والا) بہت بلند ہے اللہ پاک جس کے ساتھ تم شریک بناتے ہو۔

پھر پردۂ ظلمت چاک ہوا اور چاند چمکتا ہوا نکل آیا، فرمایا، یہ ہے میرا رب، لیکن چاند بھی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

اب صبح ہوئی مہرِ جہاں تاب روشن ہوا، فرمایا یہ میرا رب ہے یہ ان سب سے بڑا ہے، لیکن روشنی اور تمازت کو بھی قرار نہیں۔ پہلے بڑھ رہی تھی، دوپہر کے بعد ڈھلنے لگی سورج غروب ہو گیا، وہ پکار اٹھے یہ سب محکوم و مجبور اور بے بس ہیں ان کو لانے اور لے جانے والا سچا مالک و مختار اللہ ہی عبادت کے لائق ہے۔ اب ان کا مکالمہ قرآن کے پیارے الفاظ میں سنیئے!

وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ

اس طرح ابراہیم (علیہ السلام) کو ہم نے زمین و آسمان کا نظام حکومت دکھایا تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں ہو جائے۔ چنانچہ جب رات چھا گئی، تو اس نے ایک تارا دیکھا کہا یہ میرا رب ہے۔ لیکن جب وہ تارا ڈوب گیا تو کہنے لگے میں ڈوبنے والے کو بالکل پسند نہیں

الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ
بَازِغًا قَالَ هٰذَا
رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ
لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ
لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ
الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا
رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً
قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ
اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ
قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ
مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝
اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ
لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّ
مَآ اَنَا مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَ
حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ

کرتا۔ جب چمکتے ہوئے چاند کی
طرف دیکھا تو کہا یہ میرا رب
ہے۔ جب وہ بھی ڈوب گیا۔
تو فرمایا۔ اگر میرا رب مجھے ہدایت
سے نہ نوازے گا تو میں بھی گمراہ
لوگوں میں شامل ہو جاؤں گا۔ پھر
جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا
یہ میرا رب ہے۔ یہ ان سب
سے بڑا ہے۔ مگر جب وہ بھی ڈوب
گیا تو ارشاد فرمایا اے برادرانِ قوم
میں بری ہوں، ان سے، جن کو تم
شریک بناتے ہو۔ میں نے تو
بالکل اپنا چہرہ اس ہستی کی طرف
متوجہ کر لیا ہے، جس نے زمین
و آسمان کو پیدا فرمایا اور میں مشرکوں
کے ساتھ نہیں ہوں۔ تو اس کی قوم
اس سے جھگڑنے لگی۔ تو ارشاد فرمایا۔
کیا اللہ کے بارے میں میرے ساتھ
جھگڑتے ہو۔ حالانکہ اس نے مجھے

قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ
فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ

وَلَآ اَخَافُ مَا
تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ
اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ
شَيْئًا ط وَسِعَ رَبِّيْ
كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ط
اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝
وَكَيْفَ اَخَافُ
مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا
تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ
اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ
مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ
عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ط
فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ
اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ج
اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۝

صراط مستقیم دکھائی، میں تمہارے
بنائے ہوئے معبودانِ باطل سے
نہیں ڈرتا، ہاں اگر میرا ربّ
(نقصان) چاہے تو ضرور ہو سکتا
ہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز پر
محیط ہے۔ کیا اب بھی تم نصیحت
حاصل نہیں کروگے۔ آخر میں
تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں
سے کیوں ڈروں۔ جب کہ تم
اللہ کے ساتھ اِن کو شریک
بناتے ہوئے نہیں ڈرتے۔ جن
کے لیے اس نے تم پر کوئی سند
(دلیل) نہیں اتاری تو ہم دونوں
فریقوں میں کون امن و سلامتی کا
حق دار ہے۔ بتاؤ اگر تم کچھ علم
رکھتے ہو۔

(الانعام ۷۵ تا ۸۱ پ ۷)

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) کے ایمان کا تدریجی عمل تھا، حالانکہ اس خطاب کے سیاق و سباق سے یہ بات

Marfat.com

بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نہ تو ابراہیمؑ کا تدریجی ایمانی عمل تھا۔ ورنہ ہی وہ معاذاللہ ایک لمحہ کے لیے ان کو معبودِ حقیقی تصوّر کرتے تھے۔ بلکہ قرآن مجید اس واقعہ کے آخر میں واشگاف الفاظ میں اعلان کرتا ہے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ	یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے
اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى	ابراہیم علیہ السّلام کو اس کی قوم
قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ	کے مقابلہ میں عطا فرمائی۔ ہم
مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ	جسے چاہتے ہیں بلند مرتبے دیتے
حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝	ہیں۔ حق تو یہ ہے، تمہارا رب
(الانعام ۸۳، پ۷)	نہایت حکیم اور علیم ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السّلام قوم کے سامنے شرک ستارہ پرستی) وغیرہ کی تردید کے دلائل بیان کر رہے تھے اور یہ لیل خود اللہ تعالےٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ	ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ابتداء
رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ	ہی سے ہدایت سے نوازا تھا۔
وَكُنَّا بِهٖ	اور ہم اس کو خوب جاننے والے
عٰلِمِيْنَ	تھے۔

(الانبیاء ۵۱) پ۱۷

اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السّلام کو ابتداء سے ہی

Marfat.com

رشد و ہدایت حاصل ہو چکی تھی، اگر پھر بھی ستارے اور چاند سورج ہی کو معبود تصوّر کر رہے تھے تو وہ ہدایت کیا تھی جو پہلے سے اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی تھی۔

چاند اور سورج کی حقیقت

ہم نے چاند اور سورج کی منازل مقرّر کی ہوئی ہیں وہ اپنے دائرہ کار کے اندر رہ کر اپنی اپنی ڈیوٹی بجا لاتے ہیں، کوئی مقررہ قاعدہ سے سرمو بھی انحراف نہیں کر پاتا۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ	سورج اپنے ٹھکانے کی طرف
لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ	چلا جا رہا ہے، یہ زبردست علیم
تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ	ہستی کا حساب مقرّر کیا ہوا ہے۔
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ	اور چاند کے لیے بھی ہم نے منزلیں مقرر
حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ	کر رکھی ہیں، یہاں تک کہ ان منزلوں
الْقَدِیْمِ لَا الشَّمْسُ	سے گزرتا ہوا بالآخر وہ کھجور کی
یَنْۢبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ	سوکھی ہوئی ٹہنی کی پتلا ہو جاتا ہے
الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ	نہ سورج کے بس میں ہے کہ وہ چاند
سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ	کو پکڑے اور نہ رات دن سے آگے
فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝	نکل سکتی ہے، ہر ایک اس فضا میں
(یٰسین ۳۸-۳۹-۴۰، پ ۲۳)	تیر رہا ہے۔

Marfat.com

بلکہ اِس نظام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝

آپ فرمادیں کیا تم نے غور نہیں کیا، اگر اللہ تعالےٰ قیامت تک تم پر رات کو لمبا کر دے، کون ہے اللہ کے بغیر جو رات کو بدل کر دن کی روشنی کو لے آئے۔ کیا تم سنتے نہیں ہو؟

آپ اعلان کر دیں! غور کرو۔ اگر اللہ تعالےٰ قیامت تک تم پر دن چڑھائے رکھے کون ہے اس کے بغیر جو دن کو رات میں بدل دے، جس میں تم آرام کرتے ہو۔ کیا پھر بھی نہیں تم دیکھتے۔

(القصص، ۷۱، ۷۲، پ ۲۰)

Marfat.com

اس لیے اصل مالک ہی کو سجدہ کرو

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَ	رات اور دن سورج اور چا
وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ	اللہ کی نشانیاں ہیں۔ سورج چا
وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا	(نشانیوں) کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ	ذاتِ کبریا کو سجدہ کرو، جس نے
وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ	اِن کو پیدا کیا ہے۔ اگر واقعت
خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ	تم اسی کی عبادت کرنے وا
اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝	ہو۔

(حٰمٓ سجدہ ۳۷، پ ۲۴)

حضرت ابراہیمؑ کی تحریک آخری مرحلہ میں

حضرتؑ کی تحریک قدم بہ قدم آخری مرحلہ میں داخل ہو
ہے، فرمایا! اے میری قوم ایک اللہ سے ڈرو (یعنی اللہ
خوف کرو) اسی ایک اللہ کی عبادت و اطاعت میں زن
کھپاؤ، جس ذاتِ اقدس میں یہ اوصاف ہیں۔

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ	اور جب ابراہیم علیہ السلام
لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا	اپنی قوم کو خطاب کرتے ہو
اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ	ارشاد فرمایا! اللہ سے ڈرو!

Marfat.com

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

(العنکبوت ۱۶، ۱۷، پ۲۰)

اور اُسی ایک کی عبادت کرو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم اس کو جان جاؤ۔ تم اللہ کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو، وہ تو صرف بت ہیں اور یہ (عقیدہ تمہارا خود ساختہ) تم ایک جھوٹ بنائے ہوئے ہو۔ جن کو تم (پکارتے) پوجتے ہو۔ اللہ کو چھوڑ کر۔ وہ تم کو رزق دینے کا کچھ (ذرہ برابر) بھی اختیار نہیں رکھتے، تو اللہ سے رزق مانگو اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکریہ ادا کرتے رہو۔ اور اسی کی طرف تم لے پلٹ کر جانا ہے۔

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا

جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور قوم کو کہا! یہ مجسمے کیسے ہیں جن کے تم گرویدہ ہوئے جا رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے بزرگوں کو ان کی عبادت کرتے

Marfat.com

عٰبِدِيْنَ ۝

ہوئے اسی طرح پایا۔

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

فرمایا! تم بھی بھٹک چکے ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ ہو گئے تھے۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝

کہنے لگے کیا تو سچی بات کر رہا ہے؟ یا ہمارے ساتھ شغل کر رہا ہے۔

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

فرمایا! نہیں بلکہ فی الواقع تمہارا رب وہی ہے۔ جو زمین اور آسمانوں کا رب ہے، جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اس بات پر، میں تمہارے سامنے گواہی دیتا ہوں۔

حضرتؑ جلال میں آتے ہیں

جب دیکھا کہ یہ اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے ہوئے ہیں اور ان مورتیوں پر مرے جا رہے ہیں تو طبیعت میں غیرت آئی کہ اب ان کے معبودان کی خبر لینی چاہیئے، بلا خوف و خطر ڈنکے کی چوٹ کہا۔ اللہ کی قسم اب یہ مجسمے میرے لیے ناقابلِ برداشت ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ	اور خدا کی قسم میں تمہاری غیر
اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ	موجودگی میں تمہارے بتوں
اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ۔	کی ضرور خبر لوں گا۔

(انبیاء ۲۱ - پ۱۷)

چنانچہ جتنے انبیاءؑ بعد میں آئے انہوں نے اُجڈ مشرکین کے ساتھ یہی رویّہ اختیار کیا، جیسا کہ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ	مشرک اللہ کے نبی سے کہنے لگے
بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ	اے ہودؑ ہم سمجھتے ہیں تیرے
قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ	اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی معبود
اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ	کی مار پڑ گئی ہے۔ ہودؑ نے فرمایا
بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۙ	میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور
مِنْ دُوْنِهٖ	تم بھی گواہ رہنا، میں تمہارے
فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا	معبودان باطل سے بے تعلق
ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝	ہوں۔ جاؤ تم اور تمہارے معبود
اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ	سب مل کر میرے خلاف جو
عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ	چاہو کر ڈالو اور مجھے ایک لمحہ

لہ۔ حق پہچاننے کے بعد باطل پر جمے رہیں۔

Marfat.com

وَرَبِّكُمْ ط

(سورہ ھود)

آیت ۵۴، ۵۵، ۵۶

پ ۱۲

کے لیے بھی مہلت نہ دینا۔ میرا توکل اللہ پر ہے جو صرف میرا ہی رب نہیں۔ بلکہ روہ حقیقت میں تمہارا بھی رب ہے۔

امّتِ محمدیہؐ کیلئے بھی یہی طریقہ ہے

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ
اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ
مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا
لِقَوْمِهِمْ اِنَّا
بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ
مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا
بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا
وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ
وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا

یقیناً تمہارے (امت محمدیہ) کے لیے ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو صاف کہہ دیا تھا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے جن کی وجہ سے تم نے خدا کو چھوڑ رکھا ہے۔ تم سب سے ہم بالکل بیزار ہیں۔ بلکہ ہم تم سب کا انکار کرتے ہیں، ہمارے اور تمہارے درمیان اس وقت تک عداوت اور دشمنی رہے

Marfat.com

حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ۔ (الممتحنہ ۴ پ ۲۸)

گی۔ جب تک تم ان کو چھوڑ کر ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت نہ کرنے لگ جاؤ۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ (الانعام ۸۰ - پ)

میں نے اپنا رُخ صرف اس اللہ کی طرف کر لیا ہے۔ جس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اور میرا مشرکین کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں

یہی وہ آخری سٹیج ہے۔ یہاں پہنچ کر ایسے لوگوں سے واشگاف کہنا ہوتا ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

اے نبیؐ کہہ دیں اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ (اب) تم اس کی عبادت کرنے والے ہو، جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں، جن کی عبادت تم نے کی ہے۔ اور

مَآ اَعْبُدُ ۝	نہ تم عبادت کرنے والے ہو
لَكُمْ دِيْنُكُمْ	جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔
وَلِيَ دِيْنِ ۝	تمہارے لیے تمہارا دین۔ میرے
(الکافرون اتا ۶۔ پ۳۰)	لیے میرا دین۔

تمام ایمانداروں کو یہی حکم دیا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے مومنو! نہ دوستی کرو میرے
لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ	دشمنوں کے ساتھ اور نہ اپنے دشمنوں
وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ	کے ساتھ، تم ان سے دوستی
تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ	چاہتے ہو حالانکہ انہوں نے انکار
بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ	کر دیا اس حق کا جو تمہارے پاس
كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ	آیا ہے۔ انہوں نے نکالا ہے،
مِّنَ الْحَقِّ ۚ	تم کو۔ اور رسول اکرم ؐ کو
يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ	اس لیے کہ تم اپنے اللہ
وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا	پر ایمان لائے ہو۔ جو تمہارا
بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ	رب ہے۔
(الممتحنہ، ۱۔ پ۲۸)	

لا تتخذوا الیھود	دوسرے مقام پر فرمایا۔ یہود و
والنصاری اولیاء	نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے حدیث مبارک میں بھی مشرک اور بدعتی کی عزّت و تکریم کرنے سے روکا گیا ہے۔

اس لیے ایسے ایمانداروں کی تعریف کی گئی جو اللہ کے لیے محبّت و عداوت رکھتے ہیں۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا ط رَضِيَ

تم کبھی نہیں پاؤ گے کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہوں۔ وہ ان لوگوں سے محبّت کریں۔ جنہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا ان کے اقربار کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے۔ اپنی طرف سے ایک روح عطا کرکے قوّت بخشی ہے۔ وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان

Marfat.com

اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا	سے راضی ہوا اور وہ اپنے
عَنۡہُ ؕ اُولٰٓئِکَ	رب پر راضی ہو گئے۔ یہ لوگ
حِزۡبُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ	اللہ کی جماعت ہیں۔ سن لو
اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ	اللہ کی جماعت ہی کامیاب
ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝	ہونے والی ہے۔

(المجادلہ ۲۲ پ ۲۸)

اتفاق کی بات دیکھیئے

حضرت ابراہیم علیہ السّلام بار بار اپنی قوم کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں، شاید ان کی مردہ بصیرت میں کچھ تازگی پیدا ہو جائے اور غور و فکر کے دریچے کھل جائیں وہ ہیں۔ جو اپنی ضد پہ ضد کیے جا رہے ہیں، اتفاق کی بات دیکھیئے اسی کشمکش میں ان کا میلہ آجاتا ہے، مشرک قوم ایسے میلوں میں نہ صرف خود جاتی ہے۔ بلکہ ہر کسی کو ایسی خرافات میں دیکھنا چاہتی ہے۔ اسی شوقِ غلیظ کے ساتھ انہوں نے جناب ابراہیم علیہ السّلام کو دعوت دی آئیں آپ بھی چلیں، لیکن وہ کیا جانتے تھے، کہ ابراہیم علیہ السّلام تو ایسی خرافات کو مٹانے کے لیے دن رات سوچتے رہتے ہیں۔

چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

فَنَظَرَ نَظۡرَۃً فِی	تاروں کی طرف دیکھا۔ اور

Marfat.com

النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ۝

کہا۔ (بھائی) میں تو بیمار ہوں۔

(الصّٰفّٰت ۸۸-۸۹ پ۲۳)

اس جملے کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ کچھ بیمار ہوں، یا اس لیے دیکھا ہو کہ اے مالک اب میرے اعلانات پر عمل کرنے کا وقت آگیا ہے۔ تو مدد فرمانا یا پھر اس حیرانگی سے دیکھا ہو (جیسا کہ بعض موقعوں پر آدمی حیران ہو کر بھی اوپر یعنی آسمان کی طرف دیکھتا ہے)۔ کہ عجب لوگ ہیں، میرے عقیدے کو جاننے کے باوجود مجھے دعوتِ میلہ دے رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ لکھا ہے، کیونکہ آپ کی قوم ستاروں سے شگون لیتی تھی اس لیے آپ نے اوپر دیکھ کر اِنِّیْ سَقِیْمٌ کہا۔ تاکہ یہ اصرار نہ کریں اور اپنے عقیدہ کے مطابق تاثر لے کر بغیر تکرار کے چلے جائیں۔ (اللہ اعلم)

خیر وہ آپؑ کو چھوڑ کر عوامی میلے کی طرف چلے جاتے ہیں۔

ابراہیمؑ جو کہتے تھے وہ کر گزرتے تھے

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ۝

پھر وہ آپؑ کو چھوڑ کر میلے میں چلے گئے۔

(الصّٰفّٰت ۹۰، پ۲۳)

دن گنے جاتے تھے۔ جس دن کے لیے اب وقت آیا

Marfat.com

ہے کہ جو کہا تھا کر دکھایا جائے۔ چنانچہ مندر میں گھس گئے اور غیرت و جلال میں آکر فرمانے لگے۔

فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝

پھر چپکے سے بتوں میں جاکر گھس گئے اور کہنے لگے۔ تم کھاتے کیوں نہیں۔؟ اور تم بولتے بھی نہیں۔ بولو تو سہی۔

(الصّٰفّٰت ۹۱-۹۲، پ ۲۳)

آپ کی غیرت و جلالت کا اللہ اللہ عجیب منظر ہوگا۔ حالانکہ معلوم تھا۔ بلکہ خود ہی تو اعلان کیا کرتے تھے۔ یہ نہ سنتے ہیں۔ نہ دیکھتے ہیں۔ نہ ہی بول سکتے ہیں۔ لیکن آج خود ہی بلائے جا رہے ہیں۔ کبھی مومن پر ایسا وقت بھی آتا ہے۔ کہ وہ غیرتِ توحید سے لبریز ہو کر درس توحید دینے کے لیے ایسا بھی کرتا ہے، جیسا کہ حضرت فاروقِ اعظم رضؓ نے طوافِ کعبہ کے وقت حجرِ اسود کو کہا تھا۔ میں جانتا ہوں، تیری حقیقت، تو ایک پتھر کا ٹکڑا ہے۔ میں تو تجھے اس لیے چوم رہا ہوں کہ میں نے سرورِ گرامی علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو چومتے ہوئے دیکھا تھا۔ دیکھتے جائیے اب باطل معبودوں کی شامت آنے والی ہے۔

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۝

پھر ان کو دائیں ہاتھ سے پھوڑنا شروع کیا۔

(الصّٰفّٰت ۹۳، پ ۲۳)

Marfat.com

ابراہیمؑ بڑے ذہین تھے

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۝

پھر بتوں کو توڑ تاڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ مگر بڑے کو چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

(الانبیاء، ۵۸۔ پ۱۷)

جتنے نبی اپنے اپنے زمانے میں تشریف لائے وہ اپنے دور کے سب سے بڑے ذہین اور دانشور تھے۔ دیکھیے ابراہیم علیہ السلام کتنے زیرک اور دانشور ہیں، کہ سب بتوں کو توڑا مگر بڑے کو چھوڑا۔ تاکہ جب قوم واپس آکر کے دیکھے گی تو اس حادثہ پر غور و فکر کرتے ہوئے یقیناً اس کی طرف رجوع کریں گے۔

اگر اِلَیْہِ کی ضمیر (اشارہ) بڑے بت کی طرف ہو تو شاید یہ سوچیں کہ بڑے میاں نے کسی بات پر ناراض ہو کر چھوٹوں کا تیا پانچہ کر دیا ہے۔ یا کم از کم یہ تو ان کے دلوں میں خیال آئے گا۔ واقعی وہ جوان (ابراہیمؑ) سچ کہتا تھا کہ یہ سب بے کار ہیں۔ نہ انہوں نے اپنے آپ کو بچایا اور نہ یہ بڑے میاں ہی روک سکے، ہاں اگر اِلَیْہِ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہو تو معنی بالکل صاف ہے۔ کہ جب میرے پاس آئیں گے تو بات کرنے کا اور موقعہ مل جائے گا۔

Marfat.com

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ

کہنے لگے ہمارے خداؤں کا یہ حال کس نے کیا۔ وہ بہت ہی ظالم ہے۔ کچھ کہنے لگے۔ ہم نے ان کے خلاف (ابراہیمؑ) ایک نوجوان کو چیلنج کرتے سنا ہے۔

(الانبیاء ۵۹-۶۰ پ۱۷)

زبردست ہنگامہ

قوم جب واپس پلٹی تو ان کی مسرت و شادمانی غم اور پریشانی میں تبدیل ہو گئی۔ زبردست اضطراب اور شدید ہنگامہ برپا ہوا۔ ہنگامی حالات کا اعلان، اور اجلاس پہ اجلاس بلائے جا رہے ہیں۔ تاکہ عوام کو اپنی کارکردگی دکھا کر فوری طور مطمئن کیا جائے، پھر دفعتاً فیصلہ سنایا جاتا ہے۔

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝

(الانبیاء ۶۱، پ۱۷)

پورے اتفاق سے فیصلہ صادر کیا گیا۔ ابراہیم کو پکڑ کر لوگوں کے سامنے حاضر کرو۔ تاکہ عوام دیکھ لیں (ان کی کیسی مرمّت کی جاتی

فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۝

(الصّٰفّٰت ۹۴، پ۲۳)

فیصلہ سنتے ہی لوگ بھاگم بھاگ ابراہیمؑ کے پاس پہنچے۔

Marfat.com

ابراہیمؑ زبردست بہادر تھے

خُدا معلوم لوگ کس غیظ و غضب کے ساتھ کس طرح آپؑ کو ڑکے لائے ہوں گے، کتنے آوازے کسے اور کتنی گستاخیاں ں ہوں گی۔ لیکن ابراہیمؑ ہجومِ مشرکین کو زمین کے ذرّات سے بھی قیر تصوّر فرماتے ہوئے ایسی جرأت اور مردانگی سے جواب یتے ہیں کہ ان کی کئی گز لمبی زبانیں اس طرح گنگ ہوگئیں، جیسے ن کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ ان میں دانش ور پڑھے لکھے اور ن پڑھ ہر قسم کے لوگ موجود ہیں لیکن کوئی بولنے کی جرأت نہیں کر پاتا۔ یوں بولیں۔

اور کس بنیاد پر بات کریں

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ	جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ	پکارتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی
لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ	دلیل نہیں، ان کا حساب رب
فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ	کے ذمہ ہے۔ یقین جانیئے
رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ	کافر کبھی کامیاب نہیں
الْكٰفِرُوْنَ ۝	ہوتے۔

(المؤمنون ۱۱۷، پ۱۸)

Marfat.com

حضور اکرمؐ زبردست بہادر تھے

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا کہ جتنے انبیاءؑ دنیا میں تشریف لا
وہ سب کے سب بہادر ہوا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی شجاعت و بہادری کا اقرار و اعتراف صحابہ کرام نے کیا۔

صحابہؓ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ آدھی رات کے وقت مدینہ کے
نواحی پہاڑیں زبردست دھماکہ ہوا، لوگ اپنے بستروں سے اُٹھ
کر اس طرف بھاگے۔ اچانک ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ حضور اکرمؐ
گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ادھر سے واپس تشریف لا رہے ہیں
اور ہمیں آکر تسلی دیتے ہیں کہ جاؤ آرام کرو فکر کی کوئی بات نہیں۔
اسی طرح جنگ و جدال میں ایسے مقامات بھی آتے ہیں کہ بڑے
بڑے بہادر جرنیل بھاگتے ہوئے پلٹ کر بھی نہیں دیکھ پاتے لیکن
میدانِ حنین کی طرف دیکھیے، چند جان نثاروں کو چھوڑ کر دنیا کا بہادر
ترین انسان اور وقت کا پیغمبرؐ تنہا یہ کہہ کر اپنوں کو بُلا اور دشمن کو للکار
رہا ہے۔ کہ میں سچّا نبی ہوں۔ جھوٹا نہیں اور سردار عبدالمطلب کا بیٹا
ہوں۔ مقصد یہ کہ میں سچّا ہوں۔ کیونکہ جھوٹوں کا کام بھاگنا ہے۔ اور
پھر خاندانی ہوں۔ خاندانی لوگ میدان چھوڑ کر بھاگا نہیں کرتے۔
اسی لیے فاتح خیبر کہا کرتے تھے کہ آپؐ اشجع النّاس
(سب سے زیادہ بہادر) تھے۔

Marfat.com

جرگہ ابراہیمؑ سے سوال کرتا ہے

ابراہیمؑ کو جرگے کے سامنے پیش کیا گیا تو سردارانِ شرک و بدعت نے طمطراق رعب داب کے ساتھ لال پیلے ہو کر پوچھتے ہیں۔

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ	اے ابراہیم تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی۔

جواب

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝	فرمانے لگے بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ کاروائی کی ہوگی۔ پوچھ لیجیے! اگر یہ بات کر سکتے ہیں۔

(الانبیاء ۶۲، ۶۳۔ پ۱۷)

خاموشی ہی خاموشی ہے۔ اکڑی ہوئی گردنیں جھک گئیں۔ گریبانوں میں جھانکنے لگے۔

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝	یہ سن کر وہ لوگ اپنے ضمیر کی طرف پلٹے اور اپنے دل میں کہنے لگے۔ واقعی ہی تم خود ظالم ہو۔
ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى	مگر پھر گردنیں اٹھا کر کہنے

Marfat.com

رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝

(الانبیآء ۶۴-۶۵ پ۱۷)

لگے۔ تو جانتا ہے۔ یہ بات نہیں کر سکتے۔ (یعنی گونگے پہلوان ہیں)

ابراہیمؑ گویا ہوئے۔

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

ابراہیمؑ نے فرمایا اللہ کو چھوڑ کر تم ان کو پکارتے ہو عبادت کرتے ہو جو تم کو فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ افسوس! تم پر اور تمہارے معبودوں پر جن کی اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ کیا تم تھوڑی سی بھی عقل نہیں رکھتے۔

(الانبیآء ۶۶، ۶۷-پ۱۷)

اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا۔

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

تم ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جن کو تم خود تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ نے تم کو پیدا کیا اور جو کچھ تم بناتے ہو ان کو بھی۔

(الصّٰفّٰت ۹۵-۹۶، پ۲۳)

Marfat.com

ابراہیمؑ کے خلاف کاروائی کا آغاز

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ	کہنے لگے ہمارے معبودوں کے
هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا اِنَّهٗ	ساتھ کس نے یہ زیادتی کی ہے
لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝	واقعتاً وہ بڑا ظالم شخص ہے
قَالُوْا سَمِعْنَا	(مجمع سے آواز آئی) ہم نے سُنا
فَتًى يَّذْكُرُهُمْ	ہے، ایک نوجوان (ان بتوں کے
يُقَالُ لَهٗ	خلاف) گفتگو کرتا ہے۔ اس کا
اِبْرٰهِيْمُ ۝	نام ابراہیم ہے۔
قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى	کہنے لگے (سردار) اس کو پکڑ کر
اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ	لوگوں کے سامنے حاضر کرو۔
يَشْهَدُوْنَ ۝	تاکہ لوگ بھی اس کو دیکھ لیں۔

(الانبیآء ۵۹-۶۰-۶۱، پ۱۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مجمع میں بلانے کا مقصد یہ تھا، تاکہ عوام بھی گواہ ہو جائیں۔ اس لیے کہ جو سزا اس کو دی جائے، لوگ سمجھیں کہ واقعی یہ آدمی سزا کا مستحق تھا۔

Marfat.com

مُشرک تشدّد پر اتر آئے

جب ان کو دلیل کا جواب نہ آیا۔ ابراہیمؑ بار بار کہتے ہوں گے۔

ھاتوا برھانکم ان	اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل
کنتم صٰدقین ۝	لاؤ۔

دلیل کہاں سے لاؤں، جبکہ پہلے کہہ دیا تھا۔

وَکَیْفَ اَخَافُ مَآ	میں کیوں ڈروں تمہارے شریکوں
اَشْرَکْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ	سے، جبکہ تم اللہ کے ساتھ شرک
اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ بِاللّٰہِ	(غدّاری) کرتے ہوئے نہیں ڈرتے
مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ	اللہ نے تو شرک کی حمایت کے
عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا ط	لیے ایک دلیل بھی نہیں اتاری

(الانعام ۸۱۔ پ ۷)

اب دھمکیاں دینے لگے۔ اس کی قوم کے پاس بس اتنا جواب تھا کہ:۔

قَالُوْا حَرِّقُوْہُ وَانْصُرُوْٓا	اس کو پکڑو اور زندہ جلا دو
اٰلِھَتَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ	اس طرح اپنے خداؤں کی مدد
فٰعِلِیْنَ ۝	کرو۔ اگر کچھ کرنا چاہتے ہو۔

(الانبیآء ۶۸، پ ۱۷)

Marfat.com

مُشرکین کی شروع سے ہی یہی روش رہی ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ سے متاثر ہو کر جو جادوگر ایمان لائے انہیں بھی فرعون نے دھمکیاں دی تھیں۔

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ	اچھا اب میں تمہارے ہاتھ پاؤں
وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ	مخالف سمتوں سے کٹواتا ہوں۔
وَّلَاُصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ	اور کھجور کے تنوں پر تمہیں سولی
جُذُوْعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ	دی جائے گی۔ پھر تم کو پتہ
اَیُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا	چل جائے گا۔ ہم میں کس کا
وَّاَبْقٰی ۝	عذاب دیرپا اور شدید ترین ہے۔

(طٰہٰ ۷۱، پ ۱۶)

کفارِ مکہ نے بھی یہی رویّہ نبی اکرمؐ کے ساتھ اختیار کیا تھا

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ	منکرین حق آپؐ کے خلاف
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپؐ
لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ	کو قید کر دیا یا قتل کر دیا جائے۔
اَوْ یُخْرِجُوْکَ	یا پھر ملک سے نکال دیا جائے

Marfat.com

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

وہ اپنی مکروفریب کی چال چل رہے تھے اور اللہ بھی اپنی تدبیر کر رہا تھا۔ اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

(الانفال ۸، پ ۹)

لیکن جن کا اللہ پر ایمان ہو وہ تو ایک پل بھر بھی گھبرانے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

حکومت حرکت میں آئی

ابھی خاص وعام کے ساتھ یہ کشمکش جاری تھی کہ حکومتِ وقت نے اس بات کا سختی سے نوٹس لیا۔ جب حاکمِ وقت نمرود کے پاس مکمل رپورٹ پہنچی تو وہ آپے سے باہر ہوگیا۔ چنانچہ یہ فکر لاحق ہو گئی کہ اگر ابراہیمؑ بتوں کی خدائی کا انکار کرتا ہے تو میری خدائی کو کب تسلیم کرتا ہوگا۔ چنانچہ فوراً حکم صادر کیا کہ ابراہیمؑ جہاں کہیں ہو، اس کو فی الفور میرے دربارِ عالیہ میں پیش کیا جائے باپ، رشتہ دار، پوری قوم یہ چاہتی تھی یہ تحریک دب جائے اور اس کے داعی کو عبرت ناک سزا سے دوچار کیا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حاکمِ وقت کے سامنے جاتے ہیں۔

Marfat.com

حاکمِ وقت سے گفتگو

حاکمِ وقت نے حاکمانہ لب و لہجہ میں پوچھا اے ابراہیمؑ، ہمارے ہوتے ہوئے تم کسی اور کو کس طرح ربّ مانتے ہو؟

ابراہیم علیہ السّلام بھرپور اعتماد سے فرمانے لگے۔ میں زمین و آسمان میں صرف اور صرف ایک ذات کبریا کو خدا مانتا ہوں اس کے بغیر سب مجبور و محکوم ہیں۔ خالق و مالک تو اللہ ہے۔ تو بھی اسی طرح ایک انسان ہے جس طرح ہم انسان ہیں، نمرود چونک اُٹھا، کرسی پر اکڑتے ہوئے گردن اٹھا کر بولا!

ہاں ہاں تو میرے بغیر بھی کسی کو خدا مانتا ہے۔ فوراً اپنے ربّ کے اوصاف بیان کرو۔ ورنہ تیری ہڈیاں توڑ دی جائیں گی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی	کیا آپ نے اس شخص کے
الَّذِیْ حَآجَّ	بارے میں غور نہیں کیا؟ جو ابراہیمؑ
اِبْرَاهِیْمَ فِیْ	سے جھگڑا تھا۔ جھگڑا اس
رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ	بات پر کہ ابراہیمؑ کا رب کون
الْمُلْكَ م اِذْ قَالَ	ہے؟ اس بنا پر کہ اللہ نے اس
اِبْرَاهٖمُ رَبِّیَ	کو حکومت سے نوازا تھا۔ جب
الَّذِیْ یُحْیٖ	ابراہیم علیہ السّلام نے کہا میرا
وَیُمِیْتُ ۙ قَالَ	رب وہ ہے، جس کے اختیار

Marfat.com

اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ	میں زندگی اور موت ہے۔ بادشاہ
قَالَ اِبْرٰھِیْمُ	کہنے لگا زندگی اور موت میرے
فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ	اختیار میں ہے۔ ابراہیمؑ نے
بِالشَّمْسِ مِنَ	فرمایا اچھا اللہ تعالےٰ سورج کو
الْمَشْرِقِ فَاْتِ	مشرق سے نکالتا ہے تو اس کو
بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ	مغرب سے نکال، وہ منکرِ حق
فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ	ششدر رہ گیا۔ اللہ ایسے
وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ	ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں
الظّٰلِمِیْنَ ۝	دیا کرتا۔

(البقرۃ ۲۵۸، پ۳)

علامہ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا کہ نمرود کو حکومت کرتے ہوئے چار سو سال گزر گئے تھے۔ جس وجہ سے اس کے دماغ میں رعونت اور انانیت پیدا ہو گئی۔ اس نے جہلاء کے جذبات سے کھیلتے ہوئے دو قیدیوں کو منگوایا۔ جس کو پھانسی کا حکم تھا۔ اس کو آزاد کر دیا اور جس کو قید سے رہائی ملنے والی تھی اس کو بلا کر اس کی گردن کٹوا دی اور پھر بڑے ناز کے ساتھ مجمع کی طرف دیکھتے ہوئے ابراہیم سے مخاطب ہوا، دیکھا مارنے اور زندہ کرنے کا مجھے بھی اختیار ہے۔ اب جہلا کی حالت دیدنی ہو گی۔ بغلیں مارتے اور تالیاں بجاتے ہوں گے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ بے وقوف بادشاہ لوگوں کے جذبات سے کھیل رہا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس دلیل کی لطافت کو سمجھانے کی بجائے فوراً ایسی دلیل دی جس سے کوئی مغالطہ نہیں دیا جا سکتا تھا۔

- فرمایا کہ میں اس اللہ کی بات کر رہا ہوں جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ تو اس کو مغرب سے نکال دے۔

بس پھر کیا وہ بالکل خاموش حیران و ششدر رہ گیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ فوراً تسلیم و اطاعت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتا۔ لیکن اس نے اپنی خفّت مٹانے اور عوام کو قابو رکھنے کے لیے وہی طریقہ اختیار کیا جو ہر دور میں ظالم اور فاسق و فاجر حکمران کیا کرتے ہیں

امن عامہ کے تحت گرفتاری

فوراً حکم دیا کہ امنِ عامہ کے تحت اس کو گرفتار کر لیا جائے۔! چنانچہ آپ کو دس دن تک جیل میں رکھا اور پھر شاہ کی کونسل نے زندہ جلا دینے کا فیصلہ کیا۔ با الفاظِ دیگر عوام بھی اور حکمران بھی سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔ بلکہ عبرتناک سزا دی جائے۔

عوامی مطالبہ

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ — اگر اپنے خداؤں کو بچانا چاہتے

لہ انبیائے قرآن

Marfat.com

انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝

ہو تو فوراً اس کو زندہ جلا دو۔

(الانبیآء ۶۸ - پ ۱۷)

شاہی کونسل کا فیصلہ

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝

اس کے لیے ایک بڑا گہرا قلعہ بناؤ اس کو آگ سے بھر کر اسے دہکتے ہوئے انگاروں میں پھینک دو۔

(الصّٰفّٰت ۹۷ - پ ۲۳)

شاہی آرڈیننس جاری ہوا

شاہی آرڈیننس کے تحت پوری مشینری آگ کو بھڑکانے میں لگی ہوئی ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے، لوگوں کے جذبات کا عالم! عورتیں نذریں مانتی تھیں۔ اگر فلاں مشکل یا بیماری رفع ہو جائے۔ تو میں اتنی لکڑیاں آگ میں پھینکوں گی۔ مؤرخین نے تحریر فرمایا۔ آج تک آگ کا اتنا بڑا الاؤ دیکھنے میں نہیں آیا۔ جتنا مشرک قوم نے ایک موحد کو جلانے کے لیے تیار کیا تھا۔ آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرتے دکھائی دیتے تھے۔ جب آگ میں پھینکنے کا وقت آیا، تو مسئلہ پیدا ہوا۔ اتنی پھیلی آگ میں کس طرح جھونکا جائے۔

شاہی کونسل کا ہنگامی اجلاس طلب کیا جاتا ہے۔ زیرِ غور مسئلہ کہ آگ میں کس طرح پھینکا جائے؟

فیصلہ ہوتا ہے، ایسی منجنیق تیار کی جائے جس میں جھولا دے کر آگ کے سنٹر میں پھینک دیا جائے۔

اسی طرح ہی کیا گیا (اس تجویز دینے والے کو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت زمین میں دھنسا دیا اور قیامت تک زمین میں دھنستا جائے گا[1])

ابراہیمؑ کی منفرد آزمائش

قرآن مجید کے گہرے مطالعہ سے یہ بات منکشف ہوتی ہے۔ جب بھی کسی نبی پر انتہائی آزمائش آئی تو اللہ پاک نے لوگوں میں کسی کو حمایتی بنا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھیے، پیدائش کے وقت حفاظت کے تمام انتظامات ناکافی ہوئے جا رہے ہیں۔ تو والدۂ موسیٰؑ کو حکم ہوا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ	ہم نے موسیٰ کی والدہ کو اشارہ
مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ	کیا کہ دودھ پلائے جا۔ جب تجھے
فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ	اس کی جان کا خطرہ ہو تو اس کو
فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ	صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دینا
وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ	ہم اس کو تیرے پاس ہی لے
اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ	آئیں گے۔ اور اس کو

---

[1] ابن کثیر

وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ نبی بنادیں گے۔

فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ آخرکار فرعون کے گھر والوں نے

لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا اس کو دریا سے نکالا تاکہ وہ

وَّحَزَنًا ط اِنَّ فِرْعَوْنَ ان کا دشمن اوران کے لیے

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا باعثِ رنج بنے۔ کیونکہ فرعون

كَانُوْا خٰطِئِيْنَ اور ہامان اور اس کے تمام ساتھی

(القصص، ۷-۸، پ۲۰) غلط کار تھے۔

یعنی موسیٰ علیہ السّلام کے دشمن کی بیگم کو حمایتی بنادیا۔

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فرعون کی بیوی نے اپنے خاوند

فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ فرعون کو کہا۔ اس کو قتل نہ کرنا

لِّيْ وَلَكَ ط لَا شاید میری تیری آنکھوں کے

تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ لیے ٹھنڈک بنے اور ہو سکتا ہے

يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ ہمارے لیے فائدہ مند ہو یا ہم اس کو

وَلَدًا۔ اپنا بچہ بنالیں۔

(القصص ۹، پ۲۰)

اسی طرح جب موسیٰ علیہ السّلام سے ایک سرکاری پارٹی کا آدمی اتفاقاً قتل ہو جاتا ہے۔ سرکار نے بغیر تفتیش کے یک دم فیصلہ کیا کہ موسیٰؑ کو قتل کر دیا جائے (کیونکہ موسیٰ علیہ السلام ظلم کی مخالفت اور مظلوم کی مدد کرتے تھے) چنانچہ حکومت کے ایک رازدان کے دل

Marfat.com

میں ہمدردی پیدا ہوئی اور وہ بھاگتا ہوا آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے،

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ	ایک آدمی شہر کے پرلے سرے
اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ	سے دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا
يَسْعٰى ، قَالَ يٰمُوْسٰٓى	اے موسیٰ ، وڈیروں نے تجھے
اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ	قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا
بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ	ہے۔ لہٰذا آپ بھاگ جائیں
فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ	میں آپ کی خیر خواہی کر
مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝	رہا ہوں۔

(القصص ۲۰، پ۲۰)

خود نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیے۔ جب شعبِ ابی طالب میں محصور کیے گئے تو کفار میں ایسے حمائتی اٹھ کھڑے ہوئے، جنہوں نے اس ظلم کے خلاف زبردست آواز اٹھائی۔ آخر کار بائیکاٹ ختم کر دیا گیا۔

لیکن یہاں ابراہیم علیہ السلام تنہا باپ اور خلقت تماشائی۔ انتظامیہ چوکس وزیر بھاگے پھر رہے ہیں۔ اور سی، آئی، ڈی دیواروں کو سونگھ رہی ہے۔ غیر معمولی انتظامات زبردست پہرے ہیں مجرمِ توحید کو لایا جاتا ہے۔ لوگ ایڑیاں اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ کون ہے ابراہیم! مارو، قتل کرو، جلدی پھینکو کے نعرے لگائے جا رہے ہیں۔ لیکن سروِ جلیل کے چہرے پر ذرہ برابر رنج و ملال نہیں۔

Marfat.com

جناب ابراہیم علیہ السّلام نے بے پرواہی سے ہجوم مشرکین کو دیکھا اور پھر اللہ کی یاد میں محو ہو گئے۔

آزمائش کے آخری لمحات

اُف خدایا یہ کیسا منظر ہے جو آج تک تیرے فرشتوں نے بھی نہیں دیکھا تھا۔ نظر اٹھائی تو دفعتًا جبریلِ امین نمودار ہوئے۔ روح الامین عرض کرتے ہیں، جناب میں حاضر ہوں۔ کوئی خدمت ہو تو حکم فرمائیے۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا کیا آپ کو ربّ العزّت نے ایسا حکم دیا تھا۔

جبریل جواب دیتے ہیں نہیں۔

پھر جاؤ مجھے آپ کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ مجھے دیکھ رہا ہے

حسبی اللہ نعم الوکیل

ابراہیمؑ نے حسبی اللہ کہہ کر اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ اب کارروائی زمین پر نہیں عرش معلّٰی پر ہو گی۔ کیونکہ ارشاد یہی ہے۔

ومن یتوکّل علی	جس نے حسبی اللہ کہا اب اللہ
اللہ فھو حسبہ	اس کا ذمہ دار ہو گیا۔

پ ۲۸ طلاق ۳

وعلی اللہ فلیتوکّل المتوکلون

اس لیے اعتماد کرنے والوں کو صرف خدا پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

اب دیکھیئے ادھر حاکمِ وقت کا اشارہ ہوتا ہے کہ جلّاد! پھینک دو! کمرین کا بٹن دبا دیا گیا۔ مجمع سے آواز آتی ہے۔ اچھا ہوتا اگر معافی مانگ لیتا۔۔۔۔ خواہ مخواہ جان گنوائی۔

انہیں کیا خبر آسمانوں میں کیا فیصلہ ہو چکا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

حافظ ابن کثیرؒ نے ابنِ عباس رضؓ کے حوالے سے لکھا بارش کا فرشتہ ہمہ تن گوش بیٹھا انتظار کر رہا تھا۔ کب حکمِ خداوندی آئے اور میں اتنی بارش برساؤں کہ ایک لمحہ کے اندر آگ بھسم ہو کر کے رہ جائے۔ لیکن آج حکم براہِ راست آگ کو پہنچتا ہے۔

قُلْنَا يٰنَارُ	ہم نے حکم دیا اے آگ ٹھنڈی
كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا	ہو اور سلامتی بن جا ابراہیمؑ
عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (انبیاء ۶۹، پ۱۷)	کے لیے۔

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے۔ کہ ابراہیمؑ چالیس دن تک آگ میں رہے۔ حضرت ابراہیم فرمایا کرتے تھے، جتنا آرام میں نے چالیس دن آگ میں محسوس کیا تھا۔ ساری زندگی اتنا آرام میسر نہیں آیا۔ یاد رہے ابراہیمؑ کو آگ میں ننگا کر کے پھینکا گیا تھا۔ اسی لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

نے فرمایا تھا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس خوش نصیب کو جنّت کا لباس پہنایا جائے گا وہ خلیلِ خُدا ابراہیم علیہ السّلام ہوں گے۔

خلیل علیہ السلام خُدا کامیاب مُشرک ناکام ونامراد

فَـاَرَادُوْا بِـهٖ كَيْدًا	وہ چاہتے تھے ابراہیمؑ کو ماردیں
فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝	لیکن ہم نے ان کو بُری طرح ذلیل
(الصّٰفّٰت، ۹۸، پ۲۳)	کردیا۔
وَاَرَادُوْا بِـهٖ كَيْدًا	انہوں نے ابراہیمؑ کو مارنا چاہا
فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝	پر ہم نے ان کو ناکام کر دیا۔
(الانبیآء، ۷۰، پ۱۷)	
فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ	ہم نے ابراہیمؑ کو آگ سے
النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ	بچا لیا۔ اس واقعہ میں بڑی عبرت
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝	ہے۔ مگر ایمان لانے والوں کیلیے
(العنکبوت ۲۴، پ۲۰)	

یعنی اہلِ ایمان کے لیے اس واقعہ کے اندر بڑے اسباقِ عبرت ہیں۔ جس طرح ابراہیمؑ کو اس کے باپ اور دوسرے لوگوں نے نیچا دکھانے کی کوشش کی لیکن ابراہیمؑ کامیاب اور دوسرے ناکام ہوئے۔ حتّٰی کہ انہوں نے آگ میں جانا قبول کر لیا۔ مگر نظریۂ توحید کو نہ چھوڑا۔ اے اہلِ ایمان اگر تم بھی اپنی سچی بات پر قائم دائم رہے۔ تو یاد رکھو،

اہلِ مکّہ کی کوششیں اور سازشیں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں. نیچا دکھانے والے خود ذلّت و رسوائی دیکھیں گے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ — عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے۔

(مُنٰفِقُون ۸، پ ۲۸)

آگ سے نکلنے کے بعد نہ معلوم ابراہیم علیہ السّلام نے کتنی مدّت تبلیغ دین کا کام کیا ہوگا۔ جو بات انہوں نے آگ سے نکل کر لوگوں کے سامنے رکھی۔ قرآن کے الفاظ میں سنیئے۔

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

تم نے اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنے درمیان دنیا کی زندگی میں محبت کا ذریعہ بنالیا ہے۔ مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار بھی کروگے۔ ایک دوسرے پر لعنت بھی۔ تمہارا ٹھکانا آگ ہوگا۔ اور پھر تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

(العنکبوت، ۲۵، پ ۲۰)

جیسا کہ دوسرے مقام پر اس کی وضاحت فرمائی۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ — اس روز دوست ایک دوسرے

Marfat.com

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝

کے دشمن ہو جائیں گے اور صرف متقین کی آپس میں دوستی قائم رہے گی۔

(الزّخرف ۶۷، پ۲۵)

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ط

ہر گروہ جب دوزخ میں داخل ہوگا۔ تو اپنے سے پہلے گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہوگا۔ جب سب گروہ جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔ تو ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ اور کہیں گے، اے ہمارے رب ان کی وجہ سے ہم گمراہ ہوئے۔ (انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔) لہذا ان کو آگ کا ڈبل عذاب ہونا چاہیئے۔

(الاعراف ۳۸۔ پ۸)

قوم کو سمجھانے کے ساتھ ساتھ آخر دم تک اپنے باپ کو سمجھاتے رہے

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ

جناب ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا۔ ابّا جان آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں۔ جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ ہی آپ

عَنْكَ شَيْئًا ۝ کوئی سنوار سکتے ہیں۔

يَآبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ اباجان میرے پاس ایک ایسا علم
مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ آیا ہے۔ جو آپ کے پاس نہیں
يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ آیا۔ آپ میرے پیچھے چلیں۔ میں
صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔
يَآبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اباجان آپ شیطان کی پیروی نہ
اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ کریں۔ شیطان تو رحمان کا نافرمان
لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ ہے۔
يَآبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اباجان مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ
اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ رحمان کے عذاب میں مبتلا نہ ہو
مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ جائیں۔ اور شیطان کے ساتھی
لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ بن جائیں۔

(مریم ۴۲ تا ۴۶ - پ ۱۶)

ابراہیمؑ کو باپ کا جواب

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ کہا باپ نے، اے ابراہیم، کیا
عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ تو میرے معبودوں سے پھر گیا
لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ ہے (انکار کرتا ہے)، اگر تو باز نہ آیا
لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ تو میں تجھے پتھر مار مار کر ختم کر

Marfat.com

مَلِیًّا ۔ (مریم ۴۷، پ ۱۶)

دوں گا ۔ پس تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جا ۔ (گھر سے نکل جا)

ابراہیمؑ گھر بار کو چھوڑتے ہیں

قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ۔ (مریم ۴۷ - پ ۱۶)

ابا جان ۔ آپ کو (آخری) سلام میں آپ کے حق میں اپنے رب کے حضور دعا کروں گا ۔ کہ میرا رب آپ کو معاف کر دے ۔ کیونکہ میرا رب بڑا مہربان ہے ۔

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ۔ (مریم ۴۸ - پ ۱۶)

میں آپ کو اور آپ کے معبودوں کو چھوڑ رہا ہوں ۔ جن کو آپ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں ۔ میں اپنے رب کو پکاروں گا ۔ مجھے امید ہے میں اپنی دعا میں ناکام نہیں ہوں گا ۔

قرآن پاک کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے ۔ کہ آپ نے حسب وعدہ دو مرتبہ اپنے باپ کی مغفرت کے لیے دعا فرمائی

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ ۔ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے

Marfat.com

لِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

(ابراھیم ۴۱ پ ۱۳)

باپ اور تمام مومنوں کو حساب کے دن معاف فرماوے۔

دوسری دفعہ

وَاغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۝

(الشعرآء ۸۶، ۸۷-پ ۱۹)

اے اللہ مجھے معاف فرما اور میرے باپ کو معاف کرنا وہ گمراہوں میں ہے۔ اور مجھے قیامت کے روز ذلیل نہ کرنا۔ جب سارے لوگ اٹھائے جاویں گے۔

قرآن حکیم نے یہ بھی وضاحت فرما دی۔ یہ سب کچھ وعدہ کی وجہ سے ہوا۔

وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰھِیْمَ لِاَبِیْہِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ وَّعَدَھَآ اِیَّاہُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗٓ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ تَبَرَّاَ مِنْہُ ط اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ

ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے لیے جو دعائے مغفرت کی تھی۔ وہ اس وعدے کی وجہ سے تھی۔ جو وعدہ آپؑ نے اپنے والد سے کیا تھا مگر جب آپ پر یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ ان کا باپ خدا کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔ کیونکہ ابراہیمؑ نرم دل،

Marfat.com

لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۝ خداترس اور بردبار تھے

(التوبہ ۱۱۴، پ۱۱)

دعاءِ ہمدردی کی وجہ سے ہوتی ہے

کسی بھی نبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرک کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ کیونکہ دعا کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ جرم قابلِ معافی ہے۔ دوسرا جس کے حق میں دُعا کی جاتی ہے۔ اس سے ہمدردی کا ہونا قدرتی امر ہے کیونکہ دُعا ہمدردی کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ جب کہ دونوں وجوہ جائز نہیں قرآن مجید میں آیا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کبھی دلی محبّت نہ کرو۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا اللہ نے مشرک پر جنّت کو حرام قرار دیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان والو! ان لوگوں
لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ	کو دوست نہ بناؤ، جو تمہارے
اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ	دین کو کھیل تماشا سمجھتے ہیں ان لوگوں
هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ	سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	گئی اور کفّار کو بھی دوست نہ بنانا
مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ	اللہ سے ڈرو اگر تم مومن
اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ	ہو۔
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝	

(المائدہ ۵۷، پ۶)

Marfat.com

دوستی کے حق دار

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ۔

تمہارے دوست تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کا رسول اور اہلِ ایمان ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ کے سامنے جھکنے والے ہیں۔

وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

اور جس نے اللہ اور اس کے رسول اور اہلِ ایمان کو دوست بنا لیا۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ غالب رہنے والی ہی اللہ کی جماعت ہے۔

(المآئدہ ۵۵، ۵۶، پ۶)

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

جس نے کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا، اس پر اللہ نے جنّت حرام کر دی ہے۔ اس کی جگہ جہنم ہے اور اللہ ایسے ظالموں کا مددگار نہیں ہوگا۔

(المآئدہ ۷۲، ۶ت)

مشرک کیلئے کسی کو دعائے مغفرت کرنے کی اجازت نہیں

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ	نبی اور مومنوں کے لیے یہ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ	بات زیبا نہیں کہ وہ مشرکوں
يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ	کے لیے دُعائے مغفرت کریں
وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ	چاہے وہ ان کے رشتہ دار
قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ	ہی کیوں نہ ہوں۔ جب کہ یہ
مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ	بات صاف ہو چکی ہے۔
اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ	وہ جہنّمی ہیں۔

(التّوبہ ۱۱۳، پ ۱۱)

اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی حیات طیبّہ کو اُسوہ بناتے ہوئے وضاحت کر دی گئی کہ ابراہیم علیہ السلام کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ سوائے اس بات کے جو انہوں نے اپنے باپ کی دعائے مغفرت کے سلسلہ میں کہی تھی۔ یعنی اس کو ہرگز نمونہ نہ سمجھا جائے۔

ابراہیمؑ کا باپ کے لیے دُعا کرنا تمہارے لیے نمونہ نہیں

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ
اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ
مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا
لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا
مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ
اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ
وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ
اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ
لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ
وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ

تم لوگوں کے لیے ابراہیمؑ اور
ان کے ساتھیوں میں اچھا نمونہ
ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے
صاف کہہ دیا تھا۔ ہم تم سے اور
تمہارے معبودوں سے جن کو تم
خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ بالکل
بیزار ہیں۔ ہم تم سب کا انکار
کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے
درمیان ہمیشہ کے لیے لڑائی اور
عداوت ہو گئی ہے۔ جب تک
تم ایک اللہ وحدہٗ لاشریک پر
ایمان نہ لاؤ۔ (مگر یہ بات
قابل اتباع نہیں) جو انہوں نے
کہا تھا۔ اے باپ میں تیری
مغفرت کی دُعا ضرور کروں گا۔ اللہ

Marfat.com

مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ط رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ (الممتحنه ۴)

سے تیرے حق کچھ ضرور حاصل کرلوں۔ یہ تو میرے بس کی بات نہیں۔ (یعنی مانگونگا ضرور، معاف کرنا نہ کرنا اللہ کی اپنی مرضی ہے) ان کی دعا یہ تھی۔ اے ہمارے رب تیرے اوپر ہم نے بھروسہ کیا اور تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور تیری طرف پلٹ کر جانا ہے۔

پارہ ۲۸

قیامت کے روز آپؑ کے باپ کا انجام

عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال يلقیٰ ابراهيم اباه اٰزر يوم القيٰمة و علیٰ وجه اٰزر قترة وغبرة۔ فيقول له ابراهيم الم اقل لك لا تعصنی فيقول ابوه فاليوم

ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام قیامت کے روز اپنے باپ آزر کو دیکھیں گے۔ اور آپؑ کے باپ کے چہرہ پر سیاہی اور گرد و غبار دگندگی، ہوگی۔ اس وقت ابراہیمؑ اپنے باپ سے فرمائیں گے۔ ابا جی! کیا میں نے دنیا میں آپ کو

Marfat.com

لا اعصیک فیقول ابراھیم یارب انک وعدتنی ان لا تخزینی یوم یبعثون فای خزی اخزی من ابی الا بعد فیقول اللہ تعالٰی انی حرمت الجنۃ علی الکافرین۔ ثم یقال یا ابراھیم انظر ما تحت رجلیک فینظر فاذا ھو بذیخ متلطخ فیوخذ بقوائمہ فیلقیٰ فی

نہیں کہا تھا؟ کہ میری نافرمانی نہ کرو۔ اس وقت ان کے باپ کہیں گے۔ بس اب کے بعد میں نافرمانی نہیں کروں گا۔ اب ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کے حضور عرض کریں گے۔ میرے اللہ آپ نے تو وعدہ کیا تھا۔ کہ آپ مجھے قیامت کے روز ذلت و رسوائی سے بچالیں گے۔ اس سے بڑھ کر کیا ذلت ہو سکتی ہے کہ میرا باپ ذلیل ہوا جارہا ہے۔ اب اللہ تعالےٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے ابراہیمؑ! میں نے کفّار کے لیے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ اے ابراہیمؑ! اپنے قدموں کی طرف دیکھو۔ جب ابراہیم اپنے قدموں میں دیکھیں گے تو آپ کا باپ گندگی میں لتھڑا ہوا بجّو بن چکا ہوگا۔ فرشتے

Marfat.com

النّار۔ اس کو ٹانگوں سے پکڑ کر جہنّم میں پھینک دیں گے۔

(بخاری پارہ ۱۳، کتاب بدا الخلق)

اسی بنا پر قرآن مجید نے بار بار اعلان کیا ہے۔

شرک معاف نہیں ہوگا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ	یقینا اللہ پاک شرک کو معاف
اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ	نہیں کریں گے۔ اس کے سوا سب
وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ	کچھ معاف کر دیں گے، جس کو وہ
ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط	معاف کرنا چاہیں گے۔ جس نے
وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ	اللہ کے ساتھ شرک کیا، وہ گمراہی
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًام بَعِیْدًا	میں بہت ہی دور نکل گیا۔

(النّسآء ۱۱۶، پ۵)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

سب سے بڑا ظلم شرک ہے

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ	شرک سب سے بڑا ظلم ہے

کیونکہ مشرک خدا کا غدّار ہوتا ہے۔ غدّار کو کوئی حکومت معاف نہیں کیا کرتی۔ بشرطیکہ غدّار کو پکڑنے والے غیرت مند اور خود

Marfat.com

ٹھیک ہوں۔ اللہ پاک غیرت والا بھی ہے اور عادل و منصف بھی۔ اسی لیے ہم پر شرک کی اقسام کو سمجھنا اور بچنا نہائیت ضروری ہے۔

حضرت ابراہیمؑ پر صرف ایک جوان ایمان لایا

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو جس طرح مظالم کا نشانہ بنایا گیا پوری قوم اور حکومتِ وقت نے جس انداز میں اُن کے ساتھ غضب ناک سلوک کیا۔ اس کو دیکھ کر کوئی شخص بھی آگے بڑھ کر ایمان لانے کی جرأت نہ کر سکا۔ جیسا کہ بعض مورخین حضرات نے لکھا ہے کہ آپ کا باپ اور دوسرے لوگ بھی دل سے تو ابراہیمؑ کی سچائی کو مان گئے تھے۔ لیکن ایمان لانے کی سعادت پوری قوم میں صرف اور صرف ایک جوان کو نصیب ہوئی۔ وہ آپؑ کے بھتیجے لوطؑ تھے۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ	پس آپ پر لوط علیہ السلام ایمان
وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ	لائے اور ابراہیمؑ کہنے لگے میں
اِلٰی رَبِّیْ ط اِنَّهٗ	اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا
هُوَ الْعَزِیْزُ	ہوں۔ وہ زبردست اور حکیم
الْحَكِیْمُ ۝	ہے۔

(العنکبوت ۲۶ پ۲۰)

Marfat.com

سورۂ صافات میں قرآن مجید نے اسی پس منظر کے ساتھ ان کی ہجرت کا ذکر کیا ہے۔

فَاَرَادُوْا بِهٖ	انہوں نے آپ کے خلاف
كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ	یہ کارروائی (آگ میں جلانا) کرنا
الْاَسْفَلِيْنَ ۝	چاہی۔ مگر ہم نے انہیں کو ذلیل کر دیا۔

خلیلؑ خدا ہجرت فرماتے ہیں

وَقَالَ اِنِّيْ	اور کہا میں اپنے رب کی طرف
ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ	جاتا ہوں۔ وہی میری راہنمائی
سَيَهْدِيْنِ ۝	فرمائے گا۔

(الصّٰفّٰت ۹۸- ۹۹ پ۲۳)

یعنی میں اللہ کی خاطر نکل رہا ہوں۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے یہ سب میرے مخالف ہوئے ہیں۔ نیز دنیا میں میرے لیے بظاہر کوئی ٹھکانا نہیں ہے جس کی طرف میں جاؤں۔ اللہ پر آس امید لگائے نکل رہا ہوں۔ جدھر وہ چاہیں گے مجھے لے جائیں گے۔

آپ کے ہمراہ آپ کی رفیقۂ حیات حضرت سارہؓ اور جوان بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام بھی تھے۔

Marfat.com

ہجرت کا مقصد

جان جائے تو جائے پر ایمان نہ جائے

مہاجرین کو بسانا حکومت کا فرض ہے

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت

Marfat.com

ہجرت کا معنیٰ

ہجرت کا لغوی معنیٰ ہے، کسی چیز کو ترک کرنا، چھوڑ دینا، لیکن شرعی اصلاح میں ہر اس چیز کو چھوڑ دینا جو اللہ اور اس کے رسول کے راستہ میں رکاوٹ بنتی ہو، اس کو چھوڑنا ہجرت اور چھوڑنے والا مہاجر ہوگا۔

ہجرت معمولی کام نہیں

کسی قوم کا داعی حق کے مقابلہ میں آجانا ہی ہجرت کا جواز پیدا نہیں کر دیتا۔ بلکہ جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ اس قوم میں خیر کی آبیاری ناممکن ہو گئی ہے تو ایسے حالات میں نبی کو اللہ کی طرف سے احکاماتِ ہجرت آجایا کرتے ہیں۔ مصلح اور عام داعی حق کو حکم نہیں آیا کرتا، تاہم خداداد بصیرت اور قرآن و سنّت کی روشنی میں فیصلہ ہجرت کرنے کا اس داعیِ حق کو اختیار ہوتا ہے۔ کسی قوم میں نبی کا ہجرت کرنا معمولی کیس نہیں کہ دل اکتایا، بستر بوریا اٹھایا اور چل نکلے ایسی بستی تو بزمِ ہستی کے لیے ایک بوجھ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اور اس قوم کو بہت جلد نیست و نابود کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

نبی اپنی مرضی سے ہجرت نہیں کرسکتا

جیسا کہ میں نے ابھی ابھی ذکر کیا، کہ ہجرت ایسا معمولی واقعہ نہیں کہ نبی جب چاہے ملک وملت کو چھوڑ چھاڑ کر کسی آرام کی جگہ چلا جائے۔ بلکہ نبی کو جب تک صاف حکم نہ آئے وہ ہجرت کرنے کا مجاز نہیں ہوتا۔ جیسا کہ یونسؑ کا واقعہ ایسے ہی حالات کی نشان دہی کرتا ہے۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ	اور مچھلی والا (یونسؑ) جب ناراض
ذَّهَبَ مُغَاضِبًا	ہو کر چلا گیا اور وہ سمجھا تھا۔
فَظَنَّ اَنْ لَّنْ	شاید ہم اس کو پکڑ نہیں سکیں
نَّقْدِرَ عَلَيْهِ	گے (مچھلی نے حکم خدا سے اس کو
فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ	نگل لیا) پھر یونس نے اندھیروں میں پکارا
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ	اے اللہ تیرے بغیر میرا کوئی
اَنْتَ سُبْحٰنَكَ	نہیں۔ یقیناً مجھ سے غلطی ہوگئی
اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	پھر ہم نے اس کی دعا قبول
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ	کی اور اس کو غم سے نجات
مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ	بخشی اسی طرح ہم مومنوں کو
نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝	نجات دیا کرتے ہیں۔

(الانبیاء ۸۷، ۸۸-پ۱۷)

Marfat.com

تمام مفسروں نے لکھا ہے۔ حضرتِ یونس علیہ السلام حکمِ ہجرت آنے سے قبل ہی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جس کی وجہ سے اتنی بڑی مشکل میں پھنسا دیئے گئے۔

تمام انبیاؑ نے ہجرت فرمائی

یہ دنیا جب سے معرضِ وجود میں آئی ہے اسی وقت سے لیکر حق و باطل کے معرکے پیش آتے رہے۔ حق و باطل کی اس طویل آویزش میں ہمیں بے شمار ہجرتیں دکھائی دیتی ہیں۔ جناب نوح ؑ کی طرف دیکھئے۔

قوم کو ساڑھے نو سو ۹۵۰ سال مسلسل نصیحت و موعظت فرمائی۔ لیکن قوم نے پیغامِ حق سنانے والے حضرت نوحؑ کو بے شمار اذیتیں دیکر ان گنت گستاخیاں کر کے بد دعا کرنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت نوحؑ اپنے ربّ کے حضور فریاد کناں ہیں۔

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ	اے میرے رب اب میں مغلوب
مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝	ہو گیا ہوں۔ میرا بدلہ لے۔

(القمر ۱۰، پ ۲۷)

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ	نوح علیہ السلام نے بددعا کی
لَا تَذَرْ عَلَى	رب میرے! ان کافروں میں سے
الْاَرْضِ مِنَ	کسی کو بھی زمین پر بسنے والا

Marfat.com

الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ — نہ چھوڑ۔

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ — اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی نسل میں جو بھی پیدا ہوگا۔ وہ بدکار اور بڑا کافر ہی ہوگا۔

(نوح ۲۶-۲۷، پ۲۹)

اس بددعا کے بعد ایسا پانی کا طوفان آیا جسکی مفصّل روئیداد قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

کفار کو مٹانے کے بعد حضرت نوح علیہ السّلام کو کسی دوسرے علاقے میں تعیّنات کیا گیا۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ — ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا اور اس کو اور اس کی اہل کو کربِ عظیم سے نجات دی۔

(الانبیاء ۷۶، پ۱۷)

حضرت ابراہیمؑ کا عراق سے ہجرت کر کے شام، مصر، اور ارض مقدس کی طرف جانا اور پھر حجاز میں تشریف لانا اور اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السّلام کے ذریعہ ارضِ حجاز کو مرکزِ دعوت مقرّر کرنا، حضرت یعقوبؑ اور جناب یوسفؑ مصر کی طرف سیّدنا لوط علیہ السلام کی ہجرت علاقہ سدوم کی جانب کلیم اللہ کی پہلی ہجرت مدین کی طرف اور اس کے

Marfat.com

بعد فلسطین کو مسکن بنانا۔ خود نبی رحمت کی حیات طیبہ بھی ہجرت سے خالی نہیں۔

جان جائے تو جائے ایمان نہ جائے

اس دنیائے فانی میں دو نعمتیں ایسی ہیں، جن پر انسان ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ یعنی زندگی اور مقصد زندگی، ہر انسان کا مقصد زندگی الگ الگ ہوتا ہے۔ کوئی عزّت و جاہ کی خاطر کسی نے مال و متاع پر اور کوئی دنیا کی زیبائی اور رعنائی پر زندگی کو قربان کر دیتا ہے۔ اور اکثر ایسے ہیں جو فانی دنیا کی ناپائیدار نعمتوں پر زندگی کو فنا کیے جا رہے ہیں

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ	تم نے دنیا کو سب کچھ سمجھ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔	رکھا ہے۔

مگر اس جہانِ رنگ و بو میں ایسے مومن موجود ہیں۔ جو مقصدِ زندگی کی خاطر ہر چیز قربان کرنے کے لیے نہ صرف تیار ہیں۔ بلکہ قربان کر چکے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

یہ اللہ پاک سے سودا کرنے والے ہیں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ	دنیا میں ایسے بھی انسان (مومن
يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ	ہیں جو رضائے الٰہی کی طلب میں
مَرْضَاتِ اللّٰهِ	اپنی زندگی کھپا دیتے ہیں۔ او

Marfat.com

وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِہ — ایسے بندوں پر اللہ بہت زیادہ مہربان ہے۔

(البقرۃ ۲۰۷ پ۲)

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ — سچ یہ ہے۔ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور مال جنّت کے بدلے خرید لیے ہیں۔

(التّوبہ ۱۱۱ پ۱۱)

فرقان مجید نے یہ بات لوگوں کے سامنے رکھی کہ مال وجان عزضیکہ ہر چیز قربان۔ لیکن ایمان جانے نہ پائے۔ کیونکہ یہی مقصدِ حیات ہے۔ اگر مقصد حیات ضائع ہوا تو زندگی کا کوئی فائدہ نہیں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ہ — ہم نے جن وانس کو پیدا ہی اپنی عبادت واطاعت کے لیے کیا۔

الذاریات ۹، پ۲۶

کن حالات میں ہجرت کا حکم ہے

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا، کہ مقصد حیات (ایمان) کے لیے ہر چیز قربان کر دینا ہی کامل ایمان کی نشانی ہے۔ ایسے ہی جذبات کا مندرجہ ذیل آیات میں ذکر کیا گیا ہے

قُلْ یٰعِبَادِ ی — اے میرے بندو! جو ایمان لائے

Marfat.com

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ	ہو۔ میری زمین بہت وسیع
اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ	ہے۔ بس تم میری بندگی
فَاعْبُدُوْنِ ۝	کیے جاؤ۔

(العنکبوت ۵۶، پ ۲۱)

اس آیت مبارکہ میں واضح ارشاد موجود ہے۔ اگر مکے میں خدا کی بندگی کرنا مشکل ہو رہی ہے تو ملک چھوڑ کر نکل جاؤ۔ ملکِ خدا تنگ نیست۔ اللہ کی زمین تنگ نہیں ہے۔ جہاں بھی تم خدا کے بندے بن کر رہ سکتے ہو۔ وہاں چلے جاؤ۔

موت کے ڈر سے نکلنے والے مہاجرین نہیں ہوا کرتے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ	کیا تم نے ان لوگوں کے حالات
خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ	پر غور نہیں کیا۔ جو موت کے
وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ	ڈر سے اپنے گھر بار چھوڑ کر
الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ	نکلے تھے۔ اور وہ ہزاروں کی
اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ	تعداد میں تھے۔ اللہ نے ان
اَحْيَاهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ	سے فرمایا۔ مر جاؤ، پھر ان کو
لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى	دوبارہ زندہ کیا۔ حقیقت یہ ہے
النَّاسِ وَلٰكِنَّ	اللہ انسان پر بہت فضل و کرم
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا	کرنے والا ہے، لیکن اکثر لوگ

Marfat.com

يَشْكُرُوْنَ ۝ شکر ادا نہیں کرتے۔

(البقرہ ۲۴۳ پ۲)

کسی دنیوی مفاد کیلئے ہجرت کرنا جائز نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی نے عورت کے لیے ہجرت کی اور مدینہ پہنچ گیا۔ اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا۔

انما الاعمال بالنّیات
وانّما لامرئ
ما نوی فمن
کانت ھجرتہ الی
اللہ ورسولہٖ فھجرتہ
الی اللہ ورسولہ
ومن کانت ھجرتہ
الی دنیا یصیبھا
او امراۃ یتزوّجھا
فھجرتہ
الیٰ ما ھاجر
الیہ۔
(بخاری ومسلم)

آپ نے فرمایا، تمام اعمال کا انحصار نیّت پر ہے۔ آدمی جس چیز کی نیّت (ارادہ) کرے گا۔ وہ اُسی کو پائے گا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی بس اس کی ہجرت تو واقعی اللہ اور اس کے رسول کیطرف ہے۔ لیکن جس نے دنیا کی خاطر ہجرت کی (شاید) اس کو دنیا مل جائے۔ اور جس نے کسی عورت کیلئے ہجرت کی تاکہ اس سے نکاح کرے بہرحال اس کی ہجرت اس کی طرف ہوگی۔ جس کی خاطر اس نے ہجرت کی۔

Marfat.com

مہاجرین کے لیئے ہدایت

فرمایا جارہا ہے۔ اے میرے بندو! موت سے نہ ڈرو۔ موت تو ایسی چیز ہے۔ جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ ہر چیز نے فنا ہو جانا ہے۔ باقی
وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ رہنے والی ذاتِ گرامی تو صرف
ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝ رب ذوالجلال والاکرام ہے۔

(الرّحمٰن ۲۷ پ۲۷)

جب ہر کسی نے جانا ہے۔ بلکہ جو آیا ہے۔ وہ جانے کے لیے آیا ہے تو چھپنے سے تم موت کے پنجہ سے بچ نہیں سکتے۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ تم جہاں کہیں ہوگے۔ موت
الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ بہر حال تم کو آکر رہے گی۔ خواہ
فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۝ تم کیسی مضبوط عمارتوں میں چھپ جاؤ۔

(النّسآء ۸، پ۵)

موت کا ایک دن معیّن ہے

فرمایا چھپنے چھپانے کی کیا ضرورت موت تو اپنے وقت مقرّرہ پر آئے گی۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ کوئی ذی روح اللہ کے حکم کے

Marfat.com

اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۝

بغیر نہیں مر سکتا۔ موت کا ایک دن مقرر ہے۔

(النسآء ۱۴۵ پ۴)

قرآن مجید کے اس مقام پر مہاجرین کو موت سے نہ ڈرنے اور اللہ پر بھروسہ کرنے کا سبق دیا جا رہا ہے۔ اگر تم کو یہ پریشانی ہو کہ گھر بار اور کاروبار چھوڑنے سے شاید تمہاری گزران تنگ ہو جائے گی تو یاد رکھو اللہ تو کیڑے مکوڑوں کو رزق دے رہا ہے۔ تم اشرف المخلوقات اور مزید یہ کہ تم اللہ کے راستے کے مسافر اور اس کے دین کے لیے مہاجر ہوئے ہو۔ آخر سوچو تو سہی تمہیں کیوں نہیں رزق دے گا۔

میرے بندوں سے کہہ دیں

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝

ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ پھر تم میری ہی طرف پلٹ کر لائے جاؤ گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ ہم ان کو جنت کی بلند و بالا عمارتوں میں رکھیں گے۔ جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ عمل کرنے والوں

Marfat.com

فَيِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

کے لیے کیسا بہترین اجر ہے۔ یہ ان کے لیے جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ پھر کتنے ہی جانور ہیں۔ جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتا ہے۔ اور تمہارا رزّاق بھی وہی اللہ ہے۔ وہ ہر کچھ سُنتا اور جانتا ہے۔

(العنکبوت ۵۷ تا ۶۰ پ ۲۱)

مہاجرین کو بسانا حکومت اور عوام کی مشترکہ ذمّہ داری ہے

مدینہ طیبّہ میں مہاجرین اور انصار کی مواخات کروانے کا مقصد اخوّت و ہمدردی کے ساتھ یہ بھی تھا۔ کہ اہلِ ایمان کو پتہ چل جائے کہ مہاجرین کی آبادکاری صرف حکومت کا فرض نہیں، بلکہ انصار کی طرح عوام کو بھی فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ یہ عوام اور حکومت کا مشترکہ کام ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور وہ لوگ جو مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لاکر دارالہجرت میں رہتے تھے۔ یہ مہاجرین سے محبت کرنے والے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دیا جائے۔ اس کی کوئی حاجت تک اپنے دِلوں میں محسوس نہیں کرتے۔ اور اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ ان کو خود ہی ضرورت کیوں نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے۔ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچالیے گئے وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور لوگ (مہاجر) جو بعد میں آئے۔ وہ دعائیں مانگتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو معاف فرما دے۔ جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ ہمارے دلوں میں اہلِ ایمان کے بارے میں کوئی بغض نہ رہے۔ اے ہمارے رب

Marfat.com

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (حشر ۹، پ۲۸)

تو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

مہاجرین دونوں جہانوں میں کامیاب ہونگے

جس نے اللہ پاک کی رضا جوئی کے لیے ہجرت کی اگر دوران سفر آخرت کو سدھارا تو گناہ معاف آخرت میں سرخروئی نصیب ہوگی۔ اگر منزل مقصود تک پہنچ گیا تو دنیا میں بھی فراخی پائے گا۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کریگا وہ رہنے کیلیے زمین میں بہت جگہ پائے گا۔ اور بسر اوقات کے لیے بڑی فراخی ہوگی۔ اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کے لیے نکلے۔ لیکن راستہ میں موت آگئی۔ اس کا اجر اللہ پاک کے ذمہ ہوگیا۔ اور اللہ تو رحم کرنے والا اور معاف کردینے والا ہے

(النسآء ۱۰۰، پ۵)

Marfat.com

ہجرت ایمان کی کسوٹی ہے

اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہجرت کرنا، ہر کسی کے بس کا روگ نہیں یہ ایسی پل صراط ہے، جس کی کاٹ تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے، ہجرت کی تکالیف و مشکلات ایمان سے خالی دل کو ننگا کر دیتی ہے یہ ایسا ترازو ہے، جس میں ہر آدمی نہیں بیٹھ سکتا، اس پیمانے سے کھرے کھوٹے کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید نے مہاجرین کو اصحاب صدق و صفا کے القاب سے نوازا ہے۔

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ	اور جو اپنے گھروں اور جائدادوں
دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ	سے نکالے گئے۔ یہ لوگ اللہ اور
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ	اس کے رسول کی خوشنودی چاہتے
اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُوْنَ	ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ	حمایت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ یہی
هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝	لوگ سچے ہیں

(الحشر ۸ پ ۲۸)

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ	جو ظلم سہنے کے بعد اللہ کی خاطر
مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا	ہجرت کر گئے، ان کو ہم دنیا
لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا	ہی میں اچھا ٹھکانا دیں گے۔
حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ	اور آخرت کا اجر تو بہت

اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝	بڑا ہے۔ کاش وہ جان لیں۔
اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا	وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا
وَعَلٰى رَبِّهِمْ	جو اپنے رب کے بھروسہ پر کام
يَتَوَكَّلُوْنَ ۝	کرتے ہیں۔

(النحل ۴۱، ۴۲۔ پ ۱۴)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ	اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور
هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا	جنہوں نے ہجرت کی۔ اللہ کے
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	راستے میں گھربار چھوڑا اور اللہ
وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ	کے راستے میں جہاد کیا اور جنہوں
نَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ	نے مہاجرین کو پناہ دی۔ اور ان
هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ	کی مدد کی۔ یہی لوگ سچے اور
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ	ایمان دار ہیں۔
رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝	

(الانفال ۷۴، پ ۱۰)

ہجرت کی دعا

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ	دعا کرو، پروردگار! مجھ کو جہاں بھی
مُدْخَلَ صِدْقٍ	لے جائے سچائی کے ساتھ
وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ	لے جا۔ اور جہاں سے بھی نکال

Marfat.com

صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝

سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا۔

بَنِیْ اسرآئیل ۸۰، پ۱۵

ہجرت نہ کرنے والے کا انجام

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝

وہ لوگ جو اپنے نفس پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کی روحیں جب فرشتے قبض کرتے ہیں۔ تو پوچھتے ہیں۔ ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین (ملک) میں مجبور تھے۔ فرشتے کہتے ہیں، کہ کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی۔ تم ہجرت کر جاتے۔ یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنّم ہے۔ اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

(النّسآء، ۹۷، پ۵)

Marfat.com

مجبوروں کو معاف کیا جائے گا۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ	ہاں جو مرد، عورتیں، اور بچے
مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ	واقعی بے بس ہیں۔ اور نکلنے کا
وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے
حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۙ	بعید نہیں اللہ پاک ان کو معاف
فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ	کر دے، کیونکہ اللہ معاف کرنے
يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ	والا، بخشنے والا ہے۔
عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝	

(النسآء، ۹۸، ۹۹، پ۵)

صحابہؓ کی ہجرت کے سبق آموز واقعات

ہجرتِ ابوسلمہؓ کا رقت انگیز واقعہ:

صرف ایک واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ صحابہ کرام نے ہجرت کا حکم سنتے ہی کس حال میں اس پر عمل کیا۔

حضرت امِ سلمہؓ اپنی ہجرت کی داستانِ الم بیان کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں۔

"میرے شوہر ابوسلمہؓ مدینہ جانے لگے تو میں بھی اپنے بچے سلمہ کو گود میں لیے ہوئے نکلی، بچے کے ابا نے مجھے اونٹ پر بٹھا کر نکیل

Marfat.com

تھام لی۔ ابھی ہم مکّہ سے باہر ہی نکلے تھے، میرے میکے کے لوگ آ گئے۔ اور راستہ روک کر کہنے لگے، ابوسلمہ تم جانا چاہتے ہو تو جا سکتے ہو۔ لیکن ہم بچی کو نہیں جانے دیں گے۔ لیکن اللہ کے بندے ابوسلمہؓ بال بچوّں کی قربانی دیتے ہوئے، سیدھے مدینہ طیّبہ کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ ادھر بچّے کے چچا وغیرہ آ گئے کہ تم اپنی لڑکی کو لے جاؤ، بچہ ہمارا ہے۔ ہم اس کو تمہارے گھر نہیں جانے دیں گے۔

آخر کار اُمّ سلمہؓ کو اس کے والدین لے گئے۔ بچّے اور خاوند کی جدائی نے ایک سال کے اندر اس بی بی کو نڈھال کر دیا، تب جا کر ظالموں نے فیصلہ کیا کہ اس بے چاری کو جانے دو، ورنہ ابوسلمہؓ کے غم سے یہ مر جائے گی۔

حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ	حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ میں تو
اِلٰی رَبِّیْ	اپنے ربّ کی طرف جاتا ہوں۔
سَیَهْدِیْنِ ۝	وہی میری راہنمائی فرمائے گا۔

حضرتؑ کے الفاظ بتا رہے ہیں، کہ آپ کو پہلے سے معلوم نہ نہ تھا کہ مجھے کدھر جانا ہے۔ وطن چھوڑتے وقت آپ نے کہا۔ بس مَیں اللہ کے بھروسے پر نکل رہا ہوں۔ جدھر وہ راہنمائی کریں گے، مَیں چلا جاؤں گا۔

Marfat.com

پہلی منزل

صاحبِ قصص القرآن نے لکھا ہے: آپؑ نے دورانِ ہجرت پہلا قیام کلدانیین میں فرمایا، یہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد آپ بمعہ حضرت سارہؑ اور لوط علیہ السلام کے حاران بستی میں قیام پذیر ہوئے۔

مقامِ حاران

پھر آپؑ کچھ عرصہ تک حاران نامی بستی میں ٹھہرے۔ یہاں بھی دین حنیف کی دعوت کا کام جاری رکھا۔ بالآخر آپ ہمراہ رفیقۂ حیات اور بھتیجے ارضِ فلسطین میں تشریف لے گئے۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا	پھر ہم لوطؑ اور ابراہیمؑ کو (ظالموں
اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ	سے) نکال کر ارض مقدس ـ؛
بٰرَكْنَا فِيْهَا	(با برکت) کی طرف لے گئے (اس دنیا
لِلْعٰلَمِيْنَ ۝	کے لیے برکت والی ہے)

(الانبیآء ۱۷، پ۱۷)

یہی وہ زمینِ فلسطین ہے، جس کی روحانی و مادی برکات دنیا میں مسلمہ ہیں، دنیا کے کسی خطّے میں اتنے انبیائے کرامؑ نہیں ہوئے۔ آج بھی اسی ارض فلسطین میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء مدفون ہیں۔

Marfat.com

نیک بچّے کیلئے دُعا

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے جب اپنے ملک گھر بار باپ اور اپنی قوم کو چھوڑا تو اس وقت ان کو یہ کمی بڑی شدّت کے ساتھ محسوس ہوئی۔ کہ اے اللہ اگر یہ قوم تیرے دین کو نہیں مانتی تو کم از کم نیک اولاد عنایت کر دے۔ جو میرا سہارا اور غمخوار بننے کے ساتھ ساتھ میرے بعد تو تیرے دین کا پرچار کرتی رہے۔ پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اولاد مانگی ہے تو نیک اولاد۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ — اے میرے پروردگار! مجھے نیک اولاد عنایت فرما۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۰، پ ۲۳)

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی یہ دُعا اُسی وقت قبول نہیں ہوئی۔ بلکہ قرآنِ حکیم میں یہ بات انہی کی زبانِ اطہر سے بیان کی گئی ہے، کہ دُعا بہت مدّت کے بعد بلکہ عمر کے آخری حصّے میں مُستجاب ہوئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝ — شکر ہے، اس خداوند قدوس کا جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحٰق جیسے بیٹے عطا کیے۔ حقیقت ہے۔ میرا ربّ ضرور دُعا کو سنتا ہے

(ابراھیم ۳۹، پ ۱۳)

Marfat.com

حضرتؑ کا فلسطین میں قیام

جنابؑ نے اپنے بھتیجے جناب لوطؑ کو شرقِ اُردن میں تبلیغ کے لیے مامور فرمایا۔ اور فلسطین کے مغربی اطراف میں خود سکونت پذیر ہوئے۔ اس زمانے میں یہ علاقہ کنعانیوں کے زیرِ اقتدار تھا۔ یہاں کچھ عرصہ قیام فرمانے کے بعد مصر کی طرف چلے گئے۔ (از قصص القرآن)

حضرتؑ کی نازک ترین آزمائش

اسی سفر میں آپؑ کو اس آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ جس سے شاید صرف اور صرف ابراہیم علیہ السلام کو سابقہ ہوا، یعنی عزت و ناموس کی آزمائش کہ ظالم بادشاہ نے آپ کی حرم پاک پر دست درازی کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ حضرت امام بخاری نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس الم ناک واقعہ کو صحیح بخاری میں نقل فرمایا۔ یہ ایسی آزمائش ہے، کہ اس موقع پر بڑے بڑے لوگوں کے اوسان خطا ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن جناب خلیلِ خدا علیہ السلام بڑے حوصلہ کے ساتھ اپنی رفیقۂ حیات کو ایک تجویز سمجھاتے ہیں۔ بالآخر اللہ کے لیے نکلنے والے ابراہیم اور آپ کی رفیقۂ محترمہ (یعنی ہماری اماں جان) اللہ کے فضل و کرم سے سرخرو ہو کر نکلتے ہیں۔

بے حیا ظالم اور بے شرم بادشاہ اپنے آپ میں ذلیل و خوار ہوا اور حضرتؑ کو راضی کرنے کے لیے اپنی بیٹی آپؑ کے ہمراہ کرتا ہے۔ مذکورہ

Marfat.com

واقعہ حدیث کے الفاظ میں:!

اذ اتی علی	جب (حضرت ابراہیمؑ اور بی بی سارہ)
جبار من الجبابرۃ	ایک ظالم حکمران کے ملک سے
فقیل لہٗ ان	گزرے۔ اس کے نوکر چاکروں نے
ھھنا رجلا معہ	بادشاہ کو کہا کہ ہمارے شہر میں ایک
امراۃ من احسن	مسافر آیا ہے۔ جس کی عورت بہت
النّاس فارسل	ہی زیادہ خوبصورت ہے۔ ظالم
الیہ فسالہ عنھا	بادشاہ نے حکم دیا، ابراہیم کو فوراً میرے
فقال من ھٰذہٖ	سامنے پیش کرو۔ ان سے پوچھا یہ
قال اُختی	عورت کون ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا
فاتٰی سارۃ قال	یہ میری بہن ہے۔ حضرت ابراہیمؑ
یا سارۃ لیس	بادشاہ سے فارغ ہو کر حضرت سارہؑ
علیٰ وجہ الارض	کے پاس آئے۔ اور کہا اے سارہ!
مومنٌ غیری	اس سرزمین میں میرے اور تیرے
وغیرک وانّ	سوا کوئی مومن نہیں اور اس ظالم
سالنی فاخبرتہٗ	بادشاہ نے مجھے پوچھا ہے۔ کہ یہ
انّک اختی	تیرے ساتھ عورت کون ہے؟ تو
فلا تکذّبینی	میں نے تجھے اپنی بہن کہا ہے۔
فارسل الیھا	تو بھی اس کے سامنے بہن بتلانا۔

فلمّا دخلت — ایسا نہ ہو میں جھوٹا ہو جاؤں۔
علیہ ذھب — اس ظالم بادشاہ نے حضرت
یتناولھا — بی بی سارہ کو جبراً منگوایا۔ جب
بیدہٖ فاُخِذ — اس کے پاس پہنچائی گئیں۔ تو
فقال ادعی اللّٰہ — ظالم نے دست درازی کی کوشش
لی ولا اضرک — کی۔ لیکن ظالم دھڑام نیچے گرا۔ پھر
فدعت اللّٰہ — فریاد کرنے لگا اے نیک خاتون
فاطلق ثُمّ — اپنے رب سے میری عافیّت کی
تناولھا الثّانیۃ — دُعا کر۔ میں تجھ کو کچھ نہیں کہوں گا۔
فاخِذَ مثلھا — آپ کی دُعا سے اچھا ہو گیا۔
اواشدّ فقال — پھر دوسری مرتبہ زیادتی کی کوشش
ادعی اللّٰہ لی و — کی دوبارہ پھر پہلے کی طرح یا اس سے بھی زیادہ
لا اضرّك فدعت — اللّٰہ کی گرفت میں آیا۔ اب پھر
فاطلق فدعا — التجا کی۔ اے نیک عورت اب
بعض حجبتہٖ — کے بار دُعا کر میں اچھا ہو جاؤں تو
فقال انّکم لہ — میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا۔ ہماری
تاتونی بانسانٍ — امّاں جان حضرت سارہؑ نے دُعا
انّما اتیتمونی — فرمائی۔ اللّٰہ کے فضل وکرم سے پھر
بشیطان فاخدمھا — تندرست ہوا۔ اس بار اس نے

Marfat.com

هاجر فاتته و هو قائم يصلي فاومابيده مهيم قالت ردالله كيد الكافر او الفاجر فخره و اخدم هاجر فقال ابوهريرة تلك امكم يابني ماء السماء۔

اپنے نوکر کو بلا کر کہا۔ تم اچھی عورت میرے پاس لائے؟ یہ عورت ہے یا شیطان؟ بے شرم اپنی بے شرمی کو مٹانے کے لیے ایسا کہہ رہا تھا۔ حالانکہ شیطان لعین تو خود تھا) اس نے ہاجرہ کو حضرت سارہ رضؓ کی خدمت میں دے دیا۔ جب حضرت سارہؓ جناب ابراہیمؑ کی خدمت میں آئیں تو آپ اللہ کے حضور ہاتھ باندھ کر نماز میں مصروف تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نماز کی حالت میں اشارہ سے پوچھتے ہیں۔ کیا معاملہ ہوا؟ حضرت سارہؓ نے عرض کیا، اے خلیلِ خدا! اللہ ذوالجلال نے کافر و فاجر کی شرارت کو اس کے اوپر الٹ دیا ہے۔ سارا ماجرا ذکر کیا۔ اور کہا بالآخر اس نے اپنی اس لڑکی کو خادمہ کے طور میرے حوالے کر دیا ہے۔ جناب ابوہریرہؓ نے یہ حدیث مبارکہ ذکر کرنے کے بعد کہا۔ اے بارش پر پلنے والو۔ (یعنی اے عرب قوم۔ یہی تو تمہاری والدہ ہاجرہؓ ہیں۔

(بخاری جز ۱۴ کتاب بدء الخلق)

Marfat.com

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ولادت مبارکہ

وادی غیر ذی زرع میں چھوڑنا

ام اسمٰعیل علیہ السلام

کی

بھاری آزمائش

چاہِ زمزم

Marfat.com

حضرت اسماعیلؑ کی ولادت

ہم نے اس سے قبل ذکر کیا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت فرمائی تو سفر کے دوران آپ نے نیک اولاد کے لیے اپنے رب کے حضور التجا کی تھی۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ — اے میرے پروردگار! مجھے نیک بچہ عطا فرما۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۰، پ۲۳)

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ۝ — ہم نے ابراہیمؑ کو بردبار بچہ عنایت کیا۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۱، پ۲۳)

لیکن یاد رہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا فوراً قبول نہیں ہوئی بلکہ دعا زندگی کے آخری حصّہ میں مستجاب ہوئی۔ جیسا کہ خود قرآن مجید نے انہی کی زبان سے وضاحت فرمائی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝ — شکر ہے اس خداوند قدوس کا جس نے بڑھاپے میں، مجھے اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ عنایت فرمائے۔ یقیناً میرا رب دعا قبول کرنے والا ہے۔

(ابراھیم ۳۹، پ۱۳)

Marfat.com

تمام مفسرین کرامؒ نے لکھا ہے۔ جناب خلیل اللہؑ کو ۸۶ سال کی عمر میں حضرت اسمٰعیلؑ عطا کیے گئے۔

نئی آزمائش

اللہ پاک کی یہ عجب سنت ہے کہ جب کسی بندے کو نعمت عطا فرماتا ہے تو ساتھ ہی نیکوں کی آزمائش بھی شروع کر دیتا ہے۔ جن کے مرتبے بلند ہوتے ہیں ان کی آزمائش بھی بلند تر ہوتی ہے۔ جیسا کہ خود سرورِ کائنات نے فرمایا تھا۔ اس سرزمین پر سب سے زیادہ آزمائش انبیاء کی گئی۔

حضرتؑ کی زندگی کا مقصد

بندۂ مومن کی زندگی اطاعت و تسلیم و رضا کے سوا کچھ نہیں۔ اُدھر حکم ہوا۔ اَسْلِمْ۔ بس مطیع ہو جا۔ اِدھر، اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اے خدا! مَیں تیرا غلام تیرے مطیع ہو چکا ہوں۔

کسی شاعر نے خوب کہا۔ ؎

مصوّر کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو!
ادھر فرمانِ پیغمبر، ادھر گردن جھکائی ہو!

بس آقا کا اشارہ ہوا۔ نومولود بچےؑ اسمٰعیل اور ان کی والدہ ہاجرہ کو لے کر سوئے حجاز روانہ ہوتے ہیں۔ آخر کار اس مقام پر پہنچ گئے۔ جس جگہ کعبۃ اللہ ہے۔ یہاں آزمائش کا اختتام نہیں ہوا، بلکہ ابھی تو ابتدا ہے

حکم ہوا۔ ابراہیمؑ اس شیر خوار بچے اور اس کی امّی کو چھوڑ کر واپس پلٹ جاؤ کتنی نازک آزمائش، جو بچہ ساری عمر کی مناجات کا نتیجہ، آنکھوں کی ٹھنڈک بڑھاپے میں امیدوں کا سہارا، اور ماں باپ کا اکلوتا چشم و چراغ ہے۔ اسے چھوڑنے کا حکم ہوا، دوبارہ پلٹ کر نہیں دیکھا ..... پانی کا مشکیزہ کچھ کھجوریں دے کر خدا حافظ کہا۔ اور محبّت و فراق کے جذبات لیے ہوئے واپس ہوئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت ہاجرہ اس کے پسِ منظر سے ناواقف تھیں۔ بڑی حیران و پریشان، سوچتی ہوں گی نہ معلوم کیا ماجرا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا، کہ بڑھاپے میں مِلنے والے چاند سے بچّہ کو ایک لمحہ کے لیے جُدا نہ کیا جاتا۔ لیکن آپؑ ہیں کہ جو چھوڑ کر کے چلے جا رہے ہیں ساتھ ہی اس سوچ کا آنا فطرتاً ضروری تھا کہ پتہ نہیں کیا خطا ہوئی۔ جو رب کا خلیل میرا سرتاج مجھے چھوڑ کر جا رہا ہے ..... بالآخر پیچھے دوڑیں اور بے قرار ہو کر پوچھا۔

آپ ہمیں اس لق و دق ریگستان میں بے یار و مددگار تنہا چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ بتائیں تو سہی، آپ ناراض ہیں؟ یا ربِّ کائنات کا حکم ہے۔

حضرت خلیلِ خدا رُخ موڑے بغیر فرماتے ہیں، ہاں یہ سب کچھ اسی کے حکم سے ہو رہا ہے۔ اب کیا ہے۔ وہ عظیم ماں جو صبر و وفا کا پیکر تسلیم و رضا کا مجسمہ تھیں گویا ہوئیں۔ حضورؑ بڑے شوق سے تشریف لے جائیں۔ فکر نہ کرنا، اگر اس مالکِ حقیقی کا حکم ہے تو اذا لا یضیعنا اللہ ابدا، پھر وہ اللہ ہمیں ماں بیٹے کو گزند نہیں پہنچنے دے گا۔

دیکھتے جائیے! اسمٰعیلؑ کی والدہ کتنی صابرہ و شاکرہ ہیں۔ دنیا میں ایسی

Marfat.com

مائیں بہت کم پیدا ہوئیں اے ہاجرہ تجھ پر خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔ تو نے ایسا جواب دیا جو ابراہیمؑ کی رفیقہ اور اسمٰعیلؑ کی والدہ کے شایانِ شان تھا جناب ابراہیمؑ تھوڑی دور جاکر دعا کرتے ہیں۔ اب آن الفاظ کو قرآن کے بلیغ انداز میں سنیے۔

رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ وَارۡزُقۡهُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّکَ تَعۡلَمُ مَا نُخۡفِیۡ وَمَا نُعۡلِنُ ؕ وَمَا یَخۡفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝

(ابراھیم ۳۷، ۳۸، پ ۱۳)

پروردگار میں نے ایک بے آب و گیاہ زمین میں اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے میرے رب اس لیے چھوڑے جا رہا ہوں کہ یہ نماز قائم کریں۔ تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور کھانے کے لیے ان کو پھل عطا فرما شاید یہ تیرا شکر ادا کریں۔ اللہ تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں۔ اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ زمین و آسمان میں میرے اللہ کے لیے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

Marfat.com

اُمِّ اسماعیلؑ پر بھاری آزمائش

حضرت ہاجرہ اپنے لختِ جگر کو کچھ روز پانی اور کھجوریں کھلاتی رہیں ختم ہونے والی چیز ختم ہو جایا ہی کرتی ہے۔

پانی کھجوریں ختم

آخر کار پانی کھجوریں ختم اور ساتھ ہی والدۂ اسماعیلؑ کی چھاتی سے دودھ بھی جاتا رہا۔ چھوٹے بچے کو، تو بار بار دودھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ننھّا بچہ تشنگی کی شدّت سے بار بار روتا اور ہونٹوں پر زبان پھیرتا اور کروٹیں بدلتا دیکھا نہیں جاتا ہے۔ ادھر بچّے کا پھول جیسا چہرہ کملانے لگا۔ ادھر امِّ اسماعیل کی حالت دگرگوں ہوتی جارہی ہے۔ ہائے خدایا! کیسا منظر ہے، عجیب ماں بیٹے پر آزمائش اور اپنی نوعیّت کے لحاظ سے دنیا میں منفرد آزمائش تھی۔ بے ساختگی کے عالم میں حضرت ہاجرہ صفا پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئیں، چاروں طرف نظر دوڑائی، کہیں پانی مل جائے۔ لیکن پانی دور تک دکھائی نہ دیا۔ واپس پلٹیں۔ اسماعیل کے چہرہ کو چوما اور پھر دوسری پہاڑی یعنی مروہ کے اوپر گئیں، پانی دکھائی نہ دیا۔ غور فرمایئے! کیسی حالت، اِسی تجسّس میں سات مرتبہ صفا مروہ کا چکر لگایا۔ آخری مرتبہ مروہ کے اوپر کھڑی تھیں، کہ دفعتًا آواز سُنی، پلٹ کر دیکھا تو جبرئیل امین نے اسماعیل کی ایڑیوں کے پاس اپنے پر کو زمین پر مار دیا۔ اسماعیل کی ایڑیوں

Marfat.com

کے نیچے چمکتا ہوا پانی نظر آیا۔ دوڑ کر لختِ جگر کے پاس گئیں۔ اسماعیل کو اٹھا کر دوسری جگہ لٹایا۔ اور فوراً پانی کے گرداگرد چھوٹی سی حد قائم کر دی، بچے کو پلایا اور خود سیر ہو کر پانی پیا، خدا کا شکر بجالائیں۔ نہ صرف اس آزمائش میں سرخرو ہوئیں۔ بلکہ دو انعامات سے نوازی گئیں۔ ایک تو یہ جہاں محترمہ مکرّمہ کے بے قراری میں قدم لگے اور چکرّ کاٹے۔ ربّ کریم نے ان دو پہاڑیوں کو شعائر اللہ کہہ کر قیامت تک کے لیے حجاج کرام پر سعی کو لازم قرار دیا۔ مقصد یہ تھا، چاہے تم خوشی میں ہو یا غم میں تمہیں بھی اس طرح چکرّ کاٹنے ہوں گے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ	یقیناً صفا اور مروہ (دو پہاڑیاں)
مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ	اللہ پاک کے نشان ہیں (اللہ کی
فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ	اور نشانیوں میں سے یہ بھی دو نشانیاں
اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا	ہیں) لہٰذا جو بھی حج یا عمرہ کرے اس
جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ	کے لیے کوئی حرج نہیں، کہ وہ ان دونوں
يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ	کے درمیان سعی (دوڑ لگائے) کرے
مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ	جو خوشی سے کوئی نیکی کرے گا۔ اللہ
فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ	تعالیٰ کو اس نیکی کا علم ہے اور وہ تو
عَلِيْمٌ ۝	قدر کرنے والا ہے۔

(البقرہ ۱۵۸، پ۲)

دوسرا تحفہ زمزم کی صورت میں ایسا پانی۔ جس میں غذائیت کے

Marfat.com

کے تمام لوازمات موجود، اور ہر بیماری کی شفا رکھ دی گئی ہے۔ نہ معلوم کتنے مریض صحت یاب ہوئے اور کتنے مسافروں کو بھوک کی سختیوں سے اس پانی نے نجات بخشی۔ اللہ اللہ! کیسے دوانعامات جن سے آج تک کسی نیک کا بے نیاز ہونا تو درکنار، مومن تو سعی اور زمزم کے لیے تڑپ رہے ہیں اور قیامت تک سعی بین الصفا والمروۃ اور زمزم کی خاطر مومن تڑپتے رہینگے۔ یہ ایسی یادگاریں ہیں جن کا مقابلہ کروڑوں اور اربوں کی لاگت سے بھی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ خاندان ابراہیم کے لیے دنیا و آخرت میں عزت و عظمت اور صدقہ جاریہ کے نشان ہیں۔

نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان فرمایا۔

حضرت ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ اور اُمِّ اسماعیلؑ کو درخت کے نیچے بٹھایا!

ثُمَّ جَآءَ بِهَا	حضرت ابراہیمؑ ہاجرہ اور ان کے
اِبْرَاهِيْمُ وَبِابْنِهَا	بچے حضرت اسماعیلؑ کو زمزم میں لے آئے
اِسْمٰعِيْلَ وَهِيَ تُرْضِعُهٗ	حضرت ہاجرہ اسمٰعیل کو دودھ پلاتی
حَتّٰى وَضَعَهُمَا	تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان دونوں
عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ	کو ایک بڑے درخت کے تلے
دَوْحَةٍ فَوْقَ	بٹھا دیا۔ جو اس مقام پر تھا، جہاں

Marfat.com

زَمْزَمَ فِیْ اَعْلَی الْمَسْجِدِ
وَلَیْسَ بِمَکَّۃَ یَوْمَئِذٍ اَحَدٌ
وَلَیْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا
هُنَالِكَ

آبِ زم زم ہے۔ مسجد کے بلند
جانب میں اس وقت مکّہ میں آدمی
کا نام و نشان نہ تھا۔ نہ وہاں پانی
کا وجود تھا۔

ابراہیمؑ ملک شام کو چل دیئے

ثُمَّ قَفَّی اِبْرَاهِیْمُ
مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ اُمُّ
اِسْمَاعِیْلَ فَقَالَتْ یَا
اِبْرَاهِیْمُ اَیْنَ تَذْهَبُ
وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا
الْوَادِی الَّذِیْ
لَیْسَ فِیْهِ
اِنْسٌ وَلَا شَیْءٌ
فَقَالَتْ لَهٗ ذَالِكَ
مِرَارًا وَجَعَلَ
لَا یَلْتَفِتُ اِلَیْهَا۔

پھر حضرت ابراہیمؑ دونوں کو
وہاں چھوڑ گئے۔ اور ایک تھیلا
کھجور کا ایک مشکیزہ پانی کا دے
گئے۔ خود اپنے ملک (شام) کو چل
دیئے۔ جب حضرت ابراہیمؑ چلنے لگے
تو ہاجرہ ان کے پیچھے ہو لیں اور
کہنے لگیں، حضرت آپ کہاں چلے
ہم کو اس جنگل میں چھوڑے جاتے
ہو۔ جہاں آدمی کا پتہ تک نہیں
نہ کوئی چیز ملتی ہے۔ کئی کئی بار پکار
پکار کر حضرت ہاجرہ نے یہ کہا
مگر ابراہیمؑ نے دیکھا تک نہیں

حضرت ہاجرہ نے کہا اللہ ہماری حفاظت کریگا

فَقَالَتْ لَهُ اللّٰهُ
اَلَّذِیْ اَمَرَكَ بِهٰذَا
قَالَ نَعَمْ۔ قَالَتْ
اِذَنْ لَّا یُضَیِّعُنَا ثُمَّ
رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ
اِبْرَاهِیْمُ حَتّٰی
كَانَ عِنْدَ
الثَّنِیَّةِ حَیْثُ لَا
یَرَوْنَهٗ اِسْتَقْبَلَ
بِوَجْهِهِ الْبَیْتَ
ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ
الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ
یَدَیْهِ فَقَالَ
رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ
مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ
زَرْعٍ حَتّٰی بَلَغَ
یَشْكُرُوْنَ۔ وَ

آخر حضرت ہاجرہؓ نے ان سے
کہا کیا اللہ کا ایسا ہی حکم ہے۔!
انہوں نے کہا ہاں! تب حضرت
ہاجرہ نے یہ کہا کہ پھر پروردگار ہماری
حفاظت کرے گا، ہم کو ہلاک نہیں کرے
گا۔ یہ کہہ کر حضرت ہاجرہ لوٹ آئیں
اور حضرت ابراہیم چل دیئے۔ جب
اس پہاڑی پر پہنچے۔ جہاں سے
دکھائی نہیں پڑتے تھے اسی پہاڑی
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں
داخل ہوئے تھے تو ادھر رُخ کیا۔
جہاں اب کعبہ ہے۔ پھر دونوں ہاتھ
اٹھا کر یہ دُعا کی۔ (ان کلمات کے ساتھ)
مالک ہمارے، میں نے اپنی اولاد
ایسے میدان میں چھوڑ دی ہے۔
جہاں کچھ نہیں اگتا (کیونکہ کعبہ حضرت
آدم کے وقت سے تھا۔ لیکن گر کر مٹ

وَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ تُرْضِعُ اِسْمٰعِيْلَ وَ تَشْرَبُ مِنْ ذَالِكَ الْمَآءِ حَتّٰى اِذَا نَفِدَ مَا فِى السِّقَآءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ اِلَيْهِ يَتَلَوّٰى اَوْقَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا اَقْرَبَ جَبَلٍ فِى الْاَرْضِ يَلِيْهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِىَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ اَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْوَادِىَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْىَ الْاِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِىَ ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ

گیا تھا۔ ادھر حضرت ہاجرہ کا یہ حال ہوا۔ وہ حضرت اسمٰعیلؑ کو دودھ پلاتی اور مشک میں سے پانی پیتی رہیں۔ جب پانی ختم ہو گیا تو خود بھی پیاسی ہوئیں، بچہ کو بھی پیاس لگی بچہ کو دیکھا تو وہ پیاس کے مارے تلے اوپر ہو رہا ہے۔ یا تڑپ رہا ہے۔ وہ اس نیت سے سرک گئیں۔ کہ بچہ کا یہ حال نہ دیکھیں، دیکھا تو صفا پہاڑ قریب ہے۔ اس پر چڑھیں شاید کوئی آدمی نظر آئے (کسی سے پانی مانگیں) لیکن کوئی نہیں دکھائی دیا وہاں سے اتریں اور اپنا کرتہ سمیٹ کر نالے کے نشیب میں اس طرح دوڑیں۔ جیسے کوئی مصیبت زدہ (آفت کا مارا) دوڑتا ہے۔ نالے کے پار جا کر مروہ

Marfat.com

عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَىٰ اَحَدًا فَلَمْ تَرَ اَحَدًا فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔

پہاڑ پر چڑھیں۔ وہاں بھی دیکھا کوئی آدمی نظر نہ پڑا سات چکر انہوں نے اس طرح کاٹے۔

تاریخ سعی صفا مروہ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ سَعْیُ النَّاسِ بَیْنَهُمَا فَلَمَّا اَشْرَفَتْ عَلَی الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ صَهٍ تُرِیْدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ اَیْضًا فَقَالَتْ قَدْ اَسْمَعْتَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ فَاِذَا هِیَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ

ابن عباس رضؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہی سے لوگوں نے صفا مروے کی سعی (حج میں) شروع کی۔ خیر جب (ساتویں) پھیرے میں) مروے پر چڑھیں، تو انہوں نے ایک آواز سنی، چپ رہ: کر پھر کان لگایا تو وہی آواز سنی اس وقت پکار اٹھیں (خدا کے بندے، میں نے تیری آواز سنی اگر تو کچھ ہماری مدد کر سکتا ہے تو پھر دیکھا۔ تو جہاں آب زمزم ہے۔ وہاں اللہ کے فرشتے،

Marfat.com

فَبَحَثَ بِعَقِبِهٖ اَوْقَالَ
بِجَنَاحِهٖ حَتّٰی ظَهَرَ
الْمَآءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهٗ
وَتَقُوْلُ بِيَدِهَا هٰكَذَا
وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ
الْمَآءِ فِیْ سِقَائِهَا وَ
هُوَ يَفُوْرُ بَعْدَ مَا
تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ
اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ لَوْ
تَرَكَتْ زَمْزَمَ
اَوْقَالَ لَوْلَمْ
تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ
لَكَانَتْ زَمْزَمُ
عَيْنًا مَّعِيْنًا
قَالَ فَشَرِبَتْ وَ
اَرْضَعَتْ وَلَدَهَا۔

حضرت جبریلؑ ملے انہوں نے اپنی
ایڑی یا پَر مار کر زمین کھود ڈالی
پانی نکل آیا۔ حضرت ہاجرہ حوض
کی طرح اس کو بنانے لگیں۔
ہاتھ سے اس کے گرد منڈیر
کرنے لگیں۔ اور پانی چلّو سے
لے لے کر اپنی مشک میں بھرتی
جاتی تھیں۔ جوں جوں پانی لیتی
جاتی تھیں۔ وہ چشمہ اور جوش
مارتا جاتا تھا۔ (پانی زیادہ ہوتا
جاتا تھا) ابن عباسؓ نے کہا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ اللہ اسمٰعیل کی والدہ
پر رحم کرے۔ اگر وہ زمزم کو اپنے
حال پر چھوڑ دیتیں یا یوں فرمایا
اگر وہ چلّو بھر بھر کر (مشک میں
پانی نہ لیتیں تو زمزم ایک بہتا
چشمہ رہتا۔ خیر حضرت ہاجرہ نے
پانی پیا۔ اور اپنے بچے کو بھی پلایا

Marfat.com

جبریلؑ نے ہاجرہؑ کو تسلّی دی

فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هٰهُنَا بَيْتُ اللّٰهِ يَبْنِي هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضَيِّعُ أَهْلَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ أَوْ أَهْلُ الْبَيْتِ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءٍ فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ

فرشتے (حضرت جبریلؑ) نے ان سے کہا، تم جان کا ڈر نہ کرو۔ یہاں اللہ کا گھر ہے۔ یہ بچہ اور اس کا باپ دونوں (مل کر) اس گھر کو بنائیں گے۔ اور اللہ اپنے گھر والوں کو تباہ نہیں کرے گا۔ اس وقت کعبے کا یہ حال تھا۔ ٹیلے بڑے کی طرح زمین سے اونچا تھا۔ دائیں اور بائیں طرف سے برسات کا پانی نکل جاتا تھا۔ ہاجرہ نے ایک مدت اسی طرح گذاری۔ چند روز کے بعد جرہم (قبیلے) کے کچھ لوگ یا کچھ گھر والے جو کداء کے رستے مکّہ کی بلند جانب سے آ رہے تھے۔ ادھر سے گزرے۔ وہ مکّہ کے نشیب میں اترے۔ انہوں

Marfat.com

فَرَاَوْا طَائِرًا عَائِفًا
فَقَالُوْا اِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ
لَيَدُوْرُ عَلٰى مَاءٍ
لَعَهِدْنَا بِهٰذَا الْوَادِيْ
وَمَا فِيْهِ مَآءٌ
فَاَرْسَلُوْا جَرِيًّا
اَوْ جَرِيَّيْنِ فَاِذَا هُمْ
بِالْمَآءِ فَرَجَعُوْا
فَاَخْبَرُوْهُمْ بِالْمَاءِ
فَاَقْبَلُوْا قَالَ
وَاُمُّ اِسْمٰعِيْلَ عِنْدَ
الْمَآءِ فَقَالُوْا
اَتَاْذَنِيْنَ لَنَا
اَنْ نَّنْزِلَ عِنْدَكِ
فَقَالَتْ نَعَمْ
وَلٰكِنْ لَّا حَقَّ لَكُمْ
فِي الْمَاءِ، قَالُوْا نَعَمْ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نے ایک پرندہ دیکھا جو وہاں
گھوم رہا تھا۔ وہ کہنے لگے یہ پرندہ
جو گھوم رہا ہے۔ ضرور پانی پر گھوم
رہا ہے۔ ہم تو اس میدان سے
واقف ہیں۔ یہاں کبھی پانی نہیں
دیکھا۔ خیر انہوں نے ایک یا دو
آدمی خبر لینے کے لیے بھیجے۔ وہ
آئے۔ دیکھا تو پانی موجود ہے۔ پھر
اپنے لوگوں کے پاس لوٹ گئے
ان کو پانی کی خبر دی۔ وہ بھی
آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اسمٰعیلؑ کی والدہ
وہیں بیٹھی تھیں۔ ان لوگوں نے کہا
تم ہم کو یہاں اترنے (اور سکونت
کرنے) کی اجازت دیتی ہو۔
انہوں نے کہا۔ ہاں رہو۔
مگر پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں
ان لوگوں نے قبول کیا۔ ابنِ عباس
نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

وَسَلَّمَ فَأَلْفَى ذٰلِكَ أُمَّ إِسْمٰعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْأُنْسَ۔

نے فرمایا، تو لوگوں نے (وہاں رہنے کی) ایسے وقت میں اجازت مانگی جب خود اسمٰعیلؑ کی والدہ یہ چاہتی تھیں کہ یہاں بستی ہو (آدمی کی صورت نظر آئے)

(بخاری)

Marfat.com

جُرہم قبیلے کی مکہ میں آمد

فَنَزَلُوْا وَاَرْسَلُوْا اِلٰی
اَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوْا
مَعَهُمْ حَتّٰی اِذَا كَانَ
بِهَا اَهْلُ اَبْيَاتٍ
مِّنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ
وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ
مِنْهُمْ وَاَنْفَسَهُمْ
وَاَعْجَبَهُمْ حِيْنَ
شَبَّ فَلَمَّا
اَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ
امْرَاَةً مِّنْهُمْ
وَمَاتَتْ اُمُّ
اِسْمٰعِيْلَ ۝

جُرہم کے لوگ وہاں اتر
پڑے اور اپنے بال بچّوں کو
بھی بلا بھیجا۔ وہ بھی وہیں اترے
جب مکّہ میں کئی گھر بن گئے۔ اور
اسمٰعیل جوان ہوئے۔ انہوں
نے عربی زبان جرہم کے لوگوں
سے سیکھی اور جوان ہو کر ان کی
نگاہ میں بہت اچھے نکلے۔ جُرہم
کے لوگ اُن سے محبّت کرنے لگے
اور اپنے خاندان کی ایک عورت
ان کو بیاہ دی۔ ان کی والدہ
حضرت ہاجرہ فوت ہو گئیں۔ اور
اسمٰعیل کی شادی ہو چکی تو وفات کے بعد

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ کی خبرگیری کیلئے آیا کرتے تھے

فَجَاءَ اِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ اِسْمٰعِيْلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهٗ فَلَمْ يَجِدْ اِسْمٰعِيْلَ فَسَالَ اِمْرَأَتَهٗ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا ثُمَّ سَاَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِيْ ضِيْقٍ وَّشِدَّةٍ فَشَكَتْ اِلَيْهِ قَالَ فَاِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقُوْلِيْ لَهٗ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهٖ فَلَمَّا

حضرت ابراہیمؑ اپنے جورو بچے کو دیکھنے آئے۔ اسمٰعیلؑ اس وقت گھر میں نہ تھے انہوں نے ان کی بی بی (اپنی بہو) سے پوچھا: اسمٰعیلؑ کہاں ہیں۔ اس نے کہا روزی کی تلاش میں گئے ہیں ابراہیمؑ نے پوچھا، تمہاری گزران کیسے ہوتی ہے، معاش کا کیا حال ہے کہا بہت بہت بُری بڑی تنگی کی گزران ہے۔ ان سے خوب شکایت کی، ابراہیمؑ نے کہا جب تمہارے خاوند آئیں تو میری طرف سے ان کو سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ ابراہیم یہ کہہ کر وہاں

Marfat.com

جَآءَ اِسْمٰعِيْلُ كَاَنَّهٗ
اَنِسَ شَيْئًا فَقَالَ
هَلْ جَآءَكُمْ مِّنْ
اَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ
جَآءَنَا شَيْخٌ كَذَا
وَكَذَا فَسَاَلَنَا
عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهٗ
وَسَاَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا
فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّا فِيْ جَهْدٍ
وَشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ
اَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ
نَعَمْ اَمَرَنِيْ اَنْ
اَقْرَءَ عَلَيْكَ
السَّلَامَ وَيَقُوْلُ
غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ
قَالَ ذَاكَ اَبِيْ
وَقَدْ اَمَرَنِيْ اَنْ
اُفَارِقَكِ الْحَقِيْ
بِاَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا

سے روانہ ہوئے۔ جب اسمٰعیلؑ
گھر میں آئے تو اپنے باپ
کی خوشبو پائی، بی بی سے پوچھا
کوئی آیا تھا۔ اس نے کہا ہاں
ایک بوڑھا ایسی ایسی شکل کا
آیا تھا۔ اس نے آپ کو پوچھا میں
نے کہہ دیا۔ وہ روزی کی تلاش
میں گئے ہیں، پھر مجھ سے پوچھا،
تمہاری گزران کس طرح ہوتی ہے
میں نے کہا بڑی تکلیف اور
تنگی سے۔ اسمٰعیلؑ نے کہا اور
بھی کچھ انہوں نے کہا، اس نے
کہا، ہاں، تم کو سلام کہا ہے اور
یہ کہا ہے کہ اپنے دروازے کی
دہلیز بدل ڈالو! اسمٰعیلؑ نے کہا وہ
میرے والد تھے۔ انہوں نے
مجھے حکم دیا، میں تجھ کو چھوڑ دوں۔
اب تو اپنے گھر والوں میں چلی
جا۔ اسمٰعیلؑ نے اس کو طلاق

Marfat.com

وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ اُخْرٰی
فَلَبِثَ عَنْهُمْ اِبْرَاهِیْمُ
مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ
اَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ
یَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلٰی
اِمْرَاَتِهٖ فَسَاَلَهَا
عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ
یَبْتَغِیْ لَنَا قَالَ
کَیْفَ اَنْتُمْ وَ
سَاَلَهَا عَنْ عَیْشِهِمْ
وَهَیْئَتِهِمْ فَقَالَتْ
نَحْنُ بِخَیْرٍ وَّاسِعَةٍ
وَاَثْنَتْ عَلَی اللّٰهِ
فَقَالَ مَا طَعَامُكُمْ
قَالَتِ اللَّحْمُ
قَالَ مَا شَرَابُكُمْ
قَالَتِ الْمَآءُ. قَالَ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ
فِی اللَّحْمِ وَالْمَآءِ

دے دی۔ اسمٰعیلؑ نے جرہم کی ایک
دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔
پھر اللہ کو جتنے دنوں منظور تھا۔
ابراہیمؑ اپنے ملک میں ٹھہرے
رہے اس کے بعد پھر آئے، تو
پھر اسمٰعیلؑ گھر پہ نہ ملے۔ وہ
ان کی (دوسری) جورو کے پاس
گئے۔ پوچھا اسمٰعیلؑ کہاں ہیں۔ اس
نے کہا روٹی کمانے کی فکر میں گئے
ہیں۔ ابراہیمؑ نے کہا تمہارا کیا حال ہے
زندگی کیونکر گزرتی ہے، اچھی
تو رہتی ہو اس نے کہا اللہ کا شکر
ہے، ہم خیر و خوبی کے ساتھ گزران
کر رہے ہیں۔ ابراہیمؑ نے پوچھا
تم کھاتے کیا ہو۔
اس نے کہا گوشت، پوچھا
پیتے کیا ہو، اس نے کہا، پانی!
حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی،
یا اللہ ان کے گوشت پانی میں

Marfat.com

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ یَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ کَانَ لَھُمْ دَعَا لَھُمْ فِیْہِ وَقَالَ فَھُمَا لَا یَحُلُّ عَلَیْھِمَا اَحَدٌ بِغَیْرِ مَکَّۃَ اِلَّا لَمْ یُوَافِقَاہُ۔

میں برکت دے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان دنوں مکہ میں اناج کا نام نہ تھا۔ نہیں تو ابراہیمؑ اس میں بھی برکت کی دعا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ خاصیت اللہ نے مکہ ہی میں رکھی ہے۔ اگر دوسرے ملک والے صرف گوشت اور پانی پر گزران کریں تو بیمار ہو جائیں۔

ابراہیمؑ نے کہا چوکھٹ کی حفاظت کرنا

قَالَ فَاِذَا جَآءَ زَوْجُکِ فَاقْرَئِیْ عَلَیْہِ السَّلَامَ وَمُرِیْہِ یُثْبِتْ عَتَبَۃَ بَابِہٖ فَلَمَّا جَآءَ اِسْمٰعِیْلُ قَالَ

حضرت ابراہیمؑ نے (اپنی بیوی سے) کہا، جب تمہارے خاوند آئیں تو میری طرف سے ان کو سلام کہنا، اور یہ کہنا، کہ یہ چوکھٹ بہت عمدہ ہے، اس کو حفاظت سے رکھو! (ابراہیمؑ یہ کہہ کر روانہ ہو گئے۔ جب اسمٰعیل گھر میں

Marfat.com

لَ اَتَاكُمْ مِّنْ
حَدٍ قَالَتْ نَعَمْ
اَتَانَا شَيْخٌ
حَسَنُ الْهَيْئَةِ
وَاَثْنَتْ عَلَيْهِ
فَسَاَلَنِيْ عَنْكَ
فَاَخْبَرْتُهٗ فَسَاَلَنِيْ
كَيْفَ عَيْشُنَا
فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّا بِخَيْرٍ
قَالَ فَاَوْصَاكِ بِشَيْءٍ
قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَأُ
عَلَيْكَ السَّلَامَ
وَيَاْمُرُكَ اَنْ
تُثْبِتَ عَتَبَتَهٗ
بَابِكَ قَالَ
ذَاكَ اَبِيْ وَاَنْتِ
الْعَتَبَةُ اَمَرَنِيْ
اَنْ اُمْسِكَكِ۔

آئے تو باپ کی بھنک پاکر
اپنی بی بی سے پوچھا۔ کوئی آیا
تھا۔ انہوں نے کہا، ہاں ایک
بوڑھے سے خوبصورت سے صاحب
آئے تھے، ابراہیمؑ کی بہت تعریف
کی، تم کو پوچھتے تھے۔ میں نے
کہہ دیا وہ باہر گئے ہیں، انہوں
نے مجھ سے پوچھا تمہاری گزران
کیونکر ہوتی ہے، میں نے کہا،
بہت اچھی طرح۔ اسمٰعیل نے پوچھا
اور بھی کچھ کہا، اس نے کہا ہاں تم
کو سلام کہا ہے۔ اور یہ کہا ہے۔
تمہارے دروازے کی چوکھٹ بہت
عمدہ ہے۔ اس کو حفاظت سے
رکھنا، تب اسمٰعیلؑ نے کہا کہ وہ
میرے والد تھے۔ اور انہوں نے
یہ حکم دیا ہے، کہ میں تجھ کو اپنی
زوجیت میں رہنے دوں۔

(صحیح البخاری۔ کتاب الانبیاء)

Marfat.com

قربانی کی وجہ تسمیہ

خلیل علیہ السلام خدا کی بیمثال قربانی

آزمائش کے بعد دنیا کی امامت کا تاج پہنایا گیا

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ کا خواب

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ط قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ.

(الصّٰفّٰت ۱۰۲، پ۲۳)

جب وہ بھاگنے لگے تو ابراہیمؑ نے کہا اے میرے بچے یقیناً میں نے خواب میں دیکھا بے شک میں آپ کو ذبح کر رہا ہوں۔ بتایئے تیرا کیا خیال ہے اسمٰعیلؑ نے عرض کیا ابا جان آپ کر گزریں جو آپ کو حکم ملا ہے۔ اللہ نے چاہا تو مجھے صابر پائیں گے۔

حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ میں بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ تو خواب کا بیٹے سے ذکر کر کے پوچھا، بیٹا تیرا کیا خیال ہے، بیٹے سے پوچھنے کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں کہ اگر بیٹے نے خوشی سے اپنے آپ کو تعمیل حکم کے لیے پیش کیا تو وہ بھی ثواب کا مستحق ہو جائے گا۔ ورنہ حکمِ خداوندی کی تعمیل تو بہر حال کی جائے گی۔

دوسرا شاید وہ دیکھنا چاہتے ہوں، کہ جس صالح بیٹے کی آرزو کی تھی۔ کیا واقعتاً وہ صالح بیٹا ہے۔ تیسری وجہ ظاہر ہے، کہ خواب کا تعلق بیٹے سے بھی ہے، لہٰذا بیٹے سے پوچھنا مناسب سمجھا۔

باپ بیٹے سے

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ

ابراہیمؑ نے کہا بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں۔ کہ میں تجھے

Marfat.com

اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ط	ذبح کر رہا ہوں۔ اب تو بتا تیرا کیا خیال ہے۔

بیٹا باپ سے

قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝	اسمٰعیلؑ نے عرض کیا ابّا جان جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر ڈالیے۔ آپ انشاءاللہ مجھے صابروں سے پائیں گے۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۲، پ ۲۳)

آدابِ فرزندی کی معراج

حضرت اسمٰعیلؑ کا جواب آدابِ فرزندی کی معراج ہے۔ اسی موقعہ پر علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھاتے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

حضرت خلیلِ خداؑ اپنے فرزندِ ارجمند کو لے کر میدانِ منیٰ کی طرف جا رہے ہیں۔

شیطان کا اضطراب

اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کا عظیم الشّان اور عدیم المثال

مظاہرہ شیطانِ مردود کس طرح دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ شیطان بھاگم بھاگ حضرت ہاجرہ کے پاس گیا اور کہنے لگا اے امِّ اسمٰعیلؑ آپ کا بیٹا کدھر گیا ہے۔ حضرت ہاجرہؓ نے فرمایا وہ اپنے ابّا جان کے ساتھ گیا ہے۔ شیطان نے کہا اے ہاجرہ تجھے خبر نہیں اسے تو ابراہیم ذبح کرنے کے لیے لے گیا ہے۔ حضرت ہاجرہ حیران ہو کر پوچھتی ہیں، کہ کبھی ایسے بھی ہوا ہے، کہ باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرے اور خاص کر اتنے خوبصورت نیک سیرت بیٹے کو؟ اب شیطان نے سوچا شاید میرا داؤ چل جائے گا کہنے لگا اے والدہ اسمٰعیلؑ آج ابراہیمؑ اُسے ضرور ذبح کر دے گا۔ کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ مجھے ایسا کرنے کا خدا نے حکم دے رکھا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے فرمایا اگر اللہ پاک نے ایسے ہی حکم دیا ہے تو جاؤ چلے جاؤ۔ میں اپنے اللہ پر اسی طرح راضی ہوں۔[1]

شیطان ابراہیمؑ کے تعاقب میں

حضرت ہاجرہ سے مایوس ہو کر شیطان جمرہ عقبہ (آج کل جس کو بڑا شیطان کہا جاتا ہے) کے پاس کھڑا ہو کر ابراہیم علیہ السلام کو پھسلانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات پتھر مارے۔

پھر دوسری جگہ جمرہ وسطیٰ کے پاس آخر تیسری دفعہ جمرہ اولیٰ کے پاس شیطان نے آخری کوشش کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تینوں جگہ

---

[1] ابنِ کثیر

سات سات کنکریاں ماریں۔ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں مارنے کو بھی حُجّاج کے لیے شعائر قرار دے دیا۔

ابراہیمؑ کی اپنے رب کے حضور بیمثال قربانی

آج سے ہزاروں سال پیشتر دنیا کے ایک گوشے میں عجیب وغریب واقعہ رونما ہو رہا ہے کہ ایک وادیٔ غیر ذی زرع کے اوپر دو مخلص ترین وجود جمع ہیں۔ باپ کی زبان پر۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ	میں سب کو چھوڑ چھاڑ کر ایک ہی
لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ	ذاتِ کبریا کا ہو گیا ہوں۔ جس نے
وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا	زمین و آسمانوں کو پیدا کیا۔ اور
اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔	میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔

(الانعام ۷۹، پ ۷)

بیٹا آنکھیں موند کر گردن اور چہرہ زمین کے ساتھ لگائے ہوئے بس یہی کہہ جا رہا ہے۔

سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ	آپ انشاء اللہ دیکھیں گے کہ
مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝	میں صابروں میں سے ہوں۔

چشمِ فلک نے وہ نظارہ نہ دیکھا اور نہ دیکھے گا۔

حکمِ الٰہی کی تعمیل میں جناب خلیل الٰہی نے جگر گوشے کو پیشانی کے بل کنکریلی زمین پر لٹایا۔ تاکہ پیارے اور معصوم رُخِ زیبا کو دیکھ کر پدری

Marfat.com

جذبہ استقامت کی راہ میں حائل نہ ہو جائے۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ (الصّٰفّٰت ۳۷ پ ۲۳)

آخر میں جب باپ بیٹے نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیمؑ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔

ہائے جس بیٹے کے لیے مدّتِ مدید دعائیں مانگیں تھیں۔ جس کی خبرگیری کے لیے میلوں سفر کیا تھا۔ اور جس کو ہاجرہؓ نے پیار کی لوریاں دی تھیں۔ اور جس چہرے کو چوم کر اپنے دل کو تنہائی میں تسلی دیا کرتی تھی آج وہی چہرہ مٹی میں لتھڑا ہوا الٹا پڑا ہے۔

حضرت ابراہیم نے بیٹے کو زمین پر لٹا کر یہ ثابت کر دیا کہ اللہ کی رضاجوئی کے لیے ہر چیز قربان کی جا سکتی ہے۔ اور یہی وہ راستہ ہے۔ جس سے آدمی اصل نیکی تک پہنچتا ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

(اٰلِ عمران ۴ پ ۳)

تم نیکی کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک اللہ کی راہ میں وہ چیز خرچ نہ کر ڈالو، جس کو تم بہت عزیز سمجھتے ہو۔ اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

Marfat.com

مقصود امتحان تھا نہ کہ جان

حضرت ابراہیمؑ نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن اللہ کا فضل و کرم اس نے اسمٰعیلؑ کو بچا کر ایک دُنبے کی قربانی قبول کر لی[1] کیونکہ مقصود امتحان تھا نہ کہ جان!

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا — اللہ تعالےٰ کو ان کے خون ا
وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ — اور گوشت کی غرض نہیں، بلکہ
يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ — اسے تو (اخلاص) تقویٰ مطلوب

(الحجّ ۳۷، پ۱۷)

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ — ہم نے آواز دی کہ اے ابرا
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا — تو نے خواب سچا کر دکھایا۔
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى — ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جز
الْمُحْسِنِيْنَ — دیا کرتے ہیں۔
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا — یقیناً ایک کھلی آزمائش تھی
الْمُبِيْنُ وَفَدَيْنٰهُ — اور ہم نے ایک بڑی قربانی
بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ وَتَرَكْنَا — (دنبے کی) دے کر اسمٰعیل کو چھڑ
عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ — لیا۔ اور ہم نے اس کا ذکر خیر ہمیشہ
سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ — پیچھے آنے والوں میں رکھ دیا۔ سلام

---

[1] ابن عباس، ابن کثیر

Marfat.com

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ابراہیمؑ پر۔ ہم نیکی کرنے والے کو ایسی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۴ تا ۱۱۱ پ ۲۳)

بعض لوگوں نے عقل پرستی بلکہ اسرائیلی روایات پرستی کا ثبوت مہیا کرنے کے لیے لکھا کہ چھری کا پھالہ، چھری کے دستے میں مڑ گیا۔ کسی نے کہا نہیں جناب، اسمٰعیلؑ کی گردن ہی تانبے کی بن گئی اور کچھ تو عقل کے آگے لگ کر بھاگنے لگے اور کہا لٹانے کا معنیٰ ہے کہ دونوں خدا کے سامنے جھک گئے۔ حالانکہ قرآن حکیم نے فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ کے الفاظ کہہ کر آگے اس کیفیت کو اہلِ نظر پر چھوڑ دیا ہے۔

ابراہیمؑ کو خدا نے اپنا دوست بنایا

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝

اور اس شخص سے بہتر کس کا طریق زندگی ہو سکتا ہے۔ جس نے اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا۔ اور یکسو ہو کر ابراہیمؑ کے طریقے کی پیروی کی ابراہیم کو اللہ تعالےٰ نے اپنا دوست بنا لیا تھا۔

(النّسآء ۱۲۵، پ ۵)

دنیا کی امامت کا تاج پہنایا گیا

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ط قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝

((البقرۃ ۱۲۴) پ۱

اور جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا۔ اور وہ ان سب میں پورا اتر گیا۔ تو اس کے رب نے فرمایا! میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا، کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ میرا وعدہ ظالموں کے ساتھ نہیں ہے۔

Marfat.com

قربانی تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنّت ہے

فضائل و مسائل

قربانی کے جذبہ کو عام کیجئے

Marfat.com

قربانی کی وجہ تسمیہ

قربانی کا لفظ قربان بروزن سلطان سے نکلا ہے۔ عربی محاورات میں، قربان ہر اس چیز کو کہتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے، جیسا کہ امام ابوبکر جصاص مرحوم نے احکام القرآن میں نقل کیا

والقربان ما یقصد بہ	قربان ہر اُس کام کو کہا جاتا ہے
القرب من رحمۃ اللہ تعالیٰ	جس کا مقصد اللہ کی قربت و رضا
من اعمال البرّ۔	حاصل کرنا ہو۔

لیکن عرف عام میں دسویں ذوالحجہ کو بکرے، دنبے، گائے وغیرہ ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔

قربانی کی ابتدار

جب سے حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ اسی وقت سے لے کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کی رضا کے لیے قربانی کرنا مشروع ہے، جیسا کہ خود اللہ پاک نے قرآنِ حکیم کے اندر واقعۂ قربانی کو بیان فرمایا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ	آپ ان کو آدم علیہ السلام کے
ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ	دو بیٹوں کا واقعہ سنائیں۔ جب
اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا	ان دونوں نے قربانی پیش کی۔

فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ط قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی، اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں کی گئی۔ (جس کی قربانی نہ قبول ہوئی) اس نے کہا دوسرے بھائی کو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے جواب دیا۔ اللہ پاک تو متقی لوگوں کی قربانی قبول کرتا ہے اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے گا، تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ میں اللہ رب العلمین سے ڈرتا ہوں۔

(المآئدہ ۲۸، ۲۹- پ ۶)

ہر اُمّت کیلئے قربانی تھی

اسی طرح اللہ ربّ العزّت نے مسئلہ حج بیان فرماتے ہوئے قربانی کا یوں تذکرہ فرمایا۔ کہ تمام اُمتوں کے لیے قربانی کی۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ

ہر اُمت کے لیے ہم نے قربانی کا طریقہ مقرر کیا تاکہ وہ ان جانوروں

Marfat.com

اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ	پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو عطا کیے ہیں۔ تمہارا اللہ ایک ہے۔ بس اُسی کے تابع دار ہو جاؤ۔ خوشخبری دیجیے عاجزی کرنے والوں کو۔

(الحج ۳۴، پ۱۷)

اُمّت محمّدیہ کے لیئے قربانی

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝	اے نبی مکرمؐ! آپ کہہ دیں کہ میری نماز اور میری قربانی اور جینا اور مرنا صرف اللہ کے لیے ہے۔ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

(الانعام ۱۶۲ پ۸)

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ؕ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝	یقیناً ہم نے آپ کو (دنیا و آخرت کی عظمتیں) اور حوض کوثر عنایت کیا آپ نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں۔

(الکوثر پ۳۰)

Marfat.com

قربانی اللہ تعالےٰ کے شعائر میں سے ہے۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ۔	قربانی کے اونٹ اللہ تعالےٰ کے شعائر (نشانات) میں سے ہیں۔ ان میں تمہارے لیے بہتری ہے۔

(الحجّ ۳۶، پ۱۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

سُنَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ۔	قربانی تمہارے باپ جناب ابراہیمؑ کی سنت ہے۔

صحابہؓ کا استفسار

قالوا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ (ابن ماجہ)	اے اللہ کے رسولؐ! اس سنت سے ہمیں کیا ملے گا فرمایا ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔

نبی اکرمؐ ہر سال قربانی دیا کرتے تھے

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں، نبی اکرمؐ دس سال تک مدینہ طیبہ میں رہے۔ یعنی ہجرت کے بعد پوری زندگی آپ ہر سال قربانی کیا کرتے تھے۔

(ترمذی ابواب الاضاحی)

Marfat.com

حقیقتِ قربانی

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآءُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ط

اللہ کو تمہاری قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے، بلکہ اس کو تمہارا اخلاص (تقویٰ) مقصود ہے۔

(الحجّ ۳۷، پ۱۷)

جذبۂ قربانی کو عام کیجیے۔

یہی وہ جذبہ ہے۔ جس کو ساری زندگی پر نافذ کرنے کی تلقین فرمائی۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اے نبیؐ فرما دیجیے، اگر تمہارے والدین، تمہارے بیٹے، بھائی، بیویاں تمہارے رشتہ دار، وہ مال جو تم نے جمع کیے ہیں اور وہ تجارت جس کے خسارے سے ڈرتے ہو، تمہارے پسندیدہ محلات و مکانات تم کو اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ عزیز ہیں۔ تو تمہیں اللہ کے فیصلہ (عذاب) کا انتظار کرنا چاہیے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں

Marfat.com

اَلْفٰسِقِیْنَ ۝ دیا کرتے۔

(التوبہ ۲۴، پ۱۰)

صحابہ کرامؓ کی زندگی پر جذبہ قربانی کے اثرات

صحابہ کرام فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں مسابقت کیا کرتے تھے۔ جیساکہ تاریخ اسلام کا مشہور و معروف واقعہ حضرتِ عمر فاروقؓ اور جناب ابوبکرؓ صدیق کا واقعہ خیرات میں مسابقت ہے۔ حضرت فاروقؓ خود اپنی کیفیت ذکر کرتے ہیں ایک دفعہ رسولِ مکرمؐ نے ہمیں صدقہ و خیرات کا حکم دیا۔ میرے پاس اس وقت کافی سرمایہ تھا۔ میں نے دل میں یہ بات ٹھان لی کہ جناب ابوبکرؓ ہر دفعہ نیکی میں مجھ سے بڑھ جایا کرتے ہیں۔ آج میں ان کو کسی صورت اپنے سے نیکی میں بڑھنے نہیں دوں گا۔ چنانچہ میں گھر پلٹا اور تمام سرمایہ کا نصف لے کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں پیش کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا۔ اے عمرؓ گھر کتنا مال چھوڑ کر آئے ہو۔ میں نے عرض کیا، اے حبیبؐ خدا! سارے مال میں سے آدھا مال و متاع آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں۔

اس کے بعد جنابِ ابوبکرؓ آئے۔ آپؐ نے دریافت کیا، کہ ابوبکرؓ آپ کتنا مال لائے ہیں۔ یاد رہے کہ حضرتِ صدیقؓ کو جناب فاروقؓ کے جذبات کا کچھ علم نہیں تھا۔ حضرت صدیقؓ عرض کرنے لگے اے اللہ کے پیغمبرؐ میں تو صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔ باقی دنیا کا مال

تو آپ کی خدمت میں حاضر ۔۔

جنابِ فاروق رضؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حتمی طور پر تسلیم کر لیا کہ عمرؓ تو ساری زندگی نیکیوں میں ابوبکرؓ سے بڑھ نہیں سکتا۔

صحابہؓ کے ایثار کا عجیب واقعہ

غور فرمایئے، جس ملّت کے بزرگوں کے ایثار و قربانی کا یہ حال ہو۔ وہاں عام کارکنوں کی کیفیت کیا ہوگی۔ انہیں جذبات کا اثر تھا۔ کہ صدقہ وخیرات کا اعلان سنتے ہی ایک صحابی گھر جانے کی بجائے سیدھا ایک یہودی کے پاس پہنچتا ہے۔ ساری رات کنواں چلا چلا کر پانی یہودی کے پودوں کو دیتا رہا۔ صبح کو تقریباً چار کلو کھجوریں ملیں۔ آدھی گھر میں بچوں کی بھوک بجھانے کے لیے اور آدھی نبی رحمت کی خدمت میں پیش فرما دیں۔

اور ساتھ ہی پورا ماجرا ذکر کیا۔ [1]

صحابہؓ کی آپس میں ایثار و قربانی

حضرت ابوجہیمؓ بن حذیفہ فرماتے ہیں۔ جنگ یرموک میں، میں اپنے چچا زاد بھائی کی تلاش میں نکلا۔ اور ساتھ ہی میں نے پانی کا مشکیزہ بھر لیا شاید بھائی یا کسی غازی کو پانی کی ضرورت ہو۔ جونہی میں نے دیکھا۔ میرا چچا زاد بھائی خون میں لت پت تڑپ رہا ہے۔ میں نے پانی پلانا چاہا۔ اچانک ایک اور زخمی مجاہد کی آواز آئی "پانی" امیر سے چچازاد نے مجھے اشارہ کیا، کہ پانی پہلے اس

---

[1] سیرت صحابہؓ

Marfat.com

کو پلایا جائے۔ جب میں اس زخمی مجاہد کے پاس پہنچا تو دفعۃً تیسری طرف سے "پانی" کی آواز سنائی دی۔ اس مجاہد نے بھی پہلے کی طرح تیسرے کی طرف بھیج دیا۔ جب میں تیسرے غازی کے پاس پہنچا تو وہ شہید ہو چکا تھا۔ میں پلٹ کر دوسرے کے پاس آیا تو اس نے بھی اپنی جان خدا کے حوالے کر دی تھی۔ میں دوڑتا ہوا اپنے بھائی کے پاس آیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا سے کوچ کر چکے ہیں۔ یہی تو وہ جذبہ قربانی ہے جس کی تعریف کی گئی۔

وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ	کہ اللہ کے بندے اپنی ضرورت کے
وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ	باوجود دوسرے کی ضرورت کو ترجیح
وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ	دیتے ہیں اپنی جان کو بخل سے بچانے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝	والے ہی کامیاب ہوں گے

(الحشر ۹، پ ۲۸)

نیّت قربانی

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ	میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس
لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ	ذاتِ کبریا کی طرف کر لیا ہے۔ جس
وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا	نے زمین و آسمانوں کو پیدا کیا۔ اور
وَّمَآ اَنَا مِنَ	میرا مشرکوں کے ساتھ کوئی تعلق
الْمُشْرِكِیْنَ۔	نہیں۔

Marfat.com

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ	یقیناً میری نماز اور میری قر
وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ	اور میری زندگی اور موت اللہ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝	رب العلمین کے لیے ہے۔
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ	اس کا کوئی شریک نہیں اس سے
اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ	مجھے اطاعت کا حکم دے رکھا ہے
الْمُسْلِمِیْنَ ۝	اور میں اطاعت گزاروں میں ہو

(الانعام، ۱۶۲، ۱۶۳، پ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی الفاظ کہے:

ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ	اے اللہ میری طرف سے اور
یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ ۔	میری امت کے اس شخص کی طرف
(مشکوٰۃ و ترمذی)	جس نے قربانی نہیں کی۔

آخر میں بسم اللہ واللہ اکبر۔

یاد رہے کہ پوری بسم اللہ پڑھنا نبی اکرمؐ سے ثابت نہیں۔ اسی لیے بس اتنے ہی الفاظ کہنے چاہئیں۔ اس میں بڑی حکمت پنہاں ہے۔

قربانی کے متفرق مسائل

میّت کی طرف سے قربانی

حضرت علیؓ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیّت فرمائی کہ میں آپ کے بعد آپ کی طرف سے قربانی کرتا رہوں۔ اس لیے

Marfat.com

میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

قربانی کرنے والا حجامت نہ کروائے

ام سلمہؓ کہتی ہیں، حضورؐ نے فرمایا جب قربانی کا عشرہ شروع ہو تو تم میں سے جس نے قربانی کرنی ہے وہ اپنے بال ناخن نہ کاٹے۔ (مسلم)

عام طور پر مشہور ہے کہ جو بھی اس عشرہ میں بال نہیں کٹوائے گا۔ اس کو ثواب ملے گا۔ ہو سکتا ہے۔ نیت پر ثواب مل جائے۔ بظاہر ایسی کوئی دلیل نہیں ہے کہ قربانی نہ کرنے والا بھی بال نہ کٹوائے۔

ایک قربانی پورے گھر کی طرف سے کافی ہے

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھا خریدنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کے لیے کالا سیاہ مینڈھا لایا گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا عائشہؓ چھری پر تیز کر کے چھری لاؤ، میں نے چھری پیش کی، نبی اکرمؐ نے مینڈھے کو زمین پر لٹایا، اور یہ الفاظ ادا فرما کر ذبح کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ۔

یا اللہ قبول فرما محمدؐ اور آلِ محمدؐ اور امت کی طرف سے

(مسلم)

اس حدیث سے یہ نتیجہ محدثین نے اخذ کیا کہ ایک قربانی سارے گھر کی طرف سے کافی ہے۔

قربانی کا جانور بے داغ ہونا چاہیئے

حضرت براء بن عازبؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کیسا جانور ذبح نہیں کرنا چاہیئے۔ آپؐ نے لنگڑا، کانا، بیمار بالکل کمزور لاغر بھی ذبح نہ کرنے کا حکم دیا۔ یعنی ایسا جانور جس کا ظاہری عیب نظر آ رہا ہو۔ اس کو بالکل قربانی نہیں کرنا چاہیئے۔ (مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ)

وقت قربانی اہلِ خانہ کا ہونا

خادمِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ کہتے ہیں، میں نے خود دیکھا بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے ایک مینڈھے کو ذبح فرما رہے ہیں جب کہ آپ کا پاؤں جانور کے پہلو کے اوپر تھا۔ اور آپ چھری پھیرے جا رہے تھے۔ (بخاری شریف)

عورت کا بھی اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا جائز ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اپنی بیٹیوں سے کہا کرتے تھے، قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کیا کرو۔ (بخاری کتاب الاضاحی)

Marfat.com

قربانی کے ایّام میں سب سے افضل عمل

قربانی کے ایّام میں سب سے زیادہ پیارا عمل اللہ پاک کے نزدیک خون بہانا (قربانی کرنا) ہے قربانی کا جانور قیامت کے روز اپنے سینگوں بالوں اور کھروں سمیت آئے گا (یعنی ترازو میں وزن ہوگا) قربانی کا خون گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں قبولیت ہو جاتی ہے۔ (بشرطیکہ خلوص پر مبنی ہو) اس لیے چاہیئے کہ قربانی خوشی سے کیجیے: (ترغیب) ابن ماجہ

قربانیوں کو موٹا کرو

صحیح بخاری کتاب الاضاحی میں موجود ہے، صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ میں اپنی قربانیوں کو خوب موٹا کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

(قربانی کے جانور کو خوب خوراک کھلانا پلانا تاکہ خوبصورت اور موٹا ہو جائے)

پہلے نماز پھر قربانی

حضرت جندب رضؓ بن سفیان کہتے ہیں کہ میں عید کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں نے نماز سے پہلے قربانیاں کر لیں ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی کی ہے وہ اور قربانی کرے اور جس نے ابھی تک نہیں کی۔ وہ اللہ کا نام لے کر قربانی ذبح کرے۔ (صحیح البخاری)

Marfat.com

(جیسا کہ ہم نے ذبح کرنے کے الفاظ بتادیئے ہیں)

نماز سے پہلے قربانی قبول نہیں

حضرت براءؓ کہتے ہیں میرے ماموں ابو بردہ نے نماز سے پہلے قربانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو عام گوشت ہوا، قربانی نہیں ہوئی۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے اگر آدمی کسی وجہ سے اجتماعی نماز عید سے رہ جائے تو اس کو نماز پڑھ کر قربانی کرنی چاہیئے۔

قربانی سنّت ہے

امام بخاری رحؒ نے کتاب الاضاحی یعنی بخاری میں یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں

قَالَ ابْنُ عُمَرَ هِيَ سُنَّةٌ مَعْرُوفَةٌ۔ ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے قربانی تو مشہور و معروف سنّت ہے۔

گائے اونٹ میں حصہ داری

ابن عباسؓ کہتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ دوران سفر قربانی کے دن آگئے اور ہم نے قربانیاں کیں۔ تو ہم گائے میں سات حصّہ دار بنے اور اونٹ میں دس آدمی۔ (نسائی)

Marfat.com

تکبیرات

نبی اکرمؐ نے ۹ ذوالحجہ سے تیرھویں تاریخ تک تکبیرات کہنے کا حکم دیا ہے آدمی ہر وقت بھی پڑھ سکتا ہے تاہم ہر نماز کے بعد ضرور پڑھنی چاہئیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر

اللہ اکبر وللہ الحمد ط

ان تکبیرات کو عیدگاہ کی طرف جانے اور آنے کے وقت بھی باآواز بلند پڑھتا ہیئے۔ (بخاری)

(بحوالہ خطبات اسلامی جلد ۱)

Marfat.com

حضرت اسحٰق علیہ السلام

کی

ولادت باسعادت

حضرت اسحٰقؑ کو اللہ نے بڑی برکات سے نوازا

آپؑ کی آخری آرام گاہ

Marfat.com

حضرت اسحٰقؑ کی ولادت

تمام مورخین نے تحریر فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دی گئی تو آپؑ کی عمر سو سال اور آپؑ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہؑ کی عمر نوّے سال کی تھی۔ قرآن مجید نے ولادتِ اسحٰقؑ کے سلسلہ میں متعدد مقامات پر ذکر فرمایا۔ فرشتے انسانوں کی شکل میں جناب خلیل علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ان کی ضیافت کے طور پر ایک بچھڑا بھون کر لائے لیکن یہ انسانی شکل میں آنے والے ملائکہ کھانے کی طرف متوجہ نہ ہوئے، تب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آپ میں ایک خوف سا محسوس کیا۔ حضرت ابراہیم کی یہ کیفیت دیکھ کر فرشتوں نے فوراً اصل حقائق سامنے رکھ دیئے اور ساتھ ہی جناب اسحاقؑ کی خوشخبری دی اور اسکے بعد ہی پوتے کی خبر بھی سنا دی۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ	جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس
رُسُلُنَآ اِبْرَاهِيْمَ	ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر پہنچے
بِالْبُشْرٰى قَالُوْا	تو فرشتوں نے عرض کیا۔ اے ابراہیمؑ
سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ	آپ پر سلام ہو۔ ابراہیمؑ نے جواب
فَمَا لَبِثَ اَنْ	میں کہا تم پر بھی سلام ہو۔ پھر کچھ دیر
جَآءَ بِعِجْلٍ	نہ لگائی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا ضیافت
حَنِيْذٍ ؕ	کے لیے لے آئے

Marfat.com

فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ط قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَا اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ۔

مگر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے۔ تو وہ ان سے مشتبہ ہو گئے اور دل میں ان سے خوف محسوس کیا، فرشتوں نے کہا آپ ڈریں نہیں، ہم تو قوم لوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

(ھود ۶۹، ۷۰، پ۱۲)

بشارت سُن کر حضرت سارہؑ مُسکرائیں

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ۔ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ

اور آپ کی بیوی (آپ کے) پاس کھڑی تھی۔ وہ یہ سُن کر ہنس پڑیں، پھر ہم نے اس کو اسحٰقؑ اور اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ کی خوشخبری سُنائی۔ وہ بولی اُف! کیا اب میرے ہاں بچہ ہوگا۔ جب کہ میں نہایت بوڑھی ہو چکی ہوں۔ اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہو چکا ہے۔ یہ

Marfat.com

عَجِيْبٌ ۝

تو عجیب بات ہے۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

فرشتوں نے کہا۔ کیا اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب کرتی ہو۔ اے ابراہیمؑ کے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ یقیناً اللہ نہایت تعریف والا اور بلند شان کا مالک ہے۔

(ھود ۷۱، ۷۲، ۷۳، پ۱۲)

ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانان گرامی

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝

اے نبیؐ! آپ ان کو ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کا واقعہ سنائیں۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝

جب وہ آئے ابراہیمؑ کے پاس اور کہا، سلام ہو تم پر! تو ابراہیمؑ نے کہا، ہمیں تو آپ سے ڈر لگتا ہے۔ فرشتے کہنے لگے، آپ ڈریں نہیں! ہم آپ کو ذی علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

Marfat.com

قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ الْکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝

ابراہیم فرمانے لگے۔ کیا آپ اس بڑھاپے میں مجھے اولاد کی بشارت دے رہے ہیں۔ یہ کیسی بشارت دے رہے ہو۔

(الحجر ۵۱ تا ۵۴، پ ۱۴)

اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے

قَالُوْا بَشَّرْنٰکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ ۝

فرشتے کہنے لگے، ہم آپ کو برحق خوشخبری دے رہے ہیں۔ آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے

قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ۝

ابراہیم نے کہا۔ اپنے رب کی رحمت سے تو گمراہ لوگ ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔

(الحجر ۵۵، ۵۶، پ ۱۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اظہارِ تفصیل کے لیے سوال کیا تھا۔ ورنہ وہ تو اپنے ربّ کی رحمت سے مایوس نہیں تھے۔ بلکہ ربّ کی رحمت سے مایوس تو صرف گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ نبی تو اسباب کی ناپیدگی کے باوجود اپنے رب کی رحمت پر بھرپور بھروسہ کرنے والا ہوتا ہے۔

دوسرا اس واقع میں یہ بتانا مقصود ہے۔ اے اہلِ مکہ یہ حقیقت

Marfat.com

جان لو تم فرشتوں کے نزول کا مطالبہ کرتے ہو، کہ فرشتے آکر اس نبی کی تائید کریں، تب ہم غور کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یاد رکھو فرشتے یا تو کسی کے لیے رحمت لے کر آتے ہیں، یا زحمت! تم سوچ لو تم کس چیز کے مستحق ہو؟ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ بغیر اسباب کے سب کچھ کر سکتا ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے ہاں اولاد کے بظاہر اسباب نہیں تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو بچے عنایت فرمائے۔ اسی طرح حالات نامساعد ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ پاک اپنے دین کو ضرور بر ضرور سرفراز فرمائے گا۔ اللہ اسباب کا پابند نہیں۔ اسباب اللہ کے حکم کے پابند ہیں۔

وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝	(فرشتوں) نے اسے (ابراہیمؑ کو) ایک علم والے بچے کی بشارت دی۔
فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۝	یہ سن کر اس کی بیوی چلاتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے اپنا منہ ڈھانپ لیا۔ اور کہنے لگی بوڑھی بانجھ کو (اولاد ہوگی)
قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝	فرشتوں نے کہا، یہی کچھ تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ یقیناً وہ حکیم اور سب کچھ جانتا ہے۔

(الذّاریات ۲۸، ۲۹، ۳۰۔ پ ۲۷)

Marfat.com

حضرت اسحٰقؑ کا قیام

جس طرح ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے تبلیغ دین کے لیے مراکز قائم فرمائے، حضرت لوط علیہ السلام کو شرق اردن اور حضرت ذبیح علیہ السلام کو حجاز مقدس اور جناب اسحٰق علیہ السلام جب بڑے ہوئے تو ان کو شام و فلسطین میں تعینات فرمایا۔

حضرت اسحٰقؑ کی وفات پُر ملال

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ شام میں پیدا ہوئے اور ایک سو اسّی سال کی عمر میں وصال فرمایا مقام حبرون (شام) میں آپؑ کی آخری آرام گاہ ہے [1]

حضرت اسحٰق علیہ السلام کی سیرت طیّبہ کے چند پہلو قرآن حکیم نے ذکر فرمائے، سورۃ انبیا میں ارشاد فرمایا، ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا۔ اور وہ ہمارے حکم سے لوگوں کی راہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ مزید ارشاد ہوا۔ کہ ہم نے ان کی طرف وحی کی جس میں ہدایت کی گئی کہ نیکی کے کام کریں۔ نماز اور زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ آخر میں ارشاد فرمایا۔ وہ ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰق

---

[1] بحوالہ انبیائے قرآن)

Marfat.com

وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ط	عطا کیا۔ اور یعقوب اس
وَكُلًّا جَعَلْنَا	پر مزید اور ہر ایک کو ہم نے
صٰلِحِيْنَ ۝	صالح بنایا۔
وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً	اور ہم نے ان کو امام بنایا۔ جو
يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا	ہمارے حکم سے رہنمائی کیا
وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ	کرتے تھے اور ہم نے انہیں
فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ	وحی کے ذریعے نیک کاموں
الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ	کی اور نماز زکوٰۃ ادا کرنے کی
الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا	ہدایت کی اور وہ ہمارے عبادت
لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝	گذار بندے تھے۔

(الانبیآء، ۷۲-۷۳، پ۱۷)

حضرت اسحٰقؑ کو اللہ نے بڑی برکت دی

اللہ تعالےٰ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے اسحٰقؑ کو بہت زیادہ برکت عنایت فرمائی۔ حضرت اسماعیل کو چھوڑ کر، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰ تک جتنے انبیاء تشریف لائے وہ سب کے سب اسرائیل انبیاء تھے، اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا اور جناب یعقوبؑ حضرت اسحٰقؑ کے صاحبزادے اور نبی تھے۔

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى	اور ہم نے اُسے (ابراہیمؑ کو) اور

Marfat.com

اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ	اسحٰقؑ کو برکت دی دونوں کی
ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ	اولاد میں کوئی نیک ہوگا۔
وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ	اور کوئی اپنی جان پر صاف صاف
مُبِيْنٌ ۝	ظلم کرنے والا ہوگا۔ (بد)

(الصّٰفّٰت ۱۱۳، پ۲۳)

حضرت اسحاقؑ کو اللہ نے عزت و عظمت سے نوازا

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَا	ہمارے بندوں ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَ	اور یعقوبؑ کو یاد کرو۔ جو ہاتھوں
يَعْقُوْبَ اُولِي	والے اور آنکھوں والے (عمل اور
الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝	صاحب معرفت تھے۔
اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ	ہم نے ان کو ایک خاص گھر
ذِكْرَى الدَّارِ ۝	(آخرت) سے ممتاز فرمایا تھا۔
وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ	وہ ہمارے نزدیک منتخب اور
الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝	نیک لوگوں میں سے تھے۔

(صٓ ۴۵ تا ۴۷، پ۲۳)

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام کا فرشتوں سے استفسار کرنا

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرشتوں سے گفتگو کا اس طرح ذکر کیا گیا۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ	ابراہیمؑ نے فرشتوں سے پوچھا
اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝	آپ کس مہم پر ہیں۔
قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ	انہوں نے کہا، ایک مجرم قوم
اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝	کی طرف بھیجے گئے ہیں۔
لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً	اس لیے کہ ہم ان پر پکی ہوئی
مِّنْ طِيْنٍ ۝	مٹی کے پتھر برسائیں۔
مُّسَوَّمَةً عِنْدَ	جو آپ کے رب کے نزدیک
رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ	نشان زدہ ہیں، ایسی قوم کے
.....	لیے جو حد سے گزر جانے والی ہے۔

(الذّاریٰت، ۳۱ تا ۳۴، پ ۲۷)

یعنی اس قوم پر اللہ کو اتنی سخت ناراضی ہوئی، عذاب ایسا کہ ہر پتھر کے اوپر مجرم کا نام لکھا ہوا تھا۔ کہ تو نے فلاں مجرم کی سرکوبی کرنا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ نے کہا وہاں تو لوطؑ ہیں

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اور جب ہمارے ملائکہ ابراہیمؑ
اِبْرَاهِيْمَ بِالْبُشْرٰى کے پاس آئے، بشارت لے
قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا کر، تو انہوں نے اس سے کہا
اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ کہ ہم اس بستی کو تباہ و برباد
اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا کرنے کے لیے آئے ہیں کیونکہ
ظٰلِمِيْنَ ۝ اس میں بہت ظالم لوگ رہتے
قَالَ اِنَّ فِيْهَا ابراہیمؑ کہنے لگے اس بستی میں
لُوْطًا ؕ قَالُوْا تو لوطؑ بھی ہیں، فرشتوں نے
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہاں کون
فِيْهَا ؕ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ رہتا ہے۔ ہم لوطؑ کو اور اس کے گھر
اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ والوں کو سوائے اس کی بیوی کے
كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ یں گے۔

(العنکبوت ۳۱، ۳۲۔ پ۲۱)

فرشتوں نے عرض کیا اب جانے بھی دیجئے

جب ابراہیمؑ کا ڈر دور ہوا، تو انہوں نے فرشتوں سے قوم لو
کے بارے میں تکرار شروع کیا۔

Marfat.com

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَ جَاءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ۝ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۝

(اولاد کی) خوشخبری سے جب ابراہیم کی گھبراہٹ دور ہوگئی۔ تو وہ قوم لوطؑ کے معاملہ میں ہمارے ساتھ جھگڑنے لگا۔ کیونکہ ابراہیم حلیم نہایت رقیق القلب اور ہر حال میں وہ ہماری طرف رجوع کرنے والا تھا۔ فرشتوں نے کہا اے ابراہیمؑ! اس بات کو جانے دیجئے۔ بس اب تمہارے رب کا حکم آچکا ہے۔ اب ان پر عذاب آکر رہے گا۔ جو کسی کے ٹالنے سے ٹل نہیں سکتا (یعنی دنیا کی کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی)

(ھود ۷۴ تا ۷۶، پ۱۲)

Marfat.com

حضرت لوطؑ کے حالات و واقعات

ڈاکو اور بے حیا قوم

خدا کا عذاب شمشیرِ عدل کی طرح

تمام رشتے کاٹ دیتا ہے

Marfat.com

حضرت لوطؑ کے حالات اور واقعات

حضرت لوط علیہ السلام جناب ابراہیم کے بھتیجے تھے آپ نے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تائید فرمائی۔ جب کہ عوام اور حکومت نے متفقہ فیصلہ کر کے آپ کو آگ میں جھونک دیا تھا اللہ پاک نے آپ کو صحیح وسالم آگ سے نکالا تو کوئی بھی ایمان نہ لایا، سوائے لوط علیہ السلام کے۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ	لوط علیہ السلام کے سوا ابراہیمؑ پر
اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ	کوئی ایمان نہ لایا۔ اور کہا ابراہیمؑ
اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ	نے میں اللہ کی طرف ہجرت
الْحَكِیْمُ۔	کر رہا ہوں، یقیناً وہ عزیز حکیم ہے۔

(العنکبوت ۲۶ پ ۲۰)

مقامِ پیدائش

حضرت لوط علیہ السلام عراق کے قدیم ترین شہر اُر میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے یہی شہر جناب خلیل علیہ السلام کا مولد ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کرنے والے حضرت لوطؑ تھے۔ آپ پہلے حاران پھر مختلف مقامات میں ٹھہرے بالآخر جناب ابراہیمؑ نے جب مختلف ممالک میں تبلیغی مرکز قائم کیے تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اندرون حجاز حضرت اسحاق کو فلسطین وشام میں اور جناب لوط علیہ السلام کو شرقِ اُردن

Marfat.com

میں تعینات فرمایا۔ اس وقت حضرت لوط علیہ السلام منصب نبوت سے سرفراز ہو چکے تھے۔

وَلُوطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا۔	اور لوط علیہ السلام کو ہم نے علم و حکم عطا کیا۔
وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ	اور ہم نے لوط علیہ السلام کو اپنی رحمت کی آغوش میں لیا۔ یقیناً وہ صالحین میں سے ہے۔

(الانبیآء ۷۴، ۷۵، پ۱۷)

حضرت لوطؑ کا قوم سے پہلا خطاب

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝	قوم لوطؑ نے پیغمبروں کی تکذیب کی۔
اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝	جب ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا، تم کیوں نہیں ڈرتے۔
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝	میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝	تم خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

(الشعرآء ۱۶۰ تا ۱۶۳ پ۱۹)

(امانت دار) یعنی میں تم کو ٹھیک ٹھیک اپنے رب کے پیغامات پہنچا رہا ہوں۔

حضرت لوط علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں اس کام کے بدلے تم سے کوئی لالچ نہیں رکھتا، یعنی میں تو صرف تمہاری اصلاح چاہتا ہوں۔ تاکہ تم پر اللہ راضی ہو جائے۔

ہر نبی بلا معاوضہ ہی کام کیا کرتا تھا۔ جیسا کہ ہم نے کتاب کی ابتداء میں ذکر کر دیا ہے۔

وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	میں تم سے اس کام کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، بلکہ میرا معاوضہ تو اللہ کے ہاں ہے۔

قومِ لوط علیہ السلام کے جرائم بدفعل قوم

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝	تم ہی پوری دنیا میں لڑکوں کی طرف مائل ہونے والے ہو۔
وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝	اور تمہارے پروردگار نے تمہارے لیے عورتیں (بیویاں) پیدا کی ہیں۔ تم ان کو چھوڑ دیتے ہو (لڑکوں سے حاجت پوری کرتے ہو۔) حقیقت تو یہ ہے کہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔

(الشعرآء ۱۶۵، ۱۶۶ پ ۱۹)

Marfat.com

انبیاء کی تکذیب

اس کے ساتھ ہی انبیاء اور ان کے مشن کی تکذیب بھی کرنے والے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے ان کے جرم کا یوں ذکر کیا۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

قوم لوط علیہ السلام نے نبیوں کو جھٹلا دیا۔

بدکردار قوم

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝

تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔ حقیقت ہے کہ تم بالکل حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔

(الاعراف ۸۱ پ ۸)

گندے لوگ

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ

اور ہم نے لوط علیہ السلام کو اس بستی سے نجات دی، جس بستی کے لوگ گندے کام کرتے تھے۔ درحقیقت وہ بڑی ہی بری اور

فٰسِقِیْنَ ۝ فاسق قوم تھی۔

(الانبیاء ۷۴، پ۱۷)

ڈاکو قوم

اَئِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ	تم مردوں کے پاس جاتے ہو
وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ وَتَاْتُوْنَ	اور ڈاکہ زن ہو اور اپنی مجالس
فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ فَمَا کَانَ جَوَابَ	میں بُرے کام کرتے ہو۔ اس قوم
قَوْمِہٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا	کے پاس صرف یہ جواب تھا کہ
بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتَ مِنَ	لے آ اللہ کا عذاب اگر تو سچا
الصّٰدِقِیْنَ۔	ہے۔

(العنکبوت ۲۹، پ۲۰)

دنیا میں پہلی بے حیائی

قرآن حکیم سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ اس فعل قبیح کا آغاز ہی اس قوم نے کیا۔ اس سے پہلے نہ کسی کو یہ فعلِ بد معلوم تھا اور نہ ہی کوئی قوم اس جرم کی مرتکب ہوئی۔ چنانچہ لوط علیہ السلام نے سمجھایا۔

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَۃَ مَا	تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو تم
سَبَقَکُمْ بِھَا مِنْ اَحَدٍ	سے پہلے پوری دنیا میں کسی نے
مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝	نہیں کی۔

حضرت لوطؑ کی بیزاری

قَالَ اِنِّیْ	جناب لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ
لِعَمَلِکُمْ مِّنَ	میں تمہارے کام سے دشمنی رکھنے
الْقَالِیْنَ ۝	والا ہوں۔

(الشعرآء ۱۶۸ پ۱۹)

یعنی تمہاری دھمکیوں سے مَیں نہیں ڈرتا۔ میں تمہارے سامنے تمہاری حرکات کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔

قوم کا ردِّ عمل

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ	کہنے لگے ان لوگوں کو اپنی
قَرْیَتِکُمْ اِنَّهُمْ	بستی سے نکال دو، یہ بڑے
اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ۝	پاک باز بنتے ہیں۔

(الاعراف ۸۲، پ۸)

قوم کا ظالمانہ مذاق

قَالُوْا ائْتِنَا بِعَذَابِ	کہنے لگے اے لوط اگر تم سچے
اللّٰهِ اِنْ کُنْتَ مِنَ	ہو تو اللہ کا عذاب ہم پر
الصّٰدِقِیْنَ ۝	لے آؤ۔

عنکبوت ۲۹، پ۲۰

Marfat.com

لوطؑ کی اپنے ربّ سے آرزو

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ	لوطؑ نے عرض کیا اے میرے
عَلَی الْقَوْمِ	رب قوم مفسد کے مقابلے میں
الْمُفْسِدِیْنَ ۝	میری مدد فرما۔

(العنکبوت ۳۰، پ۲۱)

رَبِّ نَجِّنِیْ	اے میرے پروردگار مجھے اور میرے
وَاَهْلِیْ مِمَّا	اہل کو ان کے کاموں کے (وبال
یَعْمَلُوْنَ ۝	سے نجات دے۔

(الشعرآء ۱۶۹، پ۱۹)

عذاب کے لیے فرشتوں کا آنا

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے برخلاف بددعا قبول ہوئی آپ کی بددعا کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو اس بستی کے تباہ کرنے کا حکم دیا، مفسرین نے تحریر فرمایا، فرشتے نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل شکلوں میں نمودار ہوئے۔

فرشتوں کی لوطؑ کے پاس آمد

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ	پھر جب فرشتے لوط علیہ السلام

لُوْطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ کے پاس آئے۔

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ تو اس نے کہا آپ لوگ تو اجنبی معلوم ہوتے ہیں۔

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ انہوں نے کہا نہیں ہم وہ چیز لے کر آئے ہیں، جس میں یہ لوگ شک کرتے تھے۔

وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ ہم تجھ سے سچ کہتے ہیں اور ہم حق کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں۔

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝ لہذا اب تم کچھ رات رہتے ہوئے اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جاؤ اور خود ان کے پیچھے چلو۔ تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے۔ پس سیدھے چلتے جاؤ جدھر کا تم کو حکم دیا گیا ہے۔

وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝ اور ہم نے اس کو اپنا فیصلہ سُنا دیا۔ کہ صبح ہوتے ہی ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔

الحجر ۶۱ تا ۶۶، پ ۱۴

قومِ لوطؑ دوڑتی ہوئی آئی

وَجَآءَ اَهْلُ	اور شہر کے لوگ خوشی کے مارے
الْمَدِيْنَةِ	دوڑتے ہوئے، لوطؑ کے گھر
يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝	چڑھ آئے۔
قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ	لوطؑ نے کہا، یہ تو میرے مہمان
ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ	ہیں، میری بے عزّتی نہ کرو۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا	اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل
تُخْزُوْنِ ۝	نہ کرو۔

قوم کا جواب

قَالُوْٓا اَوَلَمْ	وہ بولے کیا ہم نے بار بار تم
نَنْهَكَ عَنِ	کو منع نہیں کیا کہ دنیا کے ٹھیکے
الْعٰلَمِيْنَ ۝	دار نہ بنو۔
قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ	فرمایا اگر تم باز نہیں آتے تو
اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝	میری بیٹیاں موجود ہیں۔
لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ	تیری جان کی قسم اے نبیؐ! اس
لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ	وقت ان پر نشہ چڑھا ہوا تھا۔ جس
يَعْمَهُوْنَ ۝	میں وہ اندھے ہو چکے تھے۔

Marfat.com

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ قَالَ یٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ؕ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ۝

اور آپ کی قوم کے لوگ بے ساختگی کے عالم میں دوڑتے ہوئے آپ کے گھر کی طرف آئے۔ اور وہ پہلے ہی بدکاریوں کے عادی تھے۔ لوطؑ نے فرمایا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں۔ یہ تمہارے لیے پاکیزہ ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی شریف آدمی نہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ تو جانتا ہے، تیری بیٹیوں میں ہماری کوئی دلچسپی نہیں۔ اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت لوطؑ مہمانوں کی آمد پر پریشان ہو گئے

وَلَمَّا جَآءَتْ	جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے
رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ	پاس پہنچے، فرشتوں کی آمد سے
بِهِمْ وَضَاقَ	بہت گھبرا گئے۔ اور دل میں
بِهِمْ ذَرْعًا وَّ	تنگی محسوس کی۔ پھر کہنے لگے کہ
قَالَ هٰذَا يَوْمٌ	لوطؑ کہ آج کے دن بڑی مصیبت
عَصِيْبٌ ۝	ہے۔
قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ	لوطؑ نے کہا کاش میرے پاس
بِكُمْ قُوَّةً اَوْ	اتنی طاقت ہوتی۔ کہ تمہیں سیدھا
اٰوِیْٓ اِلٰى رُكْنٍ	کر دیتا۔ یا کوئی مضبوط سہارا ہوتا۔
شَدِيْدٍ ۝	جس کی پناہ میں چلا جاتا۔

ھود، ۷۷ تا ۸۰، پ۱۲

حافظ ابن کثیرؒ نے پ۱۲ آیت ۸۱، کے حوالے سے تحریر فرمایا، کہ جب فرشتے حضرت لوطؑ کے پاس آئے تو اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا آج رات ہم آپ کے پاس مہمان ہیں حضرت لوطؑ بوجہ وضع داری اور شرم وحیا کے انکار نہ کر سکے تاہم گھبراتے ہوئے انہوں نے رستہ میں اپنی مجبوری اور قوم کی بدکرداری کا اس انداز سے ذکر کیا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمانے لگے۔ ہائے افسوس میری قوم تمام مخلوق سے بدتر ہو چکی ہے۔ گھر پہنچے تو آپ کی

Marfat.com

بڑھیا بیوی نے آنکھیں بچا کر چھت پر کھڑے ہو کر کپڑا ہلایا تو قوم دوڑتی ہوئی آ
اور جناب لوط علیہ السلام کے گھر کا گھراؤ کر لیا اور مہمانوں کی برآمدگی کا مطالبہ
کرنے لگے بعض مؤرخین نے لکھا ہے دروازہ توڑنے لگے۔ تب پیغمبر خدا حضرت
لوط علیہ السلام بے حد و حساب پریشان ہو کر کہنے لگے۔ کاش آج میرے پاس
قوت ہوتی یا کوئی سہارا ہوتا۔

فرشتے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں

قرآن مجید کے سیاق و سباق سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے
کہ جب فرشتے جناب لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو اللہ کے نبی
لوطؑ کو کچھ خبر نہ تھی، کہ فرشتے ہیں یا کہ عام مہمان ہیں جو لڑکوں کی شکل
صورت میں آئے! ورنہ وہ کسی صورت میں یہ نہ کہتے کہ مجھے مہمانوں
میں ذلیل نہ کرو۔ میری بیٹیاں حاضر ہیں، گو اس جملے کے دو مفہوم
بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ نبی بحیثیت باپ کے ہوتا ہے۔ اس
منصب کی بنا پر جناب لوط علیہ السلام نے قوم کی بیٹیوں کو پیش کیا۔ کہ
جو تمہارے گھر میں پہلے موجود ہیں۔ وہ بھی تو میری ہی بیٹیاں ہیں آخر
تم جائز طریق پر اپنے جذبات کی تسکین کیوں نہیں کرتے؟ اگر یہ مطلب
لیا جائے کہ انہوں نے اپنی حقیقی بچیوں کے بارے میں یہ الفاظ کہے
تھے۔ تو اس کا معنی صرف اتنا ہی لینا چاہیئے۔ کہ انہوں انتہائی شرم دلانے
کے لیے ایسے الفاظ استعمال فرمائے۔ جیسا کہ آج بھی شریف معزز

Marfat.com

آدمی دو فریقوں میں صلح کرواتے وقت کہہ دیتا ہے کہ چھوڑو یار اگر اس نے تجھے مارا یا گالی دی۔ تو تو مجھے مارے یا گالی دے لے لیکن معاملہ رفع دفع ہونا چاہیئے۔ بہرحال یہ محاورۃً بات کہی گئی تھی۔ شاید ان کو شرم و حیا آجائے، لیکن جیسا کہ قرآن مجید نے ان کا جواب ذکر کیا۔ کہ وہ کہنے لگے، ہمیں عورتوں کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں۔ ہم جو کرنا چاہتے ہیں۔ اے لوطؑ تجھے بخوبی معلوم ہے۔ اندازہ لگائیے، جناب لوط علیہ السّلام کو کتنی بے شرم بے حیا قوم کے ساتھ واسطہ پڑا تھا۔

پھر دوسرا جملہ تو جناب لوط علیہ السّلام کی بے کسی اور بے بسی کا مظہر ہے۔ اسی موقعہ کا ذکر کرتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اللہ جناب لوط علیہ السّلام پر رحم فرمائے۔ انہوں نے بے سہارا ہونے کی بات کہی۔ حالانکہ ان کے پاس ربّ ذوالجلال کا زبردست سہارا تھا۔

یغفر اللہ للوط	اللہ پاک لوطؑ کو معاف فرمائے
ان کان لیأوی	(کہ وہ اس طرح پریشان ہو گئے) کہ
الی رکن شدید	رکنِ شدید کی پناہ کے طالب ہوئے
وھو ربّہ و	اور ان کے لیے تو زبردست محافظ
خالقہ۔	خود اللہ تعالےٰ تھا۔ جو خالق و مالک
	ہے۔

Marfat.com

فرشتوں نے لوط کو تسلی دی

قَالُوْا يٰلُوْطُ	تب فرشتوں نے جناب لوط
اِنَّا رُسُلُ	کو کہا، جناب آپ نہ گھبرا
رَبِّكَ لَنْ	ہم تو آپ کے ربّ کے بھیجے
يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ	ہوئے فرشتے ہیں۔ یہ لوگ اب
فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ	آپ کی طرف نہیں بڑھ سکتے۔ لہٰ
بِقِطْعٍ مِّنَ	آپ رات کے آخری حصّے میں
الَّيْلِ وَ لَا	بمع اہل و عیال یہاں سے نکل
يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ	اور آپ میں سے کوئی فرد پیچھے
اَحَدٌ اِلَّا	پلٹ کر نہ دیکھے۔ ہاں اپنی
امْرَاَتَكَ ط اِنَّهٗ	کو ساتھ نہ لے جائیں۔ کیونکہ
مُصِيْبُهَا مَآ	آپ کی بیوی کے ساتھ وہی کچ
اَصَابَهُمْ ط اِنَّ	ہونے والا ہے، جو آپ کی قو
مَوْعِدَهُمُ	کے ساتھ بس ان کی تباہی کے
الصُّبْحُ ۔	لیے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔

(ھود ۸، پ ۱۲)

Marfat.com

اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ؟

صبح ہونے میں اب کتنی دیر ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا	پھر جب ہم نے حکم نافذ کیا
جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا	تو کر دیا ہم نے اس بستی کو
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً	اوپر نیچے (تہس نہس) اور
مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ	تابڑ توڑ پکی مٹی کے پتھر
مَّنْضُوْدٍ ۙ	برسائے۔
مُّسَوَّمَةً عِنْدَ	تیرے رب کی طرف سے
رَبِّكَ وَمَا	ہر پتھر پر نشان (نام) لکھا ہوا
هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	تھا۔ اور ظالموں سے یہ سزا
بِبَعِيْدٍ ۝	دور نہیں ہے۔

قومِ لوط علیہ السّلام کو تہس نہس کر دیا گیا

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا	اور ہم نے اس بستی کو زیر و زبر
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً	کر دیا اور ان پر پکی مٹی کے پتھروں
مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝	کی بارش برسائی۔
اِنَّ فِيْ	اس واقعے میں بڑے نشانات
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ	ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو بصیرت

لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ سے کام لیتے ہیں۔
وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ اور وہ علاقہ عام گزرگاہ پر ہے۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اس میں عبرت کا سامان ہے ان کے لیے جو ایمان دار ہیں۔
(الحجر ۱ تا ۷۷، پ ۱۴)

Marfat.com

جناب لوطؑ کی بیوی عذاب میں گرفتار ہوگئی

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا	اللہ کفار کے لیے بیگم نوح اور
لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا	زوجہ لوطؑ کو بطور مثال پیش
امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ	فرماتے ہیں۔ وہ دونوں ہمارے
امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ کَانَتَا	صالح بندوں کی زوجیت میں
تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ	تھیں۔ مگر انہوں نے اپنے
عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ	خاوندوں سے خیانت کی۔ وہ
فَخَانَتٰھُمَا فَلَمْ	(نوحؑ، لوطؑ) دونوں اللہ کے مقابلے
یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ	میں ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے۔
اللّٰہِ شَیْئًا وَّقِیْلَ	دونوں کی (بیویوں) سے کہہ دیا
ادْخُلَا النَّارَ مَعَ	گیا۔ تم بھی آگ میں داخل ہونے
الدّٰخِلِیْنَ ۝	والوں کے ساتھ چلی جاؤ۔

(التحریم، ۱۱، پ۲۸)

نیک عورتوں کی مثال

وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا	اہلِ ایمان کے لیے اللہ فرعون
لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا	کی بیوی (آسیہؓ) کی مثال بیان
امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ	کرتا ہے۔ جب کہ اس نے

Marfat.com

اِذْ قَالَتْ رَبِّ	دعا کی ۔ اے میرے رب میرے
ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ	لیے ، اپنے ہاں جنّت میں ایک
بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ	گھر بنا دے ۔ اور مجھے فرعون
وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ	اور اس کے عمل سے بچا
وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ	اور ظالم قوم سے مجھے نجات
مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝	عطا فرما۔

(التحریم ۱۱، پ ۲۸)

ایمان کے بغیر نبی کا رشتہ بھی فائدہ مند نہیں ہوتا

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے۔ کہ ایمان کے بغیر کوئی رشتہ فائدہ مند نہیں ہوتا چاہے وہ نبی کی زوجیّت کا رشتہ کیونکہ نہ ہو۔ رشتہ زوجیّت بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔

اسی طرح واقعہ نوحؑ میں پدری رشتہ کی مثال سامنے رکھنی چاہیے وہاں بھی حضرت نوحؑ کی خواہش کے باوجود آپ کا بچہ طوفان سے نہ بچ سکا اور نہ نوحؑ بچا سکے۔

قرآنِ حکیم کا اِعلان

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا	اس دن سے ڈرو۔ جب کوئی کسی
تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ	کے کام نہیں آئے گا۔ اور نہ کسی

Marfat.com

نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

کی سفارش قبول ہوگی۔ اور نہ ہی کسی سے فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا۔ اور نہ ہی مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی۔

(البقرۃ ۴۸، پ۱)

دوسری طرف عملِ صالح ہوں، تو چاہے فرعون ہی کے ساتھ تعلق زوجیت کیونکہ نہ ہو۔ وہ بھی ایمان دار کے لیے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔! بشرطیکہ فریضۂ تبلیغ ادا کیا ہو۔ اسی لیے قرآن مجید نے اس بات کو نمایاں طور پر بیان کیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اے ایمان والو! اپنا خیال کرو کہ کسی دوسرے کی گمراہی تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اگر تم خود راہِ ہدایت پر ہو، اللہ کی طرف پلٹ کر تم سب نے جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتائے گا۔ تم کیا اعمال کیا کرتے تھے۔

(المائدہ ۱۰۵، پ۶)

Marfat.com

حضرت لوطؑ اور اہلِ ایمان بچ گئے

جیسا کہ فرشتوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا اے جناب لوطؑ آپ کو حکم خداوندی ہے کہ آپ قوم کے عذاب سے پہلے ہی یہاں سے نکل جائیں سوائے آپ کی زوجہ کے۔ باقی تمام مومنوں کو آگے رکھیں اور جنابؑ ان کے پیچھے چلیں اور یہ بھی ذہن میں رکھنا کہ کوئی فرد پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے۔

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ	جب رات کا کچھ حصّہ گذر جائے
بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ	تو اپنے اہل کو لے کر نکل جاؤ
وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ	سوائے آپ کی بیوی کے۔ ہاں
اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ	کوئی فرد پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے

ھود ۸۱، پ ۱۲

قومِ لوطؑ پر صبح کے وقت عذاب آیا

اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ	ان کے عذاب کا وقت صبح کا
اَلَيْسَ الصُّبْحُ	وقت ہے۔ کیا صبح قریب
بِقَرِيْبٍ ۝	نہیں ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جب عذاب کی کاروائی شروع ہوئی تو فرشتوں نے ان بستیوں کو دھرتی سمیت اٹھایا۔ اتنا اونچا

لے گئے کہ بستی کے کتوں کی آوازیں پہلے آسمان کے فرشتوں نے
سُنیں۔ اس کے بعد ان کو زمین پر دے مارا گیا اور خدا کا قہر دیکھیے۔
اس کے بعد بھی ان پر پتھروں کی بارش ہوئی۔ اور مزید غضب الٰہی کا
اندازہ لگائیں کہ ہر پتھر کے اوپر ہر ظالم کا نام لکھا ہوا تھا۔ کہ اس پتھر نے
فلاں شخص کی سرکوبی کرنی ہے۔

حضرت لوطؑ نے ضغرؔ میں قیام فرمایا

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ۔ ہم نے آپ کو گندے لوگوں کی بستی سے نجات دی۔

جناب لوط علیہ السلام اور آپ کے رُفقا بقیہ رات چلتے رہے
یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ تو ضغر کی بستی میں پہنچ گئے۔

نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ہم نے انہیں صبح کے وقت نجات دی

(القمر ۳۴، پ ۲۷)

واقعہ لوطؑ کا مقصد

سیرت ابراہیم علیہ السلام کے دوران حضرت لوط علیہ السلام
کے واقعہ بیان کرنے کی غرض و غایت یہ ہے کہ اے اہلِ مکہ یاد
رکھو، اگر تم نے اپنے آپ کو سنبھالا نہ دیا، تو یاد رکھنا ابراہیم کے ساتھ

لہ حوالہ قصص القرآن

Marfat.com

تمہارا رشتہ جبلانا یا کعبہ کا متولّی ہونا تمہیں خدا کے غضب سے نہ
بچا سکے گا۔ جیسا کہ زوجۂ لوطؑ کو رشتہ زوجیّت نہ بچا سکا۔ اس کے سا
یہ بات بھی ذہن میں رہے، کہ جب اللہ تعالےٰ کا عذاب آیا تو وہ شد
عدل کی طرح بے لاگ رشتہ حق کے سوا تمام رشتوں ناطوں کو کاٹ ک
یوں پھینک دے گا۔ جس طرح عضو فاسد کو کاٹ دیا جاتا ہے اللہ
کے فیصلے میں کوئی چیز نہ کبھی حائل ہوئی اور نہ ہو سکے گی۔

Marfat.com

تعمیرِ کعبہ کا حکم

❋

کائنات میں محبوب ترین بستی

❋

مرکزِ ملّت کو پاک صاف رکھا جائے

❋

تکمیل کے بعد دعائیں

Marfat.com

تاریخ کعبۃ اللہ

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ مکہ مکرمہ میں ہے۔ اس کو خیر و برکت دی گئی ہے۔ اور اہلِ دنیا کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا ہے۔

(اٰلِ عمران ۹۶ پ۴)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری[1] شرح جامع صحیح بخاری میں ایک روایت ذکر کی ہے۔ جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بیت اللہ کی سب سے پہلی اساس حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں رکھی گئی۔ اور ملائکۃ اللہ نے ان کو اس جگہ کی نشاندہی کی۔ پھر طوفان نوح علیہ السلام اور ہزاروں سال کے حوادث نے اس کو بے نشان کر دیا تھا۔ ع

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

البتہ کچھ آثار باقی تھے۔ جیسا کہ آپ چند سطور کے بعد صحیح بخاری کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں گے۔

اور یہی وہ مقامِ بنیاد ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں ان الفاظ کے

---

[1] فتح الباری جلد ۶ بحوالہ قصص القرآن۔

Marfat.com

ساتھ موجود ہے۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔

وہ وقت یاد کیجیے جب ہم نے ابراہیمؑ کے لیے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی (اس ہدایت کے ساتھ) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھنا۔

(الحج ۲۶ پ۱۷)

اور یہی وہ جگہ ہے، جس کا ذکر حضرت خلیل علیہ السلام نے ہاجرہؑ اور اسماعیلؑ کو کو یہاں چھوڑتے وقت کیا تھا۔

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ۔

ہمارے رب! میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔

(ابراھیم ۳۷ پ۱۳)

بنائے ابراہیم علیہ السلام

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیلؑ ایک معمار تھا، جس بنا کا

Marfat.com

جیسا کہ ہم نے ابتدائے کتاب صفحہ ۲۰۸ پر ذکر کیا تھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تبلیغ دین حنیف کے لیے اردن، شام اور حجاز مقدس کو پیغام حق کا مرکز قرار دیا تھا۔ اور گاہے گاہے ان مراکز کا دورہ کرتے اور ہدایات و ارشادات فرماتے رہتے تھے۔ اس طرح آپ حسب معمول بحکم خداوندی حضرت ہاجرہؑ اور جناب اسماعیل علیہ السلام کی خبر گیری کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اسی اثنا میں تعمیر کعبۃ اللہ کا حکم ہوا۔ جیسا کہ نبیؐ رحمت کی زبان اطہر سے بخاری میں تفصیل موجود ہے۔

ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ	پھر جب تک اللہ تعالےٰ کو منظور
مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ	تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے
جَآءَ بَعْدَ ذَالِكَ	ملک (فلسطین) میں ٹھہرے رہے۔
وَاِسْمٰعِيْلُ يَرِيْ	اس کے بعد جب اسماعیلؑ کے پاس
نَبْلًا لَهٗ تَحْتَ	تشریف لائے۔ تو اسماعیل علیہ السلام
دَوْحَةً قَرِيْبًا مِّنْ	زمزم کے پاس ایک درخت کے نیچے
زَمْزَمَ	بیٹھ کر تیر ٹھیک ٹھاک کر رہے تھے
فَلَمَّا رَاٰهُ قَامَ	جب اسماعیلؑ نے اپنے والد مکرم
اِلَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا	و محترم کو دیکھا تو اٹھ کر استقبال کیا
يَصْنَعُ الْوَالِدُ	چنانچہ دونوں اس طرح ملے جس
بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ	طرح باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ
بِالْوَالِدِ۔	سے ملتا ہے۔

Marfat.com

ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمٰعِيْلُ إِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَبْنِيَ هٰهُنَا بَيْتًا وَاَشَارَ إِلٰى اَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا حَوْلَهَا۔

پھر فرمانے لگے، بیٹا اسماعیل! مجھے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے، کہ اس اونچی جگہ پر بیت اللہ کو تعمیر کروں (اسماعیلؑ نے عرض کی میں حاضر خدمت ہوں۔)

قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ۔

نبی اکرمؐ ارشاد فرما رہے ہیں اسی جگہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل نے بنیادیں اٹھائیں۔

فَجَعَلَ إِسْمٰعِيْلُ يَأْتِيْ بِالْحِجَارَةِ وَ اِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَآءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِيْ وَاِسْمٰعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ۔

اسماعیل علیہ السلام پتھر لائے جا رہے تھے۔ اور حضرت ابراہیمؑ تعمیر فرما رہے تھے۔ جب دیواریں اونچی ہو گئیں۔ (یعنی زمین پر کھڑے ہو کر پتھر لگانا مشکل ہو گیا) تو اسماعیلؑ یہ پتھر[1] لے کر آئے۔ (جس کو مقام ابراہیمؑ کہا جاتا ہے) حضرت ابراہیمؑ نے اس پتھر پر چڑھ کر کعبہ کی تکمیل و تعمیر فرمائی اور اسماعیل معاونت کرتے رہے۔

---

[1] بعض روایات سے یہ بات ملتی ہے کہ حکم خداوندی سے یہ پتھر خود بخود حسب ضرورت اوپر نیچے ہوتا تھا۔

Marfat.com

اس پورے واقعہ کو قرآن مجید نے یوں ذکر فرمایا ہے۔

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ	اور یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ	اس گھر (بیت اللہ) کی دیواریں اٹھا
وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا	رہے تھے۔ تو دعا کرتے جاتے تھے
تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ	اے ہمارے پروردگار۔ ہم سے یہ خدمت
اَنْتَ السَّمِیْعُ	قبول فرمائے۔ تو سب کی سننے اور
الْعَلِیْمُ۔	جاننے والا ہے۔

(البقرۃ ۲۷ پ ۱)

مقامِ ابراہیم علیہ السلام

یہ وہی پتھر ہے۔ جس کا تذکرہ ابھی آپ نے نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ بابرکات سے سُنا۔ ایک دفعہ دورانِ حج حضرت عمر فاروق رضؓ نے حضورؐ سے پوچھا تھا۔ کیا یہ وہی پتھر ہے۔ جس کو قرآن مجید نے مقام ابراہیمؑ کہا ہے۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا۔ ہاں یہی مقام ابراہیمؑ ہے تب حضرت عمر فاروق رضؓ عرض کرنے لگے کاش ہم اس کو قبلہ قرار دے لیں۔ چند لمحے بعد یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ ابن کثیر تفسیر آیت ہذا

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ	اے لوگو! مقام ابراہیمؑ کو مستقل
اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی۔	جائے نماز بنالو۔

(البقرۃ ۱۲۵، پ ۱)

فضائل مکّہ مکرمہ

یہ وادیٔ قدس جلالت و عظمت، رفعت و بلندی اور علوّ مرتبت کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ یہ دنیا و جہاں کی تمام بستیوں قصبوں اور شہروں میں نرالی حیثیت کی حامل ہے۔ یہ ایسی نگری کہ جس کا نام ام القریٰ رکھا گیا۔ اور قرآنِ حکیم فرقان حمید میں اس کا بار بار تذکرہ کیا گیا۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ	یقیناً لوگوں کے لیے پہلی عبادت گاہ
وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ	مکّہ مکرّمہ میں بنائی گئی اس میں بڑی
بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی	برکت اور اس کو ہدایت کا ذریعہ
لِّلْعٰلَمِیْنَ۔	بنایا گیا ہے۔

(اٰلِ عمران ۹۶ پ۴)

یہی شہر مقدس ہے۔ جس کی ربّ ذوالجلال نے قسمیں اٹھائی ہیں۔

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۙ	قسم ہے انجیر اور زیتون اور طورِ
وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ وَ	سینا کی اور اس پُرامن شہر
ھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۙ	(مکّہ) کی۔

(التّین ۱ تا ۳، پ۳۰)

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ	میں قسم کھاتا ہوں، اس شہر کی
وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ	اس حال میں کہ اس شہر میں آپ
(البلد ۱، ۲ پ۳۰)	اتریں گے۔ (فتح کریں گے)

Marfat.com

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر اس شہرِ محترم کی عزت حرمت کا اعلان فرمایا۔

عن ابن عباس قال قال النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکّۃ لاھجرۃ ولٰکن جھاد ونیّۃ فاذا استنفرتم فانفروا قال یوم فتح مکّۃ ان ھٰذا البلد حرمہ اللہ یوم خلق السّمٰوٰت والارض فھو حرامٌ بحرمۃ اللہ الٰی یوم القیامۃ و انّہ لم یحلّ القتال فیہ لاحد قبلی ولم یحلّ لی الّا ساعۃ

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ فتح مکّہ کے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ہجرت کا حکم نہیں ہے۔ لیکن اور نیّت ضرور ہے۔ جب تمہیں جہاد کے لیے کہا جائے تو چل نکلو۔ اور فتح مکّہ کے دن ہی آپ نے یہ بھی اعلان فرمایا۔ اس شہر مکّہ کو خدا نے اسی دن سے محترم بنایا ہے۔ جب سے زمین آسمان کو پیدا کیا۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق اس کا ادب واحترام قیامت تک کے لیے واجب ہے۔ مجھ سے پہلے اللہ تعالےٰ نے کسی شخص کو یہاں قتال کی اجازت نہیں دی۔ اور مجھے بھی صرف تھوڑے وقت کے لیے اجازت ملی تھی۔ اب وہ وقت گزر جانے کے بعد قیامت

Marfat.com

من نهارفهو
احرام بحرمة الله
الی یوم القیامة
لایعضد شوکة ولا
ینفر صیده و
لایلتقط لقطته
الا من عرفها و
لا یختلی خلاها
قال العباس یا
رسول اللہ الا
الاذخر فانه
یقینهم وبیوتهم
فقال الا الاذخر
(بخاری)
و
(مسلم)

تک کے لیے یہاں جنگ وجدال
یا کوئی ایسی حرکت جس سے حرم
محترم کی بے حرمتی ہوتی ہو جائز
نہیں۔ اس مخصوص علاقہ کے خاردار
درخت بھی نہ کاٹے جائیں۔ یہاں
کے شکار جانور کو پریشان نہ
کیا جائے۔ کوئی گری چیز
کو نہ اٹھائے۔ سوائے جو اس
کے مالک کو جاننا ہو (یا ذمہ
دار کے حوالے کرنے کے لیے)
یہاں کی گھاس بھی نہ اکھاڑی جائے
اس پر حضرت عباس بولے کہ آپ
اذخر گھاس کی اجازت دیں۔ کیونکہ
جہاں کی صنعت اور گھروں میں کام
آتی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس گھاس کو مستثنیٰ
قرار دیا۔

Marfat.com

یہاں ہتھیار اٹھانا ممنوع ہے

عن جابر قال سمعت النّبی صلّی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحلّ لاحدٍ ان یحمل بمکّۃ السّلاح (مسلم)

حضرت جابرؓ کا بیان ہے۔ کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے کسی مسلم کے لیے جائز نہیں کہ وہ مکہ میں ہتھیار اٹھائے

ساری کائنات میں محبوب بستی

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لمکّۃ ما اطیبک من بلدٍ واحبّک الیّ ولولا ان قومی اخرجونی منک ماسکنت غیرک (ترمذی)

ابن عباسؓ نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تو کس قدر پاکیزہ اور دل پسند شہر ہے۔ اور تو مجھے کتنا عزیز ہے۔ اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تجھے چھوڑ کر کسی بستی میں رہنے کے لیے تیار نہ تھا۔

کعبۃ اللہ کی عظمت و فضیلت

اس جہان رنگ و بو میں بے شمار عمارات و محلات خوبصورت سے خوبصورت ترین موجود ہیں۔ جن کے حسن و جمال کو مزید کرنے کے لیے لاکھوں

Marfat.com

کروڑوں اربوں روپے لگائے گئے اور خرچ کیے جا رہے ہیں۔ ان کو دیکھو تو کہ عقلِ انسانی دنگ رہی جاتی ہے۔ لیکن کوئی ایسی جگہ یا عمارت نہیں جس کے دیدار کو اہلِ جہاں کے لیے لازم قرار دیا گیا ہو۔ اور جس کے لیے اتنی دنیا کے دل تڑپتے ہوں۔ یہ اکرام و مقام صرف اور صرف ایک عمارت کو نصیب ہوا۔ جس کو عام پتھروں سے اٹھایا گیا ہے۔ اللہ ربّ العزّت نے اس کو بیت اللہ قرار دیا۔ یعنی اللہ کا گھر۔ اور اس کی زیارت کو تمام اہلِ ثروت و ہمّت پر لازم قرار دیا۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ	لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جس
حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ	کو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت
اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا،	ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی
وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ	اس حکم کی پیروی سے انکار کرے
اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ	تو اسے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ اللہ
الْعٰلَمِيْنَ۔	تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے

(آلِ عمران ۹۷۔ پ۴)

نبیٔ رحمتؐ سے عرض کیا گیا کہ اللہ کے حبیبؐ حج کس پر ضروری ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

عن ابن عمر قال — ابن عمرؓ کا بیان ہے۔ ایک آدمی

Marfat.com

جآء رجل الی النّبیّ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال
یارسول! مایوجب
الحجّ قال الزّادو
الرّاحلۃ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
گرامی میں حاضر ہوا اور عرض کر
لگا۔اے اللہ کے نبیؐ! حج کس چ
کے ہوتے ہوئے فرض ہے آپ
ارشاد فرمایا۔سامان سفر اور سواری

(بخاری و مسلم)

جو استعداد رکھنے کے باوجود زیارت کعبہ (حج) نہیں کرتا۔آپؐ نے بڑی ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

فلاعلیہ ان یموت
یھودیّا او نصرانیًّا
وذالک انّ اللہ
تبارک وتعالیٰ
یقول وللہِ علَی
النّاس حجّ البیت
من استطاع إلیہ
سبیلاً۔ (ترمذی)

جو بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت
باوجود حج نہیں کرتا۔وہ چاہے یہو
ہوکر مرے یا عیسائی ہوکر مرجا
(ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں) یہی
اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمائی۔ا
کے لیے بیت اللہ کا حج فرض
ان لوگوں پر جو اس تک جانے
استطاعت رکھتے ہیں۔

مرکزِ ملّت

اسے قبلہ بنا کر ملّتِ اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا گیا

تاکہ جس طرح ان کے احساسات و جذبات کی سمت ایک ہی طرف ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف اسی طرح ان کا جسمانی زاویہ بھی ایک ہی رُخ اختیار کرے۔ تاکہ ملّت کی مرکزیت قائم رہ سکے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ	یقیناً لوگوں کے لیے جو پہلا گھر
وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ	بنایا گیا۔ وہ مکّہ میں ہے۔ اس میں
بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی	برکت اور ذریعہ رہنمائی ہے اہلِ
لِّلْعٰلَمِیْنَ۔	جہان کے لیے۔

(اٰلِ عمران ۹۶، پ۴)

دَارُالاَمْنْ

وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ	اور جو اس میں داخل ہوگیا
اٰمِنًا۔	وہ مامون ہوگیا۔

(اٰلِ عمران ۹۶ پ۴)

کعبۃ اللہ کی برکت

جو اس گھر میں داخل ہوا نہ صرف وہی امن والا ہوا۔ بلکہ اس گھر کی بدولت پورا علاقہ امن و سلامتی کا گہوارہ قرار پایا۔ اور اس کے باسیوں کے لیے ہر چیز کو بابرکت کر دیا گیا۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ۔	چونکہ قریش مانوس ہوئے۔

اِلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۝ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝	یعنی سردی اور گرمی کے سفروں سے مانوس۔ لہذا ان کو چاہیے کہ اس گھر کے ربّ کی عبادت کریں، جس نے انہیں بھوک سے بچاکر کھانے کو دیا اور خوف سے بچاکر امن عطا کیا۔

(قریش آیا ۴-پ ۳۰)

رُوحانی برکت

اس گھر کی زیارت سے مومنوں کے قلوب و اذہان منوّر ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی نیکیوں میں بیش بہا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جس نے یہاں ایک نماز پڑھی اس کو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملے گا۔

تکمیلِ کعبۃ اللہ کے بعد ذمّہ داریاں

کعبے کو صاف ستھرا رکھا جائے۔

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ	ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے عہد لیا۔ کہ میرے گھر (کعبہ) کو پاک صاف رکھنا۔ طواف اعتکاف

Marfat.com

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ — رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے

(البقرۃ ۱۲۵، پ۱)

پاک صاف رکھنے کا صرف یہی معنیٰ نہیں کہ اس کو کوڑے کرکٹ سے پاک صاف رکھا جائے۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی اصل صفائی تو یہ ہے۔ کہ اس کو شرک کی گندگی سے محفوظ رکھا جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید کے دوسرے مقام میں واضح ارشاد موجود ہے۔

کہ مشرک کو حرم میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ کیونکہ مشرک روحانی طور سے گندہ اور پلید ہوتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا

اے ایمان لانے والو! مشرکین ناپاک ہیں۔ اس سال کے بعد یہ مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔

(التوبہ ۲۸، پ۱۰)

تولیت کعبہ کا مشرک کو کوئی حق نہیں

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ

مشرکین کو کوئی حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے مجاور اور خادم بنیں درآں حالیکہ وہ اپنے اوپر خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان کے تو سارے اعمال ضائع ہوں گے

Marfat.com

هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اور جہنم میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا۔

(التوبہ ۱۷، پ۱۰)

اصنام سے پاک رکھنا

حضرت ابراہیم نے دُعا مانگی تھی۔ خدایا مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھنا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ	جب ابراہیمؑ نے اپنے ربّ کے
اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ	حضور دُعا کی کہ پروردگار اس شہر کو
اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ	امن کا شہر بنا اور مجھے اور میری اولاد
نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝	کو بت پرستی سے بچا۔
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ	یارب اس لیے کہ ان بتوں نے
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ج	بہتوں کو گمراہ کر دیا ہے۔

(ابراھیم ۳۵ - ۳۶، پ۱۳)

اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہؔ کو فتح کیا تو تمام بتوں کو مسمار کر دیا۔ اور کعبے میں داخل ہو کر ان تصویروں کو مٹایا۔ جو مشرکین نے دیواروں پر ابراہیمؑ اور اسماعیل کی بنا رکھی تھیں۔

جنگ و جدال سے پاک رکھا جائے

جیسا کہ ابھی ابھی آپ پڑھ آئے ہیں کہ فتح مکہؔ کے روز نبی اکرمؐ نے

Marfat.com

فرمایا تھا۔ ان چند لمحات کے علاوہ جن کی صرف مجھے اجازت دی گئی تھی۔ روز اوّل سے لے کر قیامت تک کیلئے یہاں لڑنا جھگڑنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

تعمیر کعبہ کے بعد ابراہیمؑ کی دُعائیں

اللہ اس شہر کو امن والا بنا اور اس کے باسیوں کو پھلوں کا رزق دینا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ	ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی اے میرے
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا	ربّ اس شہر کو امن والا شہر بنا
اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ	دے۔ اور اس کے باشندوں میں سے
مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ	جو اللہ اور آخرت کو مانیں۔ انہیں ہر
اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ	ہر قسم کے پھلوں کا رزق دینا۔ جواباً
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو نہ مانے گا
وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ	دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان تو میں اسے
قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ	بھی دوں گا۔ مگر آخر کار اسے عذاب
اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَ	جہنّم کی طرف گھسیٹوں گا اور وہ بدترین
بِئْسَ الْمَصِيْرُ ؕ۔	ٹھکانا ہے۔

(البقرۃ ۱۲۶، پ۱)

Marfat.com

اے اللہ ہمیں اور ہماری اولاد کو مسلمان رکھنا

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ — اے ہمارے رب ہمیں اپنا مطیع
لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا — فرمانبردار بنا اور ہماری نسل سے
أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ — ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مطیع
وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا — ہو اور ہمیں حج (عبادت) کے طر
وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ إِنَّكَ — بتا اور ہماری کوتاہیوں سے درگز
أَنتَ التَّوَّابُ — فرما۔ تو بڑا معاف کرنے والا اور
الرَّحِيمُ ۝ — کرنے والا ہے۔

(البقرہ ۱۲۸، پ۱)

خدایا اِن میں سے رسول منتخب فرما

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ — اے ہمارے پروردگار ان میں
رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا — ایسا رسول اٹھا جو انہیں میں
عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ — ہو۔ جو انہیں تیری آیات سنائے
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ — ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم
يُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ — اور ان کی زندگیاں سنوار دے تو
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ — بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔

(البقرۃ، ۱۲۹، پ۱)

Marfat.com

ہمیں بتوں سے بچائے رکھنا

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ نے دُعا کی تھی کہ پروردگار اس شہر کو امن والا شہر بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھنا۔ پروردگار! ان بتوں نے (یعنی ان کی وجہ سے) بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے (لہٰذا ان سے) جو میرے طریقے پر چلے وہ میرا ہے۔ اور جو میرے طریقہ کے خلاف چلے۔ یقیناً تو پھر بھی درگزر کرنے والا ہے

(ابراھیم ۳۵، ۳۶، پ ۱۳)

الٰہی لوگوں کو ان کا مشتاق بنا دے

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ

ہمارے رب میں نے اپنی اولاد کو بے آب و گیاہ وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے اللہ!

Marfat.com

الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً
مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ
وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ
لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝
رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ
وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى
اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ
لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ
وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ
لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۔

یہ میں نے اس لیے کیا ہے تاکہ
یہ لوگ نماز قائم کریں۔ لہٰذا تو
لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق
بنا دے۔ اور انہیں پھل کھانے کو
دے شاید یہ شکر گذار ہو جائیں
پروردگار تو جانتا ہے، جو کچھ ہم
چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے
ہیں۔ اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں
نہ زمین میں نہ آسمانوں میں۔
شکر اس خدا کا جس نے مجھے بڑھاپے
میں اسمٰعیل اور اسحاق جیسے بیٹے
عطا کیے، حقیقت یہ ہے۔ میرا رب
ضرور دعا سنتا ہے۔

(ابراھیم ۳۷، ۳۸، ۳۹ - پ ۱۳)

میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نمازی بنا

رَبِّ اجْعَلْنِيْ
مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ
وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا

میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا
بنا اور میرے اولاد سے بھی
(نمازی بنا) اللہ میری دعا

Marfat.com

وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ قبول فرما۔

(ابراھیم ۴۰، پ۱۳)

مالک قیامت کے روز سب مومنوں کو معاف فرما دینا

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

پروردگار! مجھے اور میرے والدین[1] کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کر دیجئے کہ جب حساب قائم ہوگا۔

(ابراھیم ۴۱، پ۱۳)

خدایا دعاؤں کو قبول فرما

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

اے پروردگار! ہم سے سب کچھ قبول فرما۔ یقیناً تو سب کی سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

(البقرۃ ۱۲۷، پ۱)

---

[1] ۔ والد کی دعائے مغفرت کا صـ پر تفصیلی تذکرہ ہو چکا ہے پھر ملاحظہ فرمالیں۔

Marfat.com

مؤذّنِ حج اور پہلا حاجی

فرضیّت و فضیلتِ حج

مناسکِ حج

اسلامی اِنقلاب کی تکمیل کا اِعلان

Marfat.com

اعلانِ حج

جب حضرت خلیل علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے اور خلیل نے رب جلیل کے حضور اپنی مناجات پیش کر لیں۔ تو حکم ہوا۔ اے ابراہیم پہاڑ کے اوپر چڑھ جاؤ اور چاروں طرف اعلان کرو۔ کہ اے لوگو! تمہارے رب کا گھر تیار ہو چکا ہے اس لیے اللہ کے گھر کی زیارت کے لیے حاضر ہو جاؤ۔ ابراہیم عرض کرنے لگے۔ اے اللہ! میں کمزور ہوں۔ میری آواز ساری دنیا میں کس طرح پہنچے گی۔ حکم ہوا۔ اے ابراہیم! تیرا کام آواز دینا ہے ہمارا کام پہنچانا ہے۔ علیك الاذن وعلینا البلاغ علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا آپ نے ابو قبیس پہاڑ پر چڑھ کر ندا دی باقی تمام پہاڑ جھک گئے اور آپ کی آواز دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچی یہاں تک کہ جن لوگوں کے مقدر میں حج تھا اور ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی آوازان کی ماؤں کے رحم تک پہنچائی۔ (واللہ اعلم)

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ	اور لوگوں کو حج کے لیے اذنِ
يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ	عام دے دو کہ وہ تمہارے
عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ	پاس ہر دور دراز مقام سے
يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ	پیدل اور اونٹوں پر سوار
فَجٍّ عَمِيْقٍ۔	آئیں۔
لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ	تاکہ وہ فائدے دیکھیں، جو یہاں
وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ	ان کے لیے رکھے گئے ہیں اور

Marfat.com

فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝

چند مقرر دنوں میں ان جانوروں اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں بخشے ہیں۔ خود بھی کھائیں تنگ دست اور محتاج کو دیں۔ پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اس قدیم گھر کا طواف کریں۔

الحجّ ۲۷ تا ۲۹۔ پ۱۷

مذکورہ آیات سے اور ابراہیم کی دُعا وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا۔ (ہمارے رب ہمیں حج کے احکامات بتلا دیجیے گا) سے، واضح ہوتا ہے۔ دنیا میں باقاعدہ اور با ضابطہ پہلا حج جناب ابراہیم اور اسماعیل نے کیا ہے۔ اس لحاظ سے[1] میں پہلے حاجی جناب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ ہیں۔

فرضیّتِ حجّ

حج نام ہے چند معیّن اور مقرّر ایام میں اللہ کے دیوانوں اور پروانوں

---

[1] علامہ ابن کثیرؒ نے پہلے پارے میں حضرت آدم علیہ السّلام کی زیارت اور تعمیرِ کعبہ کا ذکر ہے لیکن ساتھ ہی فرمایا ہے کہ ان باتوں میں تفاوت ہے۔ واللہ اعلم۔

طرح اس کے دربار کی حاضری دینا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضری
آداب بتلائے اور کر کے دکھلائے۔ یہ حاضری ہر اس شخص پر واجب ہے
وہاں پہنچنے کی استعداد رکھتا ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝

اور اللہ ہی کے لیے حج کرنا فرض ہے ہر اس شخص پر جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

آلِ عمران ۹۷، پ۴

یہی بات نبی ؐ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمائی۔ کہ
فرض ہے اس آدمی پر۔

من ملک زادًا وراحلة تبلغه الیٰ بیت الله۔ (ترمذی)

جو اختیار رکھتا ہو زادِ راہ اور سواری کا جن کے ذریعے بیت اللہ پہنچ جائے اس پر حج فرض ہے۔

(بشرطیکہ بیماری یا کوئی اور شرعی عذر نہ ہو)

فضیلت حجؔ

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا گیا۔ کہ کونسا عمل افضل
واعلیٰ ہے۔

عن ابی هریرة قال سئل رسول الله ایّ

جناب ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

Marfat.com

العملِ افضلُ
قال ایمان باللہ
ورسولہٖ قیل
ثُمّ ماذا قال
الجہاد فی سبیل اللہ
قیل ثمّ ماذا
قال حجّ
مبرورٌ۔

گیا۔ کونسا عمل افضل ہے۔ ارشاد ہوا
اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا
پوچھنے والے نے پوچھا۔ اس کے بعد
کونسا عمل افضل ہے تو ارشاد فرمایا اللہ کے
راستہ میں جہاد کرنا۔ اس نے عرض کیا
جہاد کے بعد۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا
حج مبرور (ایسا حج جو اللہ کی رضا کیلئے اور سنت
کے مطابق) کیا جائے۔

یعنی جس میں فسق و فجور نہ ہو۔ (بخاری و مسلم) کتاب المناسک۔

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے۔ اللہ کے نبیؐ نے مزید فضیلت اور افضلیّت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

من حجّ
فلم یرفث
ولم یفسق
رجع کیوم
ولدتہ امّہٗ۔

جس نے حج کیا۔ شہوانی اور فحش
امور سے بچا رہا۔ وہ گناہوں سے
اس طرح پاک صاف ہو گیا۔ جیسا کہ
آج ہی اس کی والدہ نے اس کو جنم
دیا ہو۔

(بخاری و مسلم)

Marfat.com

میقات

جہاں احرام باندھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حاضری اور حج کے کچھ آداب مقرر
یے ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ بیت اللہ میں حاضری دینے والے
پنے روزمرّہ کے لباس میں آنے کی بجائے فقیرانہ لباس میں حاضر
وں۔جو کفن کی مشابہت اور میدانِ حشر کی یاد تازہ کردے۔

پھر ربّ کریم کا کرم کہ اس نے انسانوں کی کمزوریوں کو پیشِ نظر
لتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کی بجائے میقات یعنی حدودِ حرم مقرر فرمادیئے
کہ یہاں پہنچ کر زائر روزمرّہ کا لباس اتار کر دو، چادروں کو لپیٹ لے۔

احرام اور تلبیہ

مقام میقات پر پہنچنے کے بعد جب غسل کرکے احرام باندھ لیا تو اب
حکم ہوا۔اپنی حاضری لگوائیں اسی لیے حج کرنے والا فوراً بلند آواز سے پکارتا،

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ	اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ الٰہی
لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ	میں حاضر ہوگیا۔تیرا کوئی شریک
لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ	نہیں۔میں حاضر ہوں۔یقیناً حمد
وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ	اور نعمت تیری ہیں۔زمین و آسمان
لَاشَرِیْکَ لَکَ۔	تیرے۔تیرا کوئی ہمسر نہیں۔

یہ کلمات (تلبیہ[1]) کہتے ہوئے حاجی اپنی عاجزی بے چارگی بے حیثیتی اور درماندگی کا اقرار اور اظہار کرتے ہوئے میقات سے آگے قدم بڑھاتا ہے۔ یہیں سے وہ تمام پابندیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ جو محرم کے لیے ضروری ہیں۔

کعبہ میں داخلہ

مذکورہ اہتمام اور احترام کے ساتھ حج یا عمرہ کرنے والا کعبہ مکرّمہ میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ	الٰہی! میرے لیے اپنی رحمت کے
اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔	دروازے کھول دے۔ [2]

طوافِ کعبہ

طواف کعبہ حجر اسود کو چوم کر (استلام) شروع کیا جاوے۔ اسی طرح ہر دفعہ چوم (یا چھو) کر سات چکّر پورے کرنے کو طواف کہتے ہیں۔ یاد رہے زیارتِ کعبہ کے پہلے طواف میں رَمَل (پہلے تین چکروں میں مٹک مٹک کر ہلکی سی پُروقار دوڑ ہونی چاہیئے)

---

[1] نبی اکرمؐ نے بلند آواز سے تلبیہ کہنے کا حکم دیا۔

[2] بیت اللہ میں داخلے کی کوئی خاص دُعا نہیں۔ بلکہ مسجد میں داخل ہونے کی دُعا پڑھنی مسنون ہے۔

Marfat.com

عن جابرٍ قال	حضرت جابر بیان فرماتے ہیں۔ کہ
انّ رسول اللّٰہ صلّی	جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰہ علیہ وسلّم	مکہ (کعبہ) میں داخل ہوئے تو سب
لمّا قدم مکّۃ	سے پہلے حجرِ اسود کے پاس تشریف
اتی الحجر	لائے اور اس کا استلام (چوما) کیا پھر
فاستلمہ ثُمّ مشٰی	آپ نے داہنی طرف سے کعبہ کا طواف
علٰی یمینہٖ	شروع فرمایا۔ جس میں پہلے تین چکروں
فرمل ثلثًا وّ	میں رمل فرمایا۔ اور باقی چار چکروں
مشٰی اربعًا (مسلم)	میں عام رفتار کے ساتھ چلے۔

طواف میں ذکر اور دُعا

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ رکنِ یمانی پر ستّر ہزار فرشتے مقرر ہیں۔ جو یہ دُعا کرنے والے کے ساتھ آمین کہتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ	الٰہی! میں آپ سے دنیا و آخرت
الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی	میں معافی اور عافیت چاہتا
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔	ہوں۔
رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا	اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں
حَسَنَۃً وّ فِی الْاٰخِرَۃِ	بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی

Marfat.com

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (ابن ماجہ)[1]

عنایت فرمائیں اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچانا۔

مقامِ ابراہیمؑ

نبیٔ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف سے فارغ ہوکر مقامِ ابراہیمؑ کی طرف تشریف لائے جو کہ بیت اللہ سے تقریباً پانچ چھ گز کے فاصلہ پر ہے اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمانے کے بعد دو نفل ادا کیے۔

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى۔

زمزم

نماز نفل پڑھنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب سیر ہوکر زمزم پیا اور سر مبارک پر بہایا۔ اس کے بعد صفا و مروہ کی طرف چلے۔

سعی صفا و مروہ

یہاں پہنچ کر آپؐ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی اور حکم دیا کہ سعی (دوڑ) کی ابتدا صفا کی طرف سے جائے کیوں کہ ربّ کائنات نے اسی ترتیب کو ملحوظ فرمایا۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (بقرہ)

ابدأ بما بدأ اللہ بہ میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں،

Marfat.com

اللہ بہٖ (مسلم) جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے پہلے کیا ہے۔

ابن ماجہ کی روایت کے مطابق صفا اور مروہ پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دُعا مانگنے کا بھی ذکر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ذکر موجود ہے کہ آپ بین السعی صرف دونوں پہاڑیوں کے درمیان نشیبی جگہ پر دوڑتے دوسرے مقام پر عام معمول کے مطابق چلتے۔ اسی طرح آپؐ نے مروہ پر سات چکر پورے فرمائے۔

یاد رہے!

بعض لوگ بے علمی کی بنا پر صفا سے کر واپسی صفا تک ایک چکر شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر شمار فرمایا ہے۔ اس طرح ساتوں چکر مروہ پر پورا ہوتا ہے یہاں قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کرنا بھی مسنون ہے۔

حجامت

سعی بین الصفا والمروہ کے بعد حجامت کروائے اور احرام اتار دے آٹھویں ذوالحجہ صبح کی نماز کے بعد حج کے لیے احرام باندھ لے۔

حج کی ابتدا

آٹھویں ذوالحجہ کو طواف کیے بغیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہؓ کے ساتھ منیٰ تشریف لے گئے وہاں صحابہؓ مع اہلِ مکہ اور

Marfat.com

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں قصر کرکے پڑھیں۔

میدانِ عرفات

نویں ذوالحجہ کی صبح سورج نکلنے کے بعد آپ سوئے عرفات روانہ ہوئے۔ وہاں آپؐ نے ایک خیمہ میں قیام فرمایا۔ بعد از زوال آپؐ نے اپنی سواری پر تشریف فرما ہوکر تاریخی خُطبہ ارشاد فرمایا۔ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لیے بہترین چارٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلامی انقلاب کی تکمیل

اسی جگہ تکمیل انقلابِ اسلامی کا اعلان ہوا۔

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ	آج سے کافر تمہارے دین سے
کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ	مایوس ہوگئے ہیں پس تم ان سے
فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَ	ڈرنے کی بجائے مجھ سے ڈرو۔ آج
اخْشَوْنِ ط اَلْیَوْمَ	میں نے تمہارے لیے تمہارے دین
اَکْمَلْتُ لَکُمْ	کو مکمّل کردیا۔ اور میں نے پورا کردیا۔
دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ	تم پر اپنی نعمت کو اور میں نے
عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ	پسند کیا ہے تمہارے لیے دین
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔	اسلام کو۔

ؔ منیٰ میں آٹھویں ذوالحجہ کی صبح کو جاکر، وہاں پوری نمازیں ادا کرنا، خلافِ سنّت ہے۔

Marfat.com

جمع بین الصلوٰتین

خطبہ کے بعد مؤذن اسلام حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی اور بغیر کسی نوافل کے نبیؐ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہلے ظہر اور پھر ساتھ ہی نمازِ عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔

وقوفِ عرفات کے وقت دُعا

نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ ایک چٹان کے پاس کھڑے ہو کر شام تک نہایت عاجزی انکساری سے دُعائیں کرتے رہے۔ اور صحابہؓ کو فرمایا۔ یہ وقت اور مقام دُعا ہے۔ جہاں شام تک دعائیں کرنی چاہیں۔ آج کے دن شیطان بہت ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ کیونکہ آج کے دن اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اس لیے وقوفِ عرفات حج کا دوسرا نام ہے۔

جبلِ رحمت

میدانِ عرفات میں جبلِ رحمت ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر شام تک دعائیں مانگنا بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔

Marfat.com

مزدلفہ میں قیام

غروب آفتاب کے بعد آپؐ نے اُسامہ بن زیدؓ کو اونٹنی پر بٹھایا اور اونٹنی کی نکیل مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے چل رہے تھے۔ کیونکہ لوگوں کے ہجوم سے ایک اضطراب سا پیدا ہو گیا تھا۔ اور ساتھ ہی کوڑے سے اشارہ کرتے ہوئے لوگوں کو فرمایا۔

السّکینۃ ایّھا النّاس فانّ البرّ لیس بالایضاع (بخاری و مسلم)

تھوڑی دیر بعد آپ مزدلفہ پہنچ گئے۔ یہاں آپ نے اذان کے بعد پہلے مغرب اور پھر نمازِ عشاء پڑھائی۔ یہاں بھی فرضوں کے علاوہ سنت و نفل ادا نہیں کیے۔ (مسلم)

مزدلفہ میں رات گزارنا

نمازِ عشاء کے بعد آپ لیٹ گئے۔ صبح تک آرام فرمایا۔ عادت مبارکہ کے خلاف رات کو نماز تہجد کے لیے نہیں اُٹھے۔ صبح نماز پڑھانے کے بعد طلوع آفتاب تک ذکر اذکار کرتے رہے۔ بعد ازاں سواری پر سوار ہوئے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو ساتھ بٹھایا۔ دوران سفر مختلف حضرات مختلف مسائل پوچھتے رہے۔ (مسلم)

رمی مزدلفہ سے منیٰ کی طرف آتے ہوئے آپ نے حکم فرمایا۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے کنکریاں چن دیں۔

Marfat.com

واپس منیٰ میں قیام

واپس منیٰ میں پہنچ کر چار کام کرنے مناسک حج میں سے ہیں۔

۱۔ بڑے شیطان (جمرہ عقبہ) کو سات کنکریاں مارنا اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہنا۔

۲۔ قربانی کرنا۔

۳۔ سر منڈانا۔

۴۔ طواف کعبہ کے بعد واپس آکر منیٰ میں قیام کرنا۔[1]

کنکریاں مارنے، قربانی، حجامت اور طواف افاضہ کی ترتیب میں اگر کسی وجہ سے تقدیم و تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں (ابن ماجہ)

منیٰ میں تین دن قیام

دسویں ذوالحجہ کے چاروں مناسک سے فارغ ہونے کے بعد یہاں قیام کرنا ضروری ہے۔ اور ساتھ ہی احرام اتار کر عام لباس پہن لینا چاہیئے۔ تیرھویں ذوالحجہ تک نماز اور رمی[2] کے ساتھ ذکر اذکار ضروری ہیں۔

---

[1] کنکریاں منیٰ سے بھی چنی جا سکتی ہیں استعمال شدہ چننی بہتر نہیں۔

[2] رمی کا طریقہ دسویں ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں طلوع آفتاب کے بعد شام تک
گیارہویں زوال کے بعد جمرہ اولیٰ سات جمرہ وسطیٰ سات جمرہ عقبہ سات
بارھویں زوال کے بعد جمرہ اولیٰ سات جمرہ وسطیٰ سات جمرہ عقبہ سات

Marfat.com

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ ان چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو
اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ط جو شخص منیٰ میں دو دن قیام کرے۔
فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تین
فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ روز (تیرھویں ذوالحجہ) تک قیام
تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں، یہ اللہ
لِمَنِ اتَّقٰى ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ سے ڈرنے والے کے لیے ہے۔
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ اللہ سے ڈرو اور جان لو تم یقیناً
تُحْشَرُوْنَ۔ اس کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے

(البقرۃ ۲۰۳، پ۲)

اب تلبیہ کی بجائے کثرت سے تکبیرات کہنی چاہئیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

دپچھلے صفحہ کا حاشیہ تیرھویں زوال کے جمرہ والی سات جمرہ وسطی سات جمرہ عقبہ سات۔

Marfat.com

جدِّ انبیاءؑ کا انتقال پرملال

جب جدِّ انبیاءؑ کی عمر مبارک ۱۷۵ سال کی ہوئی تو آپ نے نہایت ہی کمزوری اور ضعف کی حالت میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپؑ کو آپؑ کی رفیقہ حیات حضرت سارہ کے ساتھ مکیفلہ کے علاقے پہاڑ کے دامن میں دفن کیا گیا۔ آپ کی تجہیز و تکفین میں آپ کے عظیم بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السّلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام برابر شریک رہے۔ توراۃ کتاب پیدائش۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ	ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے

(اٰلِ عمران ۱۸۵۔ پ۴)

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ	اے نبی گرامی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم
مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ	نے آپ سے قبل کسی بشر کو بھی ہمیشہ رہنے
اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ	کے لیے نہیں بھیجا۔ کیا آپ فوت ہو
الْخٰلِدُوْنَ۔	جائیں گے تو وہ (کافر) ہمیشہ رہیں گے؟

(الانبیآء ۳۴۔ پ۱۷)

؎ رہے نام اللہ کا باقی۔

آہ آج وہ عظیم المرتبت شخصیّتِ گرامی دنیا سے رخصت ہو رہی ہے۔ جس نے انسانیّت کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لیے خوفناک تکالیف و مصائب کا سامنا کیا اور مشکلات کے پہاڑ کاٹتے ہوئے اپنے عظیم ترین مشن کو ایسا جاری

Marfat.com

فرمایا۔ کہ ربّ العزّت نے تمام انبیائے کرام کے لیے بالخصوص سرورِ کونین
اور آپ کی امت کو ہدایت فرمائی کہ آپ کی دنیوی اور اخروی کامیابی کا راز
خُدا جدِّ انبیا کی اتباع میں مضمر ہے۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ	پھر ہم نے آپ کی طرف
اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ	وحی بھیجی کہ یکسو ہوکر طریقہ ابرا
حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ	کی اتباع کرتے جاؤ اور وہ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔	میں سے نہ تھے۔

(النحل ۱۲۳ پ ۱۴)

اُمّت محمّدیہ ﷺ کے لیے ابراہیم ؑ کا بہترین اُسوہ

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ	تمہیں ابراہیم اور اس
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ	ساتھیوں کے بہترین طر
اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ	کو اپنانا چاہیئے۔

الممتحنہ ۴، پ ۲۸

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امّت محمّدیہ سے محبت

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ	ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معراج

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيتُ اِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ [1]

رات مجھے ابراہیم علیہ السلام سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرتؐ فرماتے لگے۔ اے محمد کریم اپنی امت کو جا کر میرا سلام پیش کرنا اور ان کو بتانا، جنت کی مٹی پاکیزہ (زرخیز) اور پانی میٹھا ہے اور یہ سارا چٹیل میدان۔ اس کے گل گلزار تو سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر ہیں۔ یعنی اپنے اعمال سے شجرکاری کریں گے)

اتباعِ ابراہیمؑ کا انکار بے وقوفی ہے

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ

کون ہے جو ابراہیمؑ کے طریقے سے منہ پھیرے۔ سوائے اس شخص کے کہ جس نے اپنے آپ کو حماقت وجہالت میں مبتلا کر لیا ہو۔ حالانکہ ابراہیم وہ ہیں۔ جن کو ہم نے دنیا میں

---

[1] رواہ الترمذی، وقال ھٰذا حدیثٌ حسنٌ غریبٌ اِسنادًا

فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

سرفراز کیا اور آخرت میں اس کو صالحین میں۔

(البقرۃ ۱۳۰، پ۱)

آپ علیہ السلام صاحبِ کتاب نبی تھے

تورات اور انجیل میں آپ کے صحف اور تعلیم کا کوئی موجود نہیں۔ مگر قرآن مجید نے دو مقام پر ان کے مصحف کا کیا ہے۔

اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ۝ وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ۝

(النجم ۳۶، ۳۷ - پ۲۷)

کیا اسے ان باتوں کی خبر پہنچی، جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں تھی ابراہیمؑ نے تو وفا کا حق ادا کر

(سیاق، حالانکہ یہی آخرت بہتر ہے یہی با

صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی

صحیفہ ابراہیمؑ اور صحف موسیٰ میں بیا

حضرتؑ کی زبان عربی تھی یا عبرانی؟

عام طور پر حضرتؑ کی زبان عبرانی لکھی اور بتائی جاتی ہے۔ م علامہ سلیمان ندوی مرحوم نے بڑے زور دار اور مدلل انداز ثابت کیا ہے۔ کہ آپؑ سامی عربی میں بات چیت فرمایا کرتے

گویا کہ آپ کی زبان عربی زبان تھی۔

ابراہیم علیہ السلام کا نصب العین

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(پ۔ انعام ۷۸، ۷۹)

اے برادران قوم! میں ان سے بیزار ہوں۔ جنہیں تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو۔ میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رُخ اس ہستی کی طرف پھیر دیا ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔ اور میں ہرگز شرک کرنے والوں کا ساتھی نہیں ہوں۔

اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا

انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا تھا۔ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو۔ قطعی بیزار ہیں۔

ملّتِ حنیف

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ قوم اور حکومتِ وقت کو شرک سے باز رہنے اور توحید کو حرزِ جان بنانے کے لیے ایک دن نہیں

Marfat.com

بلکہ پوری زندگی کھپادی اور واشگاف اعلان کرتے رہے۔

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ط وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ط وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۔

(الانعام ۸۰ء)

(پ ۷)

وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔

(الانعام ۸۱، پ ۷)

جب اُس کی قوم اُس سے جھگڑنے لگی تو اس نے قوم سے کہا۔ کیا تم لوگ اللہ کے معاملے میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اس نے مجھے راہ راست دکھا دی ہے۔ اور میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا، ہاں اگر میرا رب چاہے تو ضرور ہو سکتا ہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے پھر کیا تمہیں ہوش نہیں آئے گا۔

اور آخر میں! تمہارے بنائے ہوئے شریکوں سے کیسے ڈروں۔ جب کہ تم اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو خدائی میں شریک کرتے ہوئے نہیں ڈرتے، جن کے حق میں کوئی دلیل نازل نہیں کی، ہم دونوں میں سے کون زیادہ اطمینان کا حق دار ہے تباؤ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔

(الانعام ۸۱، پ ۷)

Marfat.com

یہی ملّتِ ابراہیمؑ کی اساس ہے

اور یہی بات حضرت ابراہیمؑ، اسحٰقؑ، اسماعیلؑ اور یعقوبؑ مرتے دم کہتے چلے گئے۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ	پھر کیا تم اس وقت موجود تھے۔
اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ	جب یعقوب اس دنیا سے رخصت
اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا	ہو رہے تھے۔ اس نے مرتے وقت
تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ	اپنے بیٹوں سے پوچھا۔ بچو! میرے
قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ	بعد تم کس کی عبادت کروگے۔ ان سب
وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ	نے جواب دیا۔ ہم ایک ہی خدا کی بندگی
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ	کریں گے۔ جسے آپ نے اور آپ
اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ	کے بزرگوں ابراہیمؑ اسماعیل اور اسحٰق
لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝	نے خدا مانا اور ہم اُسی ایک خدا کے
(البقرۃ ۱۳۳، پ۱)	تابع دار رہیں گے۔

حضرت یوسفؑ نے ملّتِ حنیفؑ کی یوں تعریف فرمائی

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْ میں نے اپنے بزرگوں ابراہیمؑ

Marfat.com

اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ط مَا کَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ۝

اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کا طریقہ کیا ہے۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائیں۔! درحقیقت یہ اللہ کا فضل ہے۔ ہم پر اور تمام انسانوں پر کہ اس نے ہمیں اپنے سوا کسی کا بندہ نہیں بنایا ! مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

(یوسف ۳۸ - پ ۱۲)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ملّت حنیفؑ کی وضاحت فرماتے ہیں

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ط وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔

اے نبیؐ آپ اعلان فرمادیں کہ میرے رب نے مجھے ٹھیک راستہ دکھا دیا ہے، بالکل صحیح دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ابراہیمؑ کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اس نے اختیار کیا تھا۔ اور وہ مشرکوں میں نہ تھے۔

(الانعام ۱۶۱ - پ ۸)

Marfat.com

حضرت کی زبردست شخصیّت

ہر حال میں اللہ سے تعلق رکھنے والے

حق و باطل کی آویزش میں ایسے مقامات بھی آتے ہیں۔ کہ بعض اوقات اللہ کے نبی جو عزم و استقلال کے پیکر اور جرأت و مردانگی کے پہاڑ ہوتے ہیں۔ شدّتِ امتحان سے چیخ اٹھتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا	پھر کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ یونہی
الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ	جنّت میں چلے جاؤ گے۔ حالانکہ
مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا	ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا
مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ	جو تم سے پہلے ایمان داروں پر گزر
الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ	چکا ہے۔ ان پر سختیاں اور مصیبتیں
وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ	آئیں۔ ہلا دیئے گئے۔ حتّٰی کہ وقت
الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	کے رسول اور ان کے ساتھی
مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ	اہلِ ایمان چلّا اُٹھے۔ کہ اللہ کی
اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝	مدد کب آئے گی؟ گھبراؤ مت
(البقرہ ۲۱۴، پ۲)	اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام پر جب کڑا وقت آیا تو کہنے لگے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ — لوط علیہ السلام کہنے لگے کاش میرے

Marfat.com

قُوَّةً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ۔
(ھود ۸۰، پ۱۲)

پاس اتنی قوت ہوتی کہ تمہیں سیدھا کر دیتا۔ یا کوئی مضبوط سہارا ہی ہوتا کہ اس کی پناہ لے لیتا۔

اسی موقعہ پر نبی کائناتؐ نے فرمایا تھا۔ اللہ جناب لوطؑ پر رحم فرمائے۔ ان کے پاس تو بہت بڑا سہارا اور پناہ گاہ تھی۔ (اللہ تعالےٰ)

اب ابراہیم علیہ السلام کی طرف دیکھیئے۔ باپ، قوم، حکومت وقت سب مل کر آگ میں جھونک دینا چاہتے ہیں۔ لیکن ہر حال میں اللہ تعالےٰ سے تعلق اور رجوع کرنے والے ابراہیمؑ نہ گھبراتے ہیں اور نہ ہی بے حوصلہ ہوتے ہیں۔ بلکہ ایک ہی بات کہے جا رہے ہیں۔

حسبی اللہ ونعم الوکیل

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاہٌ مُّنِیْبٌ۔
(پ۱۲ ھود ۷۵)

بلاشبہ ابراہیمؑ بڑے حوصلے والا صاحبِ سوزِ دل اور ہر حالت میں ہماری طرف رجوع کرنے والا تھا۔

صاحبِ قلبِ سلیم

اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (الصافات ۸۴، پ۲۳)

جب وہ اپنے ربّ کے حضور قلبِ سلیم لے کر آیا۔

Marfat.com

یہاں حضرتؑ کی روحانی کیفیّات کا اظہار کیا جارہا ہے۔ ابراہیمؑ زبان اور عمل سے ہی نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے شرک و بدعت لغو و خرافات سے کنارہ کش تھے۔ ان کا دل شرک و کفر، سرکشی و نافرمانی سے پاک تھا۔ حتّٰی کہ رائی کے برابر بھی ان کے دل میں شک و شُبہ اور کھوٹ نہ تھا۔ شیشے سے زیادہ صاف شفاف دل رکھنے رکھنے والے تھے۔

حوصلہ مند، نرم دل، مُشفق تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام شرک اور مشرکین سے کمال بیزاری کے باوجود کمال درجہ کی نرمی اور شفقت اپنے قلب و جگر میں رکھتے تھے غور فرمائیں! اہلِ مکّہ کے لیے رزق کے بارے میں عرض کرتے ہوئے دُعا مانگی تو فرمایا

وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ	اے پروردگار اہلِ مکہ کے ایمانداروں
الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ	کو ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے۔
مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ	(یعنی صرف ایمانداروں کو
الْاٰخِرِ ط	رزق دینا)

(بقرہ ۱۲۶، پ۱)

دنیا میں مشرکوں کے لیے خواہ وہ اولاد ہی ہو رزق کی دُعا کرنا بھی گوارا نہیں۔

Marfat.com

لیکن جب آخرت کی پکڑ کا معاملہ آیا تو انسان کو خدا کے عذاب میں گرفتار ہوتے نہیں دیکھ سکتے، بلکہ آخر وقت تک دعا کیے جا رہے ہیں

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (پ۱۳- ابراھیم ۳۶)	جو میرے طریقہ پر چلے وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو یقیناً درگزر کرنے والا مہربان ہے۔

یہی حالت عذابِ قومِ لوط کے وقت تھی۔ جب ابراہیمؑ کے پاس انسانوں کی شکل میں فرشتے آئے، تو انہوں نے بھنا ہوا بچھڑا ضیافت کے طور پر ان کے سامنے رکھا۔ جب انہوں نے نہ کھایا تو خوف زدہ ہوئے۔

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ ۝ (ھود ۷۰، پ۱۲)	فرشتوں نے کہا آپ نہ ڈریں۔ ہم تو قوم لوطؑ (عذاب کے لیے) بھیجے گئے ہیں۔
فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰی یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝	پھر جب ابراہیمؑ کی گھبراہٹ دور ہو گئی اور اولاد کی خوشخبری پائی تو اس نے قومِ لوطؑ کے معاملہ میں ہم سے جھگڑا شروع کیا
اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ ۝ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ	حقیقت میں ابراہیم بڑا حلیم اور نرم دل اور ہر حالت میں ہماری طرف

Marfat.com

اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ج اِنَّهٗ
قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ج
وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ
غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝
(ھود ۷۴، ۷۵، ۷۶۔ پ ۱۲)

رجوع کرنے والا تھا۔ (آخرکار ہمارے فرشتوں نے کہا، اے ابراہیمؑ۔ اس بات کو چھوڑیئے۔ تمہارے رب کا حکم آچکا ہے۔ اب ان پر عذاب آئے گا۔ جو کسی صورت ٹل نہیں سکتا۔

مذکورہ مقام پر غور فرمائیں کہ ابراہیمؑ اگرچہ سمجھتے ہیں۔ کہ قومِ لوط حد کو پہنچ چکی ہے۔ لیکن پھر اصرار کیے جارہے ہیں۔ اور ان کے اصرار کو یُجَادِلُنَا کے لفظ سے تعبیر فرمایا جارہا ہے۔ نہ معلوم آپ نے کتنا اصرار کیا ہوگا۔ اور کس انداز میں اپنے رب کے حضور درخواست کرتے ہوں گے کہ اے اللہ! ان فرشتوں کو واپس بُلالے۔ میں اس قوم کو سمجھاؤں گا۔۔۔!

اس بات سے بندۂ خلیلؑ کے اپنے ربِّ جلیل سے تعلق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام صدیق

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ
اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ
صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝

اس کتاب میں ابراہیمؑ کا واقعہ بیان کیجئے۔ کیونکہ وہ سچے آدمی اور نبی تھے۔

(مریم ۴۱، پ ۱۶)

Marfat.com

صداقتِ ابراہیم علیہ السلام

قرآن مجید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صداقت کی شہادت ہی نہیں بلکہ ان کی صداقت کے تذکرے کا حکم دے رہا ہے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ	اے نبی اکرمؐ آپ اس کتاب
إِبْرَاهِيمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ	سے ابراہیم کا تذکرہ ضرور کریں
صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۚ	کیونکہ وہ نبیٔ صدیق تھے۔

(مریم ۴۱، پ ۱۶)

مگر حدیث کی اصح ترین کتاب بخاری اور دوسری کتب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ الفاظ پائے جاتے ہیں، جس بنا پر صداقت ابراہیم کو موضوع سخن بنایا گیا۔ جس سے امت مسلمہ میں آج تک کئی نظریے پائے جاتے ہیں۔

امت کے اکثر اہل علم نے اس روایت کے ان الفاظ کو تعریض اور توریہ پر محمول کیا تاکہ حدیث کی اسناد پر اعتماد بحال رہے۔ اور قرآن و سنت میں تعارض پیدا کیے بغیر خلیل خدا کی صداقت پر آنچ نہ آنے پائے۔ بلکہ اس روایت سے بھی ان کی تائید و تصدیق ہو جائے۔ بعض علمائے ان الفاظ لم یکذب ابراھیم الا ثلاث کذبات کو حقیقی معنوں میں لیا ہے اور پھر اس کی وضاحت فرمائی، جو کہ عنقریب آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

اس کے ساتھ تو چند علماء ایسے بھی گزرے ہیں، جنہوں نے یہ کہا کہ ابراہیمؑ کو جھوٹا کہنے کی بجائے راوی کو جھوٹا کہنا زیادہ آسان اور بہتر ہے۔ ظاہر ہے تمام علماء نے

Marfat.com

نیک نیتی اور حضرت خلیل خدا کی صداقت کی خاطر یہ اندازِ گفتگو اور جستجو اختیار فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اجتہاد کرنے والے کو دو میں سے ایک ثواب تو ضرور مل جائے گا بشرطیکہ کے نیک نیّت ہو کر یہ کام کیا گیا ہو۔

کذب کے معنے

عربی لغات کے لحاظ سے کذب کے کئی معنی ہیں، اور کذب عربی گفتگو میں ان تمام معنوں میں مستعمل ہے۔

قال الجوھر کذب قد یکون بمعنی وجوب وقال الفراء کذب علیک ای وجب نھایہ ابن اثیر جلد ۴۔

جیسا کہ عربی زبان میں کہا جاتا ہے۔

کذب علیکم الحجّ والعمرۃ۔	تم پر حج اور عمرہ ضروری ہے۔

غلطی اور خطا کے معنی میں بھی حدیث میں استعمال ہوا ہے۔ کذب ابو محمد۔ ابو محمدؓ نے غلطی کی۔ یہ صحابی ہیں۔ ان کا اصل نام مسعود بن زید ہے۔ اسی طرح تعریض کے مفہوم میں بھی کذب بولا جاتا ہے۔ یعنی متکلّم عمومی معنیٰ لینے کی بجائے حقیقی معنوں میں اس لفظ کا استعمال کرے۔ تاکہ سامع کو اس کے مقصد کی پوری طرح سمجھ نہ آئے، اسی کو توریہ کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ کذب صرف جھوٹ کے لیے ہی نہیں عربی میں وجوب اور توریے کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا ہیں

Marfat.com

سوچنا چاہیئے کہ ہم کونسا معنیٰ لیں، جس سے صداقت ابراہیم کی تائید وحمایت بھی ہو اور قرآن وسنت میں تعارض بھی نہ ہونے پائے۔ چہ جائے کہ حدیث مبارکہ اور قرآن میں تعارض پیدا کر کے منکرین حدیث کی گمراہی کے لیے ایک بہانہ فراہم کر دیا جائے۔ ظاہر ہے، بہتر اور افضل طریق تو یہی ہے کہ کذب کو توریہ کے مفہوم میں لیا جائے، جس کے لیے قرآن وسنّت میں کافی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں موجود ہے۔ جناب یوسف جو کہ حاکم وقت بھی ہیں، اپنے بھائی کے سامان میں پیالہ رکھّا۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ	جب یوسفؑ ان بھائیوں کا
بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ	سامان لدوانے لگا تو اس نے
فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ	اپنے بھائی کے سامان میں پیالہ
اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا	رکھ دیا۔ پھر ایک پکارنے والے
الْعِيْرُ اِنَّكُمْ	نے پکارا، اے قافلے والو تم لوگ
لَسٰرِقُوْنَ ۝	چور ہو۔

(یوسف ۷۰، پ ۱۳)

کیا خود پیالہ رکھ کر یاد رکھوا کر دوسرے کو چور کہنا کذب اور الزام نہیں مگر ذات باری تعالیٰ کی اجازت سے ہوا تھا، لہٰذا آپ کو نعوذ باللہ کاذب کہنے کا تصوّر بھی کرنا گناہ ہے۔ چنانچہ ہمارا عقیدہ ہے جناب خلیل علیہ السلام نے تینوں مقامات پر حکم الٰہی سے ایسا کیا تھا۔ اس لیے یہ روایت بھی اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ کی تائید کر رہی ہے۔

اسی طرح دوران ہجرت جناب ابوبکر صدیقؓ سے کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کیا، یہ کون بزرگ ہیں، جناب ابوبکرؓ اگر توریہ نہ فرماتے جو کہ بظاہر حالت میں کذب معلوم ہوتا ہے، تو بہت بڑا حادثہ پیش آسکتا تھا۔ لہٰذا آپ نے سائل کے جواب میں اور حضورؐ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

رجل یھدینی السّبیل — یہ مجھے راستہ بتاتے ہیں۔

سمجھنے والے نے دنیاوی راستہ مراد لیا۔ لیکن ابوبکر نے ظاہری راستے کا تاثر دیتے ہوئے بنیتاً اخروی راستہ مراد لیا۔

یاد رہے، جناب ابوبکرؓ اور نبی اکرمؐ ایک تیسرے آدمی کو ساحلی راستے کی رہنمائی کے لیے ساتھ لے گئے تھے۔ جناب ابوبکرؓ نے توریہ فرمایا جس کی تائید نبی نے اپنے سکوت سے فرمادی، ورنہ نبی معظمؐ فرماتے، صدیقؓ یہ تیری صداقت کے خلاف بات ہے، جو کسی مومن کو زیب نہیں دیتی۔

دوسرا موقف

امام نووی اور کچھ علماء نے یہ موقف اختیار کیا، کہ حضرتؑ کے ارشادات فی الحقیقت کذب ہیں۔ تعریض پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ تمام شریعتوں میں کذب ہر حال ہر مقام پر مذموم نہیں، جیسا کہ شریعت محمدیہ جو اخلاق کا کامل اور اکمل نمونہ ہے، اس میں بھی کذب کو بعض مقامات پر جائز کیا گیا ہے، جیسا کہ حضرت ام کلثومؓ فرماتی ہیں۔

لما سمع النبی صلی اللہ — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

علیہ وسلم یرخص فی
شیی من الکذب مما
تقول النّاس الّا فی
الحرب والاصلاح بین
النّاس وحدیث الرّجل
امرأتہ وحدیث المرأۃ
زوجہا۔ (مسلم)

نے صرف تین مقامات
پر جھوٹ بولنے (جائز حد
تک) کی اجازت فرمائی۔ کفار
کے خلاف جہاد میں۔ لوگوں
کی اصلاح کی خاطر۔ اور خاوند
اور بیوی کا باہم جھوٹ
بولنا۔

امام بغوی اور دوسرے بزرگوں کا خیال ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام تینوں مقامات پر کذب کی اجازت تھی، کیونکہ وہ اپنی قوم کے ساتھ حالت جنگ میں تھے۔ جیسا کہ انؑ کے اس اعلان کو قرآن مجید سے بیان فرمایا۔

إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا
بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا
تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ
وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتّٰى
تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ
وَحْدَهٗ۔
(الممتحنہ ۴ پ ۲۸)

انہوں نے اپنی قوم سے صاف
کہہ دیا تھا۔ ہم تم سے اور
تمہارے ان معبودوں سے جن
کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو
قطعی بیزار ہیں۔ تم نے ہم سے
کفر کیا اور ہمارے تمہارے
درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت
ہوگئی اور لڑائی ہے، یہاں تک
تم اللہ واحد پر ایمان نہ لے آؤ۔

Marfat.com

آپ پھر شریعت کے مذکورہ اصول اور ابراہیم کے حالات کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ فرمائیں کہ نبی اکرمؐ کا ارشاد،

لم یکذب ابراھیم الّا ثلاث کذبات

(بخاری، کتاب الانبیاءؑ)

ابراہیمؑ کی صدیقیت کے خلاف اور قرآن سے حدیث کا کوئی تعارض ہے؟ اس کے ساتھ ہی بخاری میں حضورؐ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں۔

لم یکذب ابراھیم	حضرت ابراہیمؑ نے زندگی
الّا ثلاث کذبات	میں صرف تین دفعہ بظاہر خلاف
ثنتین منھنّ فی ذات	واقعہ بات کی، دو دفعہ
اللہ قولہ انی سقیم	ذاتِ کبریا کی عظمت کے تحفظ
قولہ بل فعلہ	کے لیے اور تیسری دفعہ عفت
کبیرھم ھذا۔	عصمت کی حفاظت کی خاطر جو کہ
(کتاب الانبیاءؑ)	اللہ تعالیٰ کا حکم تھا یعنی عفت کی حفاظت
	کی جائے۔

اس نقطہ نظر سے دوسرے فریق کا خیال ہے۔ ابراہیم نے جھوٹ نہیں بولا۔ بلکہ رخصتی عمل کو اختیار فرمایا تھا۔ جس طرح مجبوری کے عالم میں خنزیر کھانا جائز ہے (پ۲ بقرہ، کھانے والے کو حرام خور نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح ابراہیمؑ کے بارے میں حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کذب کو عرف عام میں نہیں لینا چاہیئے۔

Marfat.com

تیسرا نظریہ

امام رازی اور ان کے قلیل ہم خیال حضرت مولانا آزادؒ اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے یہ نقطہ نگاہ پیش کیا ہے، کہ حضرت ابراہیمؑ کو جھوٹا کہنے کی بجائے (نعوذ باللہ) راوی کو جھوٹا کہنا زیادہ آسان ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جذباتی لحاظ سے یہ بات انسانی دماغ کو اپیل کرتی ہے۔ لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ نبی کو کون جھوٹا کہتا ہے۔ حالانکہ تمام مکتب فکر نبی کی صداقت کو موضوع گفتگو بنانا تو درکنار وہ تو صرف حدیث اور قرآن مجید کے بظاہر تعارض کو ختم کرکے بے شمار راویوں کو جو کہ صحابہ کرامؓ ہیں۔ ان کی صداقت جو کہ مسلّمہ ہے اس کو بھی برقرار رکھتے ہوئے حدیث کی مقدس دستاویزات کے عدل و ثقاہت کا بھی تحفظ فرمانا چاہیئے۔ تاکہ کل کلاں کوئی دوسرا شخص اس نقطہ نظر سے غلط فائدہ نہ اٹھائے۔ ان کے نظریئے کی تائید اس لیے بھی ضروری ہے کہ بلاوجہ کسی کو عقل سلیم کا نام دے کر جھوٹا کہنا شرعاً اخلاقاً مناسب نہیں اور بخاری مسلم پر اعتماد کو مجروح کرنا بھی عظیم نقصان کا پیش خیمہ ہے۔ جب کہ بخاری و مسلم جس زمانے میں لکھی گئیں اس وقت سے لے کر آج تک ہزاروں محدّثین نے پڑھائی اور لاکھوں متعلمین نے پڑھی۔ امام نسائیؒ، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، شوکانی، ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ اور بے شمار امت کے فقہا دانشوروں نے ان روایات کو پڑھا اور پڑھایا۔ کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ راوی کے فہم کو دھوکا لگا یا اس روایت کی اسناد میں سقم یا کلام ہے۔ بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے، راوی کو جھوٹا کہنے والے واجب الاحترام بزرگوں نے دراجذباتی اور آسان راستہ اختیار فرمایا ہے۔ جو

نتائج کے لحاظ سے بہتر معلوم نہیں ہوتا۔

بہر حال یہ بات تو اپنی جگہ حقیقت رہے گی کہ ان بزرگوں نے عفتِ نبیار کی خاطر یہ طریقہ تکلّم اختیار فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

بتوں کو زیر زبر کرنا

جناب ابراہیم علیہ السلام نے جب قوم کو بتوں کے سامنے مراقبے جاہدے اور تعظیماً جھکتے اعتکاف کرتے پھر نذر و نیاز پیش کرتے دیکھا تو ستغفار فرمایا کہ۔

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝	جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ یہ مورتیں کیسی ہیں۔ جن کے تم گرویدہ ہوئے جا رہے ہو۔
قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ۔	انہوں نے جواب دیا، ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے۔
قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝	ابراہیمؑ نے کہا تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

(انبیاء ۵۲، ۵۳، ۵۴۔ پ۱۷)

Marfat.com

حلفیہ بیان

میں تمہاری غیر حاضری میں ان کو تہس نہس کر دوں گا۔
قوم اپنے مشاغل میں مصروف ہو گئی۔ آپ نے حسب اعلان کر جو کیا۔

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا	کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے
كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ	صرف بڑے کو چھوڑ دیا، تاکہ
اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝	وہ واپس آکر رجوع کریں۔

(انبیآء، ۵۸، پ۱۷)

قوم واپس پلٹی تو دیکھا اور کہا۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا	کہنے لگے جس نے ہمارے
بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ	خداؤں سے یہ کام کیا ہے۔ یقیناً
الظّٰلِمِيْنَ۔	بڑا ظالم ہے۔

(انبیآء ۵۹، پ۱۷)

حضرت ابراہیمؑ کا حلفی اعلان تو انہوں نے پہلے سے سن رکھا تھا فوراً کہنے لگے۔

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى	کہنے لگے ہم نے ابراہیم
يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ	علیہ السلام کو مخالفت کرتے
لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝	سنا ہے۔

(انبیآء ۶۰، پ۱۷)

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ کو بلایا گیا۔

فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ.	کہنے لگے اس کو پکڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرو تاکہ لوگ گواہ ہو جائیں۔
قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ؟	ابراہیمؑ نے فرمایا۔ ہو سکتا ہے ان کے توریتا بڑے نے یہ کام کیا ہو، پوچھو تو سہی اگر یہ بات کر سکتے ہیں۔

(انبیاء ۶۱، ۶۲، پ ۱۷)

حضرت ابراہیمؑ نے فوراً جواب دیا، جو کہ تبلیغی نقطہ نظر نہایت مؤثر تھا۔ ورنہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ یہ تو حلفاً کہہ چکے ہیں کہ میں تمہارے معبودوں کا تیا پانچہ کروں گا۔

اسی انداز خطابت کا نتیجہ تھا کہ پوری مجلس میں ندامت کی وجہ سے گردنیں جھک گئیں۔ یہاں نہ جھوٹ بولنے کی گنجائش ہے اور نہ ہی خلیلِ خدا سے یہ توقع....!

حضرتؑ کی بیماری

اسی واقعہ بت شکنی سے پہلی کی گفتگو سے متعلق ہے۔ قوم نے آپ کو ہتوار (میلے) میں لے جانے کی کوشش کی۔ تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھا۔

Marfat.com

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۙ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۔

پھر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا، میری طبیعت خراب ہے۔

(الصّٰفّٰت، ۸۸، ۸۹، پ۲۳)

آپ کا یہ فرمانا کہ میں بیمار ہوں، فی الواقع آپ کی طبیعت میں گرانی تھی کون نہیں جانتا کہ ایک مصلح جب اپنا رزقِ حلال کمانے کے ساتھ بلا مفاد و معاوضہ قوم کی خیر خواہی اور خدمت سرانجام دیتا ہے۔ مگر قوم اعراض و انکار ہی نہیں بلکہ برسرِ پیکار ہوتی تو کیا مصلح کی طبیعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا جب کہ نبی سے زیادہ کوئی مخلص اور احساس اور محنتی نہیں ہوتا۔ پیغمبر کی طبیعت پر اس طوفان بدتمیزی کا بہت زیادہ اثر ہوا کرتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید نے اسی وجدانی کیفیت کا یوں تذکرہ کیا ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۔

یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو آپ اپنے آپ کو ہلاک کریں گے۔؟

(الشّعراء ۳، پ۱۹)

اب اندازہ فرمایئے قوم کی فہم کا قصور سمجھا جائے کہ حضرت پر کذب کا الزام لگایا جائے۔

نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن ذٰلِكَ

Marfat.com

اِنَّكِ اُخْتِیْ

یہ واقعہ حضرت کی ہجرت کے دوران پیش آیا، جبکہ آپ بمع رفیقہ حیات اس ظالم بدکار حکمران کی سرزمین سے گزر رہے تھے، پتہ چلا کہ یہ بدکار حکمران لوگوں کی عصمتوں کو لوٹتا ہے، یہاں تک کہ مسافروں پر دست درازی سے بھی باز نہیں آتا۔ اس کے مخبروں نے اطلاع دی۔ اس نے حضرت کو بلایا اور جناب سے حضرت سارہ کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے۔ پھر حضرت نے سارہ کے پاس آکر ساری صورت حال بیان فرمائی اور ساتھ ہی سارہ کو یہ تجویز بھی بتلا دی کہ میں نے بہن کہا آپ بھی یہی کہیں۔ کہیں میرے اور آپ کے بیانات میں فرق آجائے اور میں جھوٹا ہو جاؤں۔

حضرت کا کِذب سے زبردست اجتناب

آپ کا بیک وقت جھوٹ سے زبردست اجتناب اور عفّت و عصمت کی حفاظت کے سلسلہ میں فوری اقدام پر غور فرمائیں اور ساتھ ہی جناب سارہ سے وضاحت فرمادی کہ آپ کو میں نے اس لحاظ سے بہن کہا ہے۔

فاتی سارۃ فقال	آپ واپس حضرت سارہ کے
یاسارۃ لیس علی وجہ	پاس تشریف لائے اور فرمایا
الارض مومن غیری	اس سرزمین پر میرے اور آپ

Marfat.com

وغیرك وانّ هذا — کے سوا کوئی مومن نہیں۔ لہٰذا
سالنی فاخبرته — میں نے اس بنا پر بادشاہ کے
انّك اُختی — سامنے تجھے بہن ظاہر کیا ہے
فلا تکذبنی — اگر وہ آپ سے پوچھے آپ
(بخاری جلد ۱) — بھی یہی جواب دیں۔

گویا کہ یہ جو تعریض فرمائی تھی اس کی توجیہ بھی بیان فرمادی تاکہ عزت بھی بچ جائے اور جھوٹ بھی زبان پر نہ آئے۔ اگر آپ ایسے موقعہ پر کذب بھی اختیار کرتے تو شرعًا اخلاقًا آپ کا استحقاق تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس بات کو پسند نہیں فرمایا۔

روزِ محشر آپ کا لفظ کِذب استعمال کرنا

قیامت کے روز جب ساری مخلوقِ خدا گھبرا جائے گی تو لوگ حضرت آدمؑ جناب نوحؑ اور پھر حضرت ابراہیم کے پاس جاکر عرض کریں گے۔ کہ آپ اللہ کے خلیل ہیں۔ لہٰذا آج آپ ہماری سفارش فرمائیں تاکہ حساب و کتاب شروع کیا جائے۔ جناب ابراہیم معذرت کریں گے اور ساتھ ہی اس کی وجہ بیان فرمائیں گے۔

قد کذبت ثلاث کذبات (ترمذی)

تقویٰ و طہارت اور معذرت پیش کرنے کا یہی تقاضا ہے، جو جناب نے اختیار فرمایا۔ اور اسی مناسبت کی بنیاد پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

بطور صفائی اور تذکرہ صدیقیت کی خاطر فرمایا کہ آپ نے پوری زندگی جھوٹ نہیں بولا اور تعریض توریہ بھی صرف تین دفعہ اختیار فرمایا، جس کو عرف عام جھوٹ سمجھ لیا جاتا ہے۔ شاید اسی وضاحت کی خاطر قرآن مجید نے ان کی صدیقیت کا خاص طور ذکر فرمایا تاکہ یہ مغالطہ بھی دور ہو جائے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ (مریم پ۱۶)

Marfat.com

حضرتِ ابراہیم علیہ السلام

فرقہ پرستی سے مُبرّا

اور

ملّتِ حنیف

کے

بانی تھے

ابراہیم علیہ السلام کی منفرد خوبی

آج تک کوئی اُمّت ایسی نہیں گزری جو ابراہیم کے مرتبہ ومقام کا انکار کرسکے۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اپنا تعلق جوڑنا ہر کوئی اپنے لیے باعث صد افتخار اور کلاہ امتیاز تصوّر کرتا ہے۔ جیسا کہ کلام پاک نے تعلق ابراہیم کے بارے میں ان کی مسابقت کا ذکر فرمایا۔ کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں سے ہر ایک ابراہیم علیہ السّلام کو اپنے مذہب پر ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ	ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ ہی عیسائی
يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا	بلکہ وہ تو پکے مسلمان تھے اور آپؑ کا
وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا	مشرکین کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔
مُّسْلِمًا ط وَّمَا كَانَ مِنَ	ابراہیمؑ کے ساتھ تعلق ان لوگوں کو تھا
الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوْلَى	جو آپ کے متبع تھے۔ اور اب
النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ	اس نبیٔ اکرم اور آپ کے ماننے
اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ	والوں کو تعلق کا استحقاق ہے۔ اللہ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط وَاللّٰهُ	ان کا مددگار ہے۔ جو اللہ پر ایمان
وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝	رکھتے ہیں۔

(آلِ عمران ۶۷، ۶۸-پ۳)

یہود و نصاریٰ کا کردار
اللہ کی ذات کے منکر

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝

جب تم نے موسیٰؑ سے مطالبہ کیا کہ اے موسیٰ ہم اس وقت تک تیری بات نہیں مانیں گے۔ جب تک اللہ کو صاف نہ دیکھ لیں۔

(البقرہ ۵۵- پ۱)

فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً۔

کہنے لگے ہم اللہ کو صاف اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔

(النساء ۱۵۲ پ۶)

یہ مطالبہ اتنی شدت اور اصرار کے ساتھ کیا۔ اللہ کے نبی حضرت موسیٰؑ قوم کی بھلائی کی خاطر اپنے رب کے سامنے عرض گذار ہوئے۔ بالآخر موسیٰ علیہ السلام کی درخواست منظور کر لی گئی اور حکم ہوا کچھ لوگوں کا انتخاب کرو۔

وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَہٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا فَلَمَّآ اَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ

موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو ہماری ملاقات کے لیے منتخب کیا۔ جب ان لوگوں کو ایک سخت زلزلے نے آلیا تو موسیٰ نے عرض

اَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَاِيَّایَ ط	کیا اے میرے رب آپ چاہتے
اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ	تو پہلے ہی ان کو اور مجھے ہلاک کر
السُّفَهَآءُ مِنَّا ج اِنْ	سکتے تھے آپ اس قصور میں جو
هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ط تُضِلُّ	ہم میں سے چند نادانوں نے کیا تھا
بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِیْ	ہم سب کو ہلاک کر دیں گے؟ یہ
مَنْ تَشَآءُ ط اَنْتَ وَلِیُّنَا	تو آپ کی طرف سے بڑی آزمائش
فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ	تھی۔ جس سے آپ جسے چاہتے ہیں
اَنْتَ خَیْرُ	گمراہی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اور جسے
الْغٰفِرِیْنَ۔	چاہتے ہیں ہدایت عطا فرما دیتے ہیں۔

(الاعراف ۵۵ پ۹)

بادشاہوں کی عبادت کرنے والی قوم

جب فاسق و فاجر ظالم اور سفّاک حکمران فرعون نے اپنے رب ہونے کا دعویٰ کیا تو سوائے موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو ہمّت نہ ہوئی کہ اس کی تکذیب کرے اور اس کو منہ توڑ جواب دے۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ	کہا فرعون نے میں ہوں تمہارا بڑا
الْاَعْلٰی۔	خدا۔

یہی انداز موسیٰ علیہ السلام سے اختیار کیا تھا۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا	فرعون نے کہا کون ہے تمہارا رب

Marfat.com

یٰمُوْسٰی۔ اے موسیٰؑ

(طٰہٰ ۴۹ پ ۱۶)

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ فرعون کہنے لگا کون ہے ربّ العٰلمین۔

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ط اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا آسمانوں اور زمین کا رب اور ان سب چیزوں کا رب جو زمین و آسمان کے درمیان ہیں۔ اگر تم ماننے والے ہو

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ فرعون نے اپنے آس پاس کے لوگوں سے کہا، کیا سن رہے ہو

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تمہارا اور تمہارے فوت ہونے والے آبا کا ربّ بھی وہی ہے۔

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ۔ فرعون! حاضرین (وزیروں مشیروں) کو کہنے لگا۔ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ بالکل پاگل ہے۔

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِنْ كُنْتُمْ موسیٰؑ نے فرمایا وہ مشرق و مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ سب کا ربّ ہے بشرطیکہ تم عقل کر

Marfat.com

تَعْقِلُوْنَ ۝ — والے ہو۔

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ — فرعون! اگر تو نے میرے سوا

اِلٰهًا غَيْرِيْ — کسی اور کو معبود مانا تو تجھے بھی ان

لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ — لوگوں میں شامل کر دوں گا۔ جو

الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝ — قید خانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں

(الشعرآء۔۲۳ تا ۲۹ پ۱۹)

گائے پرستی

جب کوئی قوم شرک کی گندگی میں پھنس جائے تو ان کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے اور پھر ان کو کوئی حقیقت اپنی طرف نہ کھینچ سکتی ہے اور نہ ہی دلائل اس قوم کو قائل کر سکتے ہیں۔ بلکہ وہ قوم اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی، اشیاء کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے بھی نہیں چونکتی۔ یہی حالت بنی اسرائیل کی تھی۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى — موسیٰ کے پیچھے اس کی قوم کے لوگوں

مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ — نے اپنے زیوروں سے ایک بچھڑے

حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا — کا پتلا بنایا، جس میں سے بیل کی سی

لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا — آواز نکلتی تھی۔ کیا انہیں نظر نہ آیا

اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ — کہ وہ نہ ان سے بات کرتا ہے اور

وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا — نہ کسی معاملے میں ان کی راہنمائی کرتا

Marfat.com

اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا	ہے۔ مگر پھر بھی انہوں نے اس کو
ظٰلِمِيْنَ۔	معبود بنا لیا۔ اور وہ بڑے ظالم تھے۔

(الاعراف ۱۴۸ پ۹)

اللہ تعالیٰ سے مذاق کرنے والے

قرآن مجید نے صاحبِ ثروت لوگوں کو ابھارنے اور پھر تسلی دینے کے لیے کہ تم مساکین پر مال خرچ کرو۔ تمہارا خرچ کیا ہوا مال ضائع نہیں گا۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کو تم قرض دے رہے ہو۔ جس کی واپسی ہی نہیں۔ بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں قرض کے ساتھ دنیا و آخرت میں بیحد حساب عنایت فرمائیں گے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ	کون ہے اللہ کو قرض دے
اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	بہتر قرض تاکہ اللہ اُسے کئی گنا
فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ	بڑھا کر واپس کرے اور خرچ کرنے
اَجْرٌ كَرِیْمٌ۔	والے کے لیے بہترین اجر ہے

(الحدید ۱۱، پ۲۷)

یہودیوں نے کہا لو اللہ غریب ہو گیا ہے۔ اب وہ بندوں سے مانگتا پھرتا ہے۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ	اللہ نے ان لوگوں کی بات کو
الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ	لیا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ا

Marfat.com

فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ۔ فقیر اور ہم غنی ہیں۔

(آل عمران ۱۸، پ۴)

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا

جب نبی کریمؐ نے بعض چیزوں کے حلال ہونے کی بحکم خداوندی وضاحت کی تو یہود و نصاریٰ کہنے لگے کہ آپ نے اپنے فائدے کے لیے ان چیزوں کو حلال کر دیا ہے۔ جو پہلے نبیوں پر حرام تھیں۔ اس الزام کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآئِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

کھانے کی یہ ساری چیزیں (جو شریعت محمدیؐ میں حلال ہیں) بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں۔ البتہ بعض چیزیں ایسی تھیں جنہیں تورات کے نازل ہونے سے پہلے اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ ان سے کہہ اگر تم اپنے (اعتراض) میں۔ سچے ہو تو لاؤ تورات پڑھو اس کو اگر تم سچے ہو۔

(آل عمران ۹۲۔ پ۴)

لہ بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔ جس کا معنیٰ ہے۔ اللہ کا بندہ بنی اسرائیل کا معنیٰ ہوا۔ اے اللہ کے بندے کی اولاد۔

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔

اس کے بعد بھی جو لوگ اپنی جھوٹی بنائی ہوئی باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کریں۔ وہ درحقیقت ظالم ہیں۔

(اٰلِ عمران ۴ ۹ - ت ۴)

ذاتِ کبریا کے شریک بنانے والے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔

یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا اللہ تین میں سے ایک ہے (یعنی تین مل کر خدا مکمل ہوتا ہے) حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں اگر یہ لوگ ان اپنی باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے جس جس نے کفر کیا۔ اس کو دردناک سزا دی جائے گی

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پھر کیا یہ اللہ سے توبہ نہ کریں گے اور اس سے معافی نہ مانگیں گے۔ اللہ بہت درگزر کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ

مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں

Marfat.com

اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ	کہ بس ایک رسول تھا۔ اس سے
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ	پہلے بہت رسول گزر چکے تھے۔
وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ط	اس کی ماں ایک پاکباز عورت تھی۔
كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ	اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔
اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ	دیکھو ہم کس طرح ان کے سامنے
لَهُمُ الْاٰيٰتِ	حقیقت کی نشانیاں بیان کرتے ہیں
ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى	اور پھر دیکھو یہ کدھر الٹے پاؤں پھرے
يُؤْفَكُوْنَ۔	جاتے ہیں۔

(المائدہ ۷۳، ۷۴، ۷۵، پ ۶)

خدا کے بیٹے ٹھہرانا

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ	یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا
نِ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى	بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں، کہ
الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ	عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ بے حقیقت
قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ	باتیں ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے نکالتے
يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ	ہیں۔ ان لوگوں کو دیکھا دیکھی ہے۔
كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ط	جو ان سے پہلے کفر میں مبتلا ہوئے
قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ج اَنّٰى	تھے۔ خدا کی مار ان پر، یہ کہاں سے
يُؤْفَكُوْنَ ۝	دھوکہ کھا رہے ہیں۔

(التوبہ ۳۰، پ ۱۰)

Marfat.com

حضرت موسیٰؑ کو پریشان کرنیوالے

یہودی یہ بات آج بھی تسلیم کرتے ہیں کہ موسیٰؑ نہ صرف بنی ہیں بلکہ ہمارے محسن عظیم بھی! لیکن اپنے محسن عظیم کے ساتھ اس قوم نے جو سلوک کیا تورات کے مندرجہ ذیل صفحات اس بات پر گواہی دے رہے ہیں

(کتاب خروج ۵-۲۰-۲۱-۱۴ وغیرہ)

قرآن حکیم نے صرف اتنا کہا کہ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ ان
لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ	لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جنہوں نے
اٰذَوْا مُوْسٰى	جناب موسیٰ کو اذیتیں دیں، پھر
فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا	اللہ نے ان کی بنائی باتوں سے
قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ	موسیٰ کی برأت کر دی اور موسیٰؑ اللہ
اللّٰهِ وَجِيْهًا ؕ	کے نزدیک بڑے معزز تھے۔

(احزاب ۶۹، پ۲۲)

نصاریٰ نے عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریم پر اخلاقی نوعیت کے الزامات لگائے۔ قرآن نے آکر ان کی بھی صفائی پیش فرمائی۔

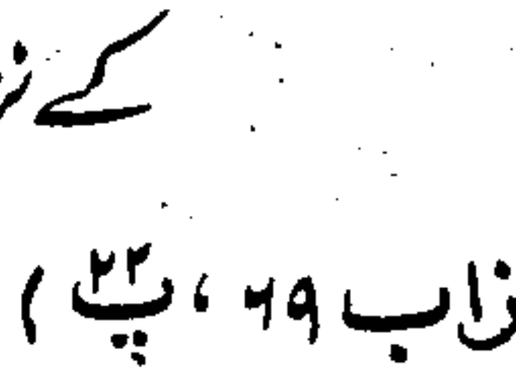

لہ مذاق میں اکثر دوسرے کی تحقیر تفحیق پائی جاتی ہے۔

Marfat.com

انبیاءؑ کے گستاخ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانۂ نبوّت میں ایک قتل کا معمّہ حل ہونے کو نہیں آتا۔ جناب کلیم اللہ نے بحکمِ خدا آرڈر دیا کہ تم گائے ذبح کرو اور اس گائے کا گوشت مردے کے ساتھ لگاؤ تو وہ بحکم خدا زندہ ہو کر اپنے قاتل کا خود نام بتلائے گا۔ وہ قتل کو چھپانے کے ساتھ گائے کے تقدس کے قائل ہونے کی وجہ سے اسے ذبح نہیں کرنا چاہتے تھے۔ حضرتؑ کا حکم ماننے کی بجائے اُلٹا گستاخیاں کرنے لگے۔ اور کہتے ہیں اے موسیٰ! تم تو ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہو۔ مذاق اور خدا کا پیغمبر اور پھر قتل جیسے سنگین معاملے میں۔ یاد رہے نبی خوش طبعی تو ضرور فرماتے ہیں۔ لیکن مذاق نہیں کیا کرتے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی	پھر واقعہ یاد کرو۔ جب موسیٰؑ نے
لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ	اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں ایک
یَاْمُرُکُمْ اَنْ	گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے
تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً ؕ قَالُوْٓا	کہنے لگے کیا تم ہم سے مذاق کرتے
اَتَتَّخِذُنَا ھُزُوًا ؕ قَالَ	ہو؟ موسیٰ نے کہا کہ میں اللہ کی
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ	پناہ چاہتا ہوں کہ جاہلوں کی سی
مِنَ الْجٰھِلِیْنَ۔	باتیں کروں۔

(البقرۃ ۶۷، پ۱)

Marfat.com

انبیائے کرام علیہم السّلام پر الزام لگانے والے

حضرت موسیٰ پر سنگین الزام لگاتے ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السّلام ایک پہاڑ کے اوپر تشریف لے گئے۔ اتفاق کی بات حضرت ہارون کا وہیں انتقال ہو گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اسی جگہ اپنے پیارے بھائی حضرت ہارون کو دفن فرمایا۔ قوم نے موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ دلی افسوس کرنے کی بجائے اُلٹا قتل کا الزام لگایا کہ موسیٰؑ نے ہارونؑ کو قتل کر دیا ہے۔ حکیم خداوندی سے موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی کی لاش مبارک کو نکال کر ان کے سامنے لائے تو حضرت ہارون اللہ تعالےٰ کے حکم سے بولے اور اپنے بھائی کی برأت کی۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السّلام پر یہ الزام بھی لگایا کہ ان کے بیضے بڑھ گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ ہمارے ساتھ ننگے نہیں نہاتے۔ حالانکہ ایک عام شریف انسان کسی کے سامنے ننگا نہیں ہوتا چہ جائے کہ پیغمبرِ خدا جو کہ شرم و حیا کا پتلا اور معلّم ہوتا ہے۔[1]

حضرت سلیمان علیہ السّلام پر الزام

یہودی قوم جب بدعملی اور بداخلاقی کا شکار ہوئی۔ تو انہوں نے یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دی کہ حضرت سلیمان بھی جادوگری کے ذریعے ہی اتنی بڑی حکومت

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیئے تفسیر ابن کثیر پ۲۲ ما احزاب آیت ۶۹۔

کے مالک ہوئے تھے۔ یہاں بھی قرآن مجید نے سلیمان علیہ السّلام کی صفائی پیش فرمائی۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ

ان چیزوں کی پیروی کرنے لگے جو شیطان حضرت سلیمان کی حکومت کا نام لے کر پیش کرتے تھے۔ حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا۔ کفر کے مرتکب تو شیاطین تھے۔ جو لوگوں کو جادوگری سکھاتے تھے۔

(البقرۃ ۱۰۲، پ ۱)

حضرت ہارونؑ پر بت پرستی کا الزام

بائبل میں بچھڑے کی پرستش کا واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ سے آنے میں دیر لگی تو بنی اسرائیل نے ہارون سے فرمائش کی کہ ہمارے لیے معبود بنا دیجیے۔ تب ہارونؑ نے قوم کو بچھڑا بنا کر دیا۔ جس کو دیکھتے ہی بنی اسرائیل کہنے لگے یہ ہے ہمارا خُدا، قرآن حکیم نے حضرت ہارونؑ کی بھی صفائی پیش فرمائی، جب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ میرے بعد میری قوم گمراہ ہوگئی ہے۔ حالانکہ میں نے ہارونؑ کی ذمہ داری لگائی تھی۔ کہ ان کو وعظ و نصیحت کرتے رہیں۔ شاید اس کی سستی کی وجہ سے ایسا ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی کے گلے پڑ گئے۔ جناب ہارون عرض کرنے لگے، بھائی میں نے بڑی

Marfat.com

کوشش کی کہ گائے پرستی نہ کریں یہ باز آنے کی بجائے الٹا مجھے قتل کرنے لگے۔ آپ مزید مجھ سے لڑ کر ان کو خوش نہ کریں۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

ادھر موسیٰؑ غصے اور دکھ سے بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف پلٹے آتے ہی انہوں نے کہا بہت بُری، جانشینی کی تم لوگوں نے میرے بعد! کیا تم اتنا صبر بھی نہ کر سکے کہ اپنے رب کے حکم کا انتظار کر لیتے۔ تورات کی تختیاں پھینک دیں۔ اور اپنے بھائی ہارون کے سر کے بال پکڑ کر اسے کھینچا۔ ہارونؑ نے کہا اے میری ماں جائے بھائی۔ ان لوگوں نے مجھے دبا لیا۔ قریب تھا کہ مجھے مار ڈالتے آپ دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقعہ نہ دیں اور ان ظالموں کے ساتھ مجھے شامل نہ کیجئے۔

اعراف ۱۵۰ پ۹۔

نبیوں کے قاتل

علامہ ابن کثیرؒ نے تحریر فرمایا بنی اسرائیل ایک دن میں کئی نبیوں کو

Marfat.com

کو قتل کر ڈالتے تھے، کیونکہ بعض دفعہ ہر بستی میں الگ الگ نبی مبعوث کیے جاتے، حتّٰی کہ سورہ یٰسین میں فرمایا گیا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ ایک بستی میں ہم نے بیک وقت تین نبی بھیجے تاکہ ایک دوسرے کی معاونت کریں۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ	جب بھی کوئی رسول تمہاری خواہشات
رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى	نفس کے خلاف کوئی چیز لے کر
اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ	تمہارے پاس آیا۔ تو تم نے اس
فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ	کے مقابلے میں سرکشی کی کچھ کو جھٹلا
وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۔	دیا کچھ انبیاء کو قتل کر ڈالا۔

(البقرہ ۸۷، پ۱)

نصاریٰ کا اقبالِ جرم

عیسائی آج تک یہ کہتے آئے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ہم نے قتل کیا ہے کچھ کہتے ہیں نہیں وہ خود ہمارے گناہوں کا کفارہ بننے کے لیے سولی چڑھ گئے قرآن مجید نے اس بات کی تردید کی کہ تم نے تو عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی کسر نہیں چھوڑی، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا۔ اور تم نے اپنے ہی کسی آدمی کو شبہ میں تختہ دار پر چڑھا دیا۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا	اور خود کہا کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم
الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ	رسول اللہ کو قتل کر ڈالا ہے۔ حالانکہ
مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ	فی الواقع انہوں نے نہ اس کو

Marfat.com

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

قتل کیا اور نہ ہی صلیب پر کھینچا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا

(النساء، پ ۶ آیت ۱۵۷)

کتاب اللہ کو فروخت کرنا

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنَ ۝

اور میں نے جو کتاب بھیجی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ یہ اس کتاب کی تائید کرتی ہے جو تمہارے پاس پہلے موجود تھی۔ لہٰذا سب سے پہلے تم ہی اس کے ساتھ انکار نہ کرو، تھوڑی سی دنیا فانی قیمت پر میری آیات کو نہ بیچ ڈالو اور میرے غضب سے بچو۔

(البقرۃ ۴۱، پ ۱)

حق و باطل کا التباس نہ کرو

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔

باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے ہوئے حق کو نہ چھپاؤ

(البقرۃ ۴۲، پ ۱)

Marfat.com

کتاب اللہ کے ساتھ ان کا سلوک

تحریفِ کتاب

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝

اے مسلمانو! اب کیا ان لوگوں سے توقع رکھتے ہو کہ وہ تمہاری دعوت پر ایمان لے آئیں گے۔ حالانکہ ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو اللہ کا کلام سُن کر پھر سمجھنے کے باوجود اس کو بدل دیتا ہے۔

(البقرۃ ۷۵، پ۱)

کتابِ الٰہی سے بے پرواہی کرنا

وَلَمَّا جَآءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ کَاَنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی رسول اس کتاب کی تصدیق و تائید کرتا ہوا آیا۔ جو ان کے ہاں پہلے سے موجود تھی۔ تو اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے کتاب اللہ کو پس پشت ڈالدیا گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں۔

(البقرۃ ۱۰۱، پ۱)

Marfat.com

کتاب اللہ کے کچھ حصّے کو معطل کرنا

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔

کیا تم کتاب کے کچھ حصّے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصّے کے ساتھ کفر کرتے ہو۔ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں۔ ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے، دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیئے جائیں، اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں ہے، جو تم کر رہے ہو۔

(البقرۃ ۸۵، پ۱)

کتاب میں اضافے کی جسارت

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط

پس ہلاکت اور تباہی ان لوگوں کے لیے، جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھ لیتے ہیں، پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ تاکہ اس کے

Marfat.com

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۝

معاوضے میں تھوڑا فائدہ حاصل کریں۔ ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا بھی ان کے لیے تباہی کا سامان ہے اور ان کی کمائی بھی ان کے لیے موجب ہلاکت ہے۔

ملائکہ کے ساتھ عداوت رکھنے والے

یہودی صرف نبیٔ اکرم اور آپ کے مخلص ساتھیوں کو ہی بُرا نہیں کہتے تھے بلکہ اللہ تعالےٰ کے پیغامات وارشادات لانے والے فرشتوں سے بھی اپنی عداوت مخاصمت کا اظہار کرتے رہتے تھے۔

قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ مَن كَانَ عَدُوًّا

ان سے کہہ دیجیے کہ جو کوئی جبریل سے عداوت رکھتا ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبریل نے اللہ ہی کے حکم سے یہ قرآن آپ کے دل پر اتارا ہے، جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق وتائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے۔ اگر جبرئیل سے ان کی عداوت کا

Marfat.com

لِلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ۔

سبب یہی ہے (تو کہہ دو کہ) جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کے دشمن ہیں۔ اللہ ان کافروں کا دشمن ہے۔

(البقرۃ ۹۷، ۹۸، پ۱)

تارکِ نماز قوم

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ہ

پس جانشین ہوئے پیچھے ان کے بُرے لوگ کہ ضائع کیا انہوں نے نماز کو اور پیروی کی خواہشوں کی۔ پس ملاقات کریں گے غی کی۔

(مریم ۵۹، پ۱۶)

ملّت حنیف میں نماز کی اہمیّت

نماز دینِ حنیف کا اہم جُز ہی نہیں۔ بلکہ پورے دین کا دارو مدار ہی نماز پر رکھا گیا ہے، جیسا کہ نبیٔ رحمتؐ نے فرمایا۔ اس دین میں خیر کا کوئی پہلو نہیں جس میں نماز نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب شیر خوار بچےؑ اور اس کی

Marfat.com

والدہ مکرّمہ کو بے آب و گیاہ میدان کعبہ کے پاس چھوڑا تو اس وقت دُعا کی اے خداوند کریم میں نے اس لیے تیرے گھر کے پاس ان کو بسایا ہے تاکہ نماز پڑھتے رہیں۔

رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ	ہمارے رب میں نے اپنی اولاد
مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ	کے ایک حصّے کو تیرے محترم گھر
غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ	کے پاس لا بسایا ہے، پروردگار میں
عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ	نے اس لیے کیا کہ یہ لوگ نماز
رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ۔	قائم کریں۔

(ابراھیم ۳۷ پ ۱۳)

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ	پروردگار مجھے نماز قائم کرنے والا
لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ	بنا اور میری اولاد کو بھی۔ الٰہی میری
یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ۝۔	دُعا قبول فرما۔

(ابراھیم ۴۱، پ ۱۳)

حضرت آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام اور ان کے رفقاء ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل اور یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ یہ سب بزرگ ہدایت یافتہ اور خدا کے سامنے جھکنے والے تھے۔ لیکن ان کے بعد جو لوگ آئے ان کا حال یہ تھا، ترکِ نماز اور فواحش میں مبتلا ہو چکے تھے اور بالآخر یہ بات ان کی تباہی بربادی کا سبب بن گئی۔

فَخَلَفَ مِنۡ بَعۡدِهِمۡ	پھر انبیاء اور ان کی اولاد کے بعد

Marfat.com

خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا۔ اور خواہشات نفس کی پیروی کی۔ پس قریب ہے کہ وہ گمراہی کے انجام کو پہنچ جائیں

(مریم ۵۹، پ۱۶)

آخرت کے بارے میں خوش فہم

یہود و نصاریٰ اپنی بداعمالیوں بدکرداریوں کے باوجود یہ دعویٰ کرتے تھے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نے دوزخ میں جانا ہی نہیں، کیونکہ جنّت ہمارے ہی لیے بنائی اور سجائی گئی ہے۔ ہاں اگر جانا پڑ گیا تو صرف چند دن جہنّم میں رہنا پڑے گا۔ اور پھر فوراً ہمیں جنّت میں داخلہ مل جائے گا ؎

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ط

اور کہنے لگے جنت میں کوئی داخل نہیں ہو سکے گا، سوائے یہودی یا عیسائی کے۔

(بقرۃ ۱۱۱، پ۱)

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

وہ کہتے ہیں دوزخ کی آگ ہمیں ہرگز چھونے والی نہیں الّا یہ کہ صرف چند ایّام کی سزا مل جائے۔ ان سے پوچھو کیا تم نے اللہ

Marfat.com

عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

سے کوئی عہد لے رکھا ہے کہ جس کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ یا تم اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاتے ہو جن کا تمہیں علم نہیں۔

(بقرۃ ۸۰، پ۱)

بلکہ آخرت کے منکر

قرآن مجید نے ان کے جھوٹے دعویٰ اور خوش فہمیوں کو واضح کرنے کیلیے چیلنج کے انداز میں فرمایا کہ اگر واقعتاً ایسا ہے تو تمہیں حقیر دنیا کی بجائے آخرت میں ابدی جنت اور اس کی نعمتوں کے حصول کے لیے موت کی تمنا کرنی چاہیئے۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

ان سے کہو اگر واقعی اللہ کے نزدیک آخرت کا گھر تمام انسانوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے ہی لیے ہے۔ تب تو تمہیں موت کی تمنا کرنی چاہیئے اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو۔ یقین جانو یہ کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے۔ اس لیے کہ اپنے ہاتھوں سے جو کچھ کما کر انہوں نے وہاں بھیجا ہے۔ اس کا اقتضا یہی ہے۔ کہ یہ وہاں جانے

Marfat.com

(البقرہ ۹۴، ۹۵ پ۱)

کی تمنا نہ کریں، اللہ ان ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے۔

حرام خور

وَتَرٰی كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

تم دیکھتے ہو، کہ ان کی اکثریت گناہ اور ظلم وزیادتی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتی پھرتی ہے۔ اور حرام کا مال کھاتے ہیں۔ بہت بری حرکات ہیں جو یہ کرتے پھرتے ہیں۔ کیوں ان کے علماء اور مشائخ انہیں گناہ پر زبان کھولنے اور حرام کھانے سے نہیں روکتے؟ یقیناً بہت ہی برا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔

(المائدہ ۶۲، ۶۳-پ۶)

عبادات واخلاقیات سے عاری قوم

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ

یاد کرو، بنی اسرائیل سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ

Marfat.com

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ، ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ لوگوں سے بھلی بات کرنا، نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا۔ مگر تھوڑے آدمیوں کے سوا تم سب اس عہد سے پھر گئے اور اب تک پھرے ہوئے ہو۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝

پھر ذرا یاد کرو، ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا تھا۔ کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ کسی کو گھر سے بے گھر کرنا تم نے اس کا اقرار کیا تھا۔ تم خود اس پر گواہ ہو۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ

مگر آج وہی تم ہو کہ اپنے بھائیوں کو قتل کرتے ہو۔ اپنی برادری کے کچھ لوگوں کو بے خانماں کر دیتے ہو۔ ظلم و زیادتی کے ساتھ ان کے خلاف چھوٹے بندیاں کرتے ہو۔ اور جب وہ لڑائی میں پکڑے ہوئے تمہارے پاس آتے ہیں۔ تو ان کی

Marfat.com

مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ
اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ
بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ
تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ
فَمَا جَزَآءُ مَنْ
يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ
اِلَّا خِزْيٌ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ
اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ.
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ
يُنْصَرُوْنَ ۝

رہائی کے لیے فدیہ کا لین دین کرتے
ہو۔ حالانکہ انہیں ان کے گھروں
سے نکالنا ہی سرے سے تم
پر حرام تھا۔ تو کیا تم کتاب کے ایک
حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے
حصے کے ساتھ کفر کرتے۔ پھر تم میں
سے جو لوگ ایسا کریں۔ ان کی سزا اس
کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں
ذلیل و خوار ہو کر رہیں۔ اور آخرت
میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر
دیئے جائیں۔ اللہ ان کی حرکات
سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو
یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت
بیچ کر دنیا کی زندگی خرید لی ہے۔
لہٰذا ان کی سزا میں کوئی تخفیف
ہوگی اور نہ انہیں کوئی مدد پہنچ
سکے گی۔

(البقرۃ ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶۔ پ۱)

بنی اسرائیل کا مذکورہ کردار دیکھ کر ایک عام آدمی بھی اندازا لگا سکتا

Marfat.com

ہے کہ ایسی قوم کا حضرت ابراہیم کے ساتھ تو درکنار ایک شریف آدمی کے ساتھ بھی واسطہ جوڑنا، اخلاق کردار کے پرخچے اڑانے کے مترادف ہے اس لیے قرآن حکیم نے صاف صاف اعلان کیا کہ.

ابراہیمؑ سب سے کٹ گئے

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(اٰلِ عمران ۹۵، پ۴)

کہو اللہ نے سچ فرمایا کہ تمہیں یکسو ہو کر ابراہیمؑ کے طریقہ کی پیروی کرنی چاہیئے۔ ابراہیمؑ شرک کرنے والوں سے نہ تھے۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

ابراہیمؑ نہ یہودی تھے نہ عیسائی، بلکہ وہ تو ایک مسلم یکسو تھے اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھے۔

حضرتؑ کے ساتھ صرف اُمّت محمدیہؐ کا تعلّق ہے

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ

ابراہیمؑ سے نسبت رکھنے کا سب سے زیادہ حق اگر کسی کو پہنچتا ہے تو ان لوگوں کو پہنچتا ہے، جنہوں نے اس کی پیروی کی اور اب یہ نبی اور اس کے ماننے والے اس نسبت

Marfat.com

وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ (اٰلِ عمران ۶۷، ۶۸)

سے زیادہ حق دار ہیں۔ اللہ صرف انہی کا حامی و مددگار ہے جو ایمان رکھتے ہوں

بڑے مہمان نواز

حضرت ابراہیمؑ کے متعلق یہاں تک سوانح نگاروں نے لکھا کہ وہ اُس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے۔ جب تلک کسی مہمان کو یا مسکین کو اپنے ساتھ کھلا نہ لیتے۔ تاہم قرآن مجید میں ان کی مہمان نوازی کا ایک واقعہ موجود ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۝

(ھود ۶۹، پارہ ۱۲)

جب ابراہیمؑ کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر آئے۔ فرشتوں نے کہا تم پر سلام ہو۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا تم پر بھی سلام ہو۔ پھر کچھ دیر نہ گزری کہ ابراہیمؑ ایک بھنا ہوا بچھڑا۔ ان کی ضیافت کے لیے لے آئے)

Marfat.com

دنیا اور آخرت میں معزّز

وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ط وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور ہم نے ابراہیمؑ کو دنیا میں عزت و عظمت عطا کی اور آخرت میں یقیناً صالحین سے ہوگا۔

(النحل ۱۲۲، پ ۱۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبِ قوّت اور صاحبِ معرفت تھے

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ

ہمارے بندوں ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کا ذکر کرو۔ وہ بڑے ہی قوّتِ عمل رکھنے والے اور صاحبِ بصیرت تھے۔

(صٓ ۴۵، پ ۲۳)

حافظ ابن کثیر اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ کہ تینوں بزرگ بڑے عامل عبادتِ خدا میں بڑے قوّی، قدرت کی طرف سے ان کو وافر بصیرت دی گئی تھی جس کی بنا پر وہ ہر وقت آخرت کا خیال رکھنے والے تھے اور دنیا کو کوئی اہمیّت نہیں دیتے تھے۔

Marfat.com

آپ[۴] اپنی ذات میں انجمن تھے

جو کام بڑی بڑی منظم جماعتیں نہ کر پاتیں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام تنہا ہوتے ہوئے کر گزرتے تھے۔ اسی لیے قرآن حکیم نے ان کی ذات گرامی کو ایک جماعت سے تعبیر کیا ہے۔

اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ کَانَ	امر واقعہ ہے کہ ابراہیمؑ اپنی
اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ	ذات میں ایک پوری جماعت تھے
حَنِیْفًا وَلَمْ یَكُ	اللہ کے تابع دار اور یک سو وہ
مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔	کبھی مشرکین کے ساتھی نہ تھے۔

(النحل ۱۲۰ پ۱۴)

جامع صفات شخصیت

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً	واقعہ یہ ہے۔ کہ ابراہیم اپنی ذات
قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا ؕ وَلَمْ	میں ایک پوری امت تھا۔ اللہ کا
یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ شَاكِرًا	کا مطیع فرمان اور یکسو، وہ کبھی
لِّاَنْعُمِهٖ ؕ	مشرک نہ تھا۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر گزار

(النحل ۱۲۰، ۱۲۱ - پ۱۴)

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام

دنیاوی عزت و عظمت

قرآنِ مجید نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہم نے جناب ابراہیمؑ کو دنیا اور آخرت میں عزت و عظمت عنایت فرمائی۔

وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور ہم نے آپ کو دنیا میں عزت عطا کی اور آخرت میں آپ نیک لوگوں کے ساتھی ہوں۔

(النحل ۱۲۲، پ ۱۴)

حضرت کا تعلق جس دور سے ہے۔ اس دور کو معاشی تاریخ میں گلّہ بانی کا دور شمار کیا جاتا ہے۔ اس وقت کی سب سے بڑی دولت بھیڑ بکریاں تھیں۔ حضرت کے پاس اتنا مال تھا۔ کہ بڑے سے بڑا جنگل بھی تنگیٔ داماں کی شکایت کر رہا تھا۔[1]

دینی عظمت و فضیلت

آپ کی دینی عظمت و بزرگی کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات کو متعدد مقامات پر حکم دیا گیا۔ کہ اے نبیؐ

---

[1] انبیائے قرآن۔

رحمت آپ بھی ملّت ابراہیم کی اتباع کریں۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

کہہ دیجئے اللہ نے جو فرمایا سچ فرمایا ہے۔ تم یکسو ہوکر ابراہیمؑ کے طریقہ کی اتباع کرتے جاؤ۔ ابراہیمؑ کا مشرکوں سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

(ال عمران ۹۵ پ۴)

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَّاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا۔

اس شخص سے بہتر کس کا طرز عمل ہو سکتا ہے۔ جس نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور یکسو ہوکر ابراہیم کے طریقے کی پیروی کی جسے اللہ نے اپنا دوست بنا لیا تھا۔

(النساء ۱۲۵ - پ۵)

ساری دُنیا کی قیادت وسیادت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ساری دنیا کی قیادت وسیادت وامامت سے نوازا گیا۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا

Marfat.com

فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ط قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝

(البقرۃ ۱۲۴ - پ ۱)

اور وہ ان سب میں پورے اترا تو اللہ نے فرمایا۔ اے ابراہیمؑ! میں تجھ کو سب دنیا کا پیشوا بنانے والا ہوں ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ میرا وعدہ ظالموں کے لیے نہیں ہے۔

آپ کی ازواجِ مطہّرات

حضرت سارہ اور ان کے لختِ جگر

آپؑ کی اہلیہ حضرتِ سارہ جو کہ آپ کی ازواج میں سے سب سے بڑی ہیں ان کا تذکرہ قرآنِ حکیم نے ان الفاظ کے ساتھ فرمایا۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ۔

اور ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ بھی آپ کے پاس کھڑی تھیں۔

(ھود ۷۱، پ ۱۲)

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ۔

اس وقت ہم نے (سارہ) کو اسحٰق اور اس کے بعد پوتے یعقوب کی خوشخبری دی۔

(ھود ۷۱، پ ۱۲)

Marfat.com

وہ اس خوشخبری پر تعجب کرتی ہوئی بے اختیار بول پڑیں۔
ہائے افسوس میں بچے کو جنم دوں گی۔ جبکہ میں بڑھیا پھونس اور میرے خاوند بوڑھے ہو چکے ہیں۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ۔	وہ بولی، ہائے میری شامت۔ کیا میرے ہاں اولاد ہوگی۔ جبکہ میں بانجھ اور میرا خاوند نہایت بوڑھا ہو چکا ہے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے

(ھود ۷۲۔ پ۱۲)

فرشتوں نے تشفی دی

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۣ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔	کیا آپ اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہیں؟ اے ابراہیم کے اہل خانہ تم پر تو اللہ کی رحمت اور برکت ہے۔ یقیناً اللہ نہایت قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔

(ھود ۷۳۔ پ۱۲)

فرشتے مزید کہتے ہیں

کہ آپ چاہیں یا نہ چاہیں یہ تو ہونے والا ہے اور یہی تمہارے رب

Marfat.com

کا اٹل فیصلہ ہے اور اس بشارت کی تکمیل کس طرح ہوگی وہ اس تکمیل اور حکمت کو خوب جانتا ہے۔

قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ۔

انہوں نے کہا یوں ہی کچھ فرمایا ہے تیرے رب نے وہ حکیم اور علیم ہے۔

(الذّٰریٰت ۳۰ - پ۲۶)

حضرت اسحٰق علیہ السلام

جناب اسحٰق علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام سے تیرہ یا چودہ سال چھوٹے ہیں۔ حضرت اسحٰقؑ جن کی سیرت طیبہ کا ہم نے صفحہ نمبر پر تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ آپ ہی کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ جیسا کہ آپ ابھی پڑھ رہے تھے۔ انہیں کے بارے میں ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور ہم نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کیے اور اس کی نسل کو کتاب اور نبوت سے نوازا اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں سرفراز کیا اور آخرت میں آپ صالحین میں سے ہیں۔

(العنکبوت ۲۷ پ۲۰)

آپ کی وفات

حضرت اسحٰق علیہ السلام نے ۱۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سارہ اور والد گرامی ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا جب آپ نے انتقال فرمایا تو حضرت یعقوب علیہ السلام جوان ہو چکے تھے

اولاد

حضرتؑ کے دو بیٹے تھے، عیسوؑ لقب ادوم تھا۔ جن کی نسل سے حضرت ایوبؑ کا تعلق ہے۔

دوسرے حضرت یعقوبؑ تھے اور ان کا تخلص تھا، اسرائیل، جیسا کہ ہم نے عرض کیا تھا اور یوسفؑ، سلیمانؑ، موسیٰؑ، یحییٰؑ، گویا کہ اکثریت انبیاء کی اسی خاندان سے متعلق ہے۔

حضرتِ ہاجرہ اور آپ کے فرزندِ ارجمند

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری رفیقہ حیات حضرت ہاجرہؑ جن کی سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو قرآن مجید نے اجاگر کرنے کے ساتھ ان کی زندگی سے وابستہ واقعات اور مقامات کو شعائر اللہ کہہ کر بطور اجر و ثواب زیارت گاہ بنا دیا۔ اور ان کے صبر و رضا کے واقعات کا اس طرح ذکر کیا۔ کہ رہتی دنیا تک ان کا تذکرہ ہوتا رہے گا۔ دخترانِ اسلام میں یہ مرتبہ و مقام صرف

Marfat.com

امّ اسمٰعیل کو نصیب ہوا۔
یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

حضرت ابراہیمؑ کے بڑے صاحبزادے اسماعیلؑ

حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اکبر ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف تورات میں تحریف ہونے کے باوجود کتابِ پیدائش (باب ۱۷ ۲۴-۲۵-) میں موجود ہے۔ اس تصریح کے ساتھ کہ اس وقت جناب خلیلِ خدا کی عمر ۸۶ سال کی تھی۔ جب اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور جب حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپؑ کی عمر ننانوے ۹۹ یا سو ۱۰۰ سال کی تھی۔

حضرت اسماعیل کا مسکن و مدفن

مورخین کی تحقیق کے مطابق آپ کنعان میں پیدا ہوئے اور آپؑ نے مکہ معظمہ میں ۱۳۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ آپ کو کعبہ کے پہلو مطاف میں دفن کیا گیا۔

خلیلؑ کی اللہ تعالیٰ سے التجا

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔

پروردگار! مجھے صالح اولاد عطا فرما۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۰ پ ۲۳)

قبولیّتِ دُعا

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دُعا کافی مدّت کے بعد بلکہ بڑھاپے میں قبول فرمائی

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۔ (الصّٰفّٰت ۱۰۱- پ۲۳)

ہم نے اس کو متحمل مزاج بچے کی بشارت دی۔

حضرت اسماعیل کے فضائل و مناقب

ذبیح اللہ

یہودیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کہ ذبیح اللہ اسماعیلؑ نہیں بلکہ اسحاق علیہ السلام ہیں۔ لیکن جیسا کہ فرقان حمید نے فرمایا کہ خائن کبھی ہدایت نہیں پاتے[1] لہٰذا آج بھی تورات کتاب پیدائش (باب ۱۷ تا ۲۰ میں موجود ہے۔ کہ حضرت اسماعیل علیہ السّلام حضرت اسحاق علیہ السلام سے بڑے تھے۔ اور جناب ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی پیش کی تھی۔ یعنی تورات اور دوسرے ذرائع سے ملنے والے دلائل سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اسماعیل بڑے ہیں تو پھر اکلوتے بیٹے اسماعیل ذبیح اللہ ہوئے یا اسحٰق

لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (پ۱ بقر ۴۲)

سچ اور جھوٹ نہ ملاؤ اور جانتے ہوئے سچی بات کو نہ چھپاؤ۔

---

[1] پ۱۲، سورۂ یوسف ۵۲

قرآنِ حکیم کی وضاحت ذبیح اللہ کون ہے

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ	جب وہ (اسمٰعیلؑ) آپ کے ساتھ
قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى	دوڑنے لگا تو کہا اے بیٹے میں
فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ	نے خواب میں دیکھا کہ تم کو ذبح
فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ	کر رہا ہوں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟
قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا	عرض کرنے لگے (اسمٰعیل) ابّا جی کر
تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ	گزریئے جو آپ کو حکم ہوا ہے۔ خدا
اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ	نے چاہا تو مجھے صبر کرنے والا پائیں
الصّٰبِرِيْنَ۔	گے۔
فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ	جب دونوں نے حکم مان لیا اور
تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ۔	ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔
وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ	ہم نے آواز دی۔ اے ابراہیمؑ!
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ	آپ نے وعدہ سچّا کر دکھایا۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے واقعہ قربانی میں اس قدر تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا جسکی بنا پر پورے قرآن مجید میں حلیم کا خطاب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے بغیر کسی نبی کو عطا نہیں کیا گیا۔ اس اندازِ خطاب و القاب سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ذبیح اللہ جناب اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

چاہِ زمزم

جیسا کہ بخاری شریف اور تمام سیرت اور کتب تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت اسماعیل پیاس سے تڑپنے لگے تو ماں بیٹے کے شرب و اکل کے لیے دوڑی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے نے اسماعیل کی ایڑیوں تلے چشمۂ زمزم کو جاری کیا۔

محرّکِ سعی صفا و مروہ

یہ بات بھی بامِ حقیقت کو پہنچ چکی ہے کہ اسماعیل کو پیاس لگی اور امّ اسماعیل نے پانی کی تلاش کے لیے بے قراری کے عالم میں صفا مروہ کے چکّر کاٹے۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے شعائر اللہ کہہ کر مناسکِ حج میں شمار فرمایا۔

معمارانِ کعبہ

قرآن مجید نے تعمیر کعبہ کے سلسلہ میں حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ تو حضرت اسماعیلؑ کا برابر ذکر فرمایا ہے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ	جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ بیت اللہ
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ	کی دیواریں اونچی کر رہے تھے۔ تو
اِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ	یہ دعا کر رہے تھے۔ اللہ ہماری
مِنَّا ط	خدمات کو قبول فرما۔

(بقرہ ۱۲۷، پ ۱)

Marfat.com

خدّامِ کعبہ

وعهدنآ الیٰ ابراهیم	ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے
واسمٰعیل ان طهّرا	(خدمتِ کعبہ کا) عہد لیا تھا۔ کہ طواف
بیتی للطّآئفین والعٰکفین	اعتکاف ۔ رکوع اور سجدہ کرنے والوں
وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ ۝	کیلیے میرے گھر کو پاک صاف رکھنا۔

(البقرہ ۱۲۵ پ۱)

کارِ نبوت کی انجام دہی

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ	اور اس کتاب سے اسمٰعیل کا ذکر کرو
اِسْمٰعِیْلَ اِنَّهٗ کَانَ صَادِقَ	وہ وعدے کے سچے نبی اور رسول
الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا۔	تھے۔
وَکَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ	وہ اپنے گھر والوں کو نماز زکوٰۃ
وَالزَّکٰوةِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ	کا حکم کرتے تھے اور اپنے
مَرْضِیًّا۔	رب کے پسندیدہ تھے۔

(مریم ۵۴، ۵۵۔ پ۱۶)

نبی اکرمؐ کا خراجِ تحسین

صحیح مسلم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسمٰعیلؑ کو یوں خراجِ تحسین

Marfat.com

سے نوازا۔

انّ اللّٰہ اصطفیٰ من ولد ابراھیم اسمٰعیل۔	اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کی اولاد میں اسمٰعیلؑ کو سب سے معزز فرمایا۔

(صحیح مسلم)

حضرت اسماعیلؑ کا ذکر دوسرے انبیاءؑ کے ساتھ

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَ ذَا الْکِفْلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ وَ اَدْخَلْنٰھُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّھُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۔ ع	اور اسمٰعیلؑ و ادریس اور ذوالکفل کا ذکر کرو۔ یہ سب صبر کرنے والے تھے۔ اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشک وہ نیکو کار تھے۔

(الانبیاء ۸۵-۸۶-پ۱۷)

وَاذْکُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَذَا الْکِفْلِ ؕ وَ کُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ ؕ	اسماعیل اور الیسع و ذوالکفل کو یاد کرو۔ وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔
وَاِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔	اور اسمٰعیلؑ و الیسع اور یونس اور لوط کو یاد کرو ہم نے ان کو دنیا والوں پر فضیلت دی۔
وَمِنْ اٰبَآئِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ وَاِخْوَانِھِمْ ج وَاجْتَبَیْنٰھُمْ	نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے

Marfat.com

لی	بہتوں کو ہم نے نوازا اور ان کو اپنے
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔	کام (دین) کے لیے چن لیا اور صراط
ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ	مستقیم کی طرف ان کو ہدایت دی۔
بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ	اے نبی اکرم یہی لوگ اللہ کی طرف
عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا	سے ہدایت یافتہ تھے۔ انہی کے
لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ	راستے پر آپ گامزن رہیں۔

(الانعام ۸۶، ۸۷، ۸۸ پ ۷)

اولادِ اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے اور ایک بچی تھی۔ جس کا نام مورخین بشامہ لکھا ہے۔ آپ کے بارہ بیٹوں کے مندرجہ ذیل نام ہیں

۱۔ نیابوط، جن کو عرب نابت کہتے ہیں۔

۲۔ قیدار حضرت اسماعیل کے اس صاحبزادے نے بڑی شہرت حاصل کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی قیدار کی نسل عدنان سے پیدا ہوئے۔ [1]

۳۔ ادبایل ۴۔ مبشام ۵۔ مشمع ۶۔ دومہ

۷۔ مسا ۸۔ حدود ۹ میتماد ۱۰۔ حبطور

۱۱۔ نفیس ۱۲۔ قدمہ۔ (توراۃ پ ۲۵)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کوئی نبی نہیں ہوا، سوائے اجداد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ [2]

---

[1] ارض القرآن حصہ دوم

حضرت ابراہیمؑ کی تیسری بیوی اور اولاد

حضرت سارہ کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت قطورا سے نکاح کیا جناب شعیب علیہ السلام کا نسب انہیں سے ملتا ہے۔

حضرت قطورا سے اولاد

آپ کے بطن سے چھ لڑکے پیدا ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں

۱۔ زمران ۲۔ یقسان ۳۔ مدان

۴۔ مدیان ۵۔ اسباق ۶۔ سوخ [۱]

بنی قطورا میں اہلِ مدین اور اصحاب الایکہ آتے ہیں، جناب شعیبؑ کا تعلق اسی شاخ سے ہے۔

زیادہ مشہور حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ ہیں اور انہی کے بیٹے اسحٰقؑ اور اسمٰعیل کو نبوت سے نوازا گیا اور ان کو شہرتِ دوام حاصل ہوئی۔

عظیم خانوادۂ نبوّت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا

قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ — گیا۔ تمام لوگوں میں اللہ کے نزد

مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ — کس کا مرتبہ زیادہ ہے۔ آپؐ

قَالَ اَتْقٰهُمْ — نے فرمایا، جو پرہیزگار ہے۔ صحا

Marfat.com

فَقَالُوا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ بْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ بْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ بْنُ خَلِيْلِ اللّٰهِ۔

(بخاری ج ۱ ص ۴۷۲)

نے عرض کیا۔ ہمارا یہ مقصد نہیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا، خاندانی لحاظ سے، سب سے بہتر اور افضل یوسف علیہ السلام جو نبی تھے۔ ان کے باپ نبی (یعقوبؑ) تھے۔ پھر حضرت یعقوب کے باپ، اسحٰقؑ نبی تھے۔ اور ان کے باپ ابراہیم نبی خلیل اللہ تھے۔

اِلتجا

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ

اے پروردگار مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری

ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا

اولاد کو نمازی بنا ہمارے رب میری دُعا قبول فرما ہمارے رب

اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمانداروں کو

يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ○

حساب قائم ہونے کے دن معاف فرما دیجیئے

Marfat.com

اللہ اکبر

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تحفۂ اہلِ حدیث

ناشر

مکتبہ خانہ حق نشر طاہر آباد

لاہور

Marfat.com

واذکر فی الکتاب ابراھیم

سیرتِ ابراہیم علیہ السلام

حافظ محمد اسمٰعیل بی، اے، فاضل اردو
فاضل علومِ اسلامیہ

ناشر:- نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور-۲